بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۙ وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا

(پ ۲۲ ع ۳)

راہِ ایمان

جلد دوم

ردِّ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ

از حضرت مولانا

ابوالحسّان محمّد رمضان علی مدظلہٗ قادری

پبلشرز:

حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ

ملنے کا پتہ: ۶۸-۶۷ اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی، بلاک ۷/۸ - کراچی

برائے: لائبریری جامعہ اسلامیہ، لاہور
محمد عبد الحکیم شرف قادری
۱۶ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝
(پ ۲۲ ع ۳)

راہِ ایمان

جلد دوم

محمدیہ لائبریری
رقم المسلسل ______
جامعہ اسلامیہ لاہور

ردِّ تفسیر
نجدیہ سعودیہ وہابیہ

از حضرت مولانا
ابوالحسّان محمّد رمضان علی مدظلہ قادری

پبلشرز:
حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ
ملنے کا پتہ: ۶۸-۶۷ اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی، بلاک ۷/۸، کراچی

نام کتاب ـــــــــــ راہِ ایماں جلد دوم

ترتیب و پیشکش ـــــــــــ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

ناشر ـــــــــــ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

تاریخِ اشاعت	تعداد
رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ اکتوبر ۲۰۰۳ء	۳۰۰۰

e.mail:arteen@cyber.net.pk

فہرست

1 - انبیاءِ علیہم السّلام و اولیاء اللہ سے توسّل، استعانت، استمداد، نِدا و استغاثہ کا ثبوت اور وضاحت	5
2 - اِیّاکَ نَستَعِینُ کا صحیح مطلب	71
3 - مِن دُونِ اللہ کی وضاحت	107
4 - ما ادری ما یفعل بی ولا بکم کی وضاحت	147
5 - رسولِ پاک کے نسب پاک میں پلید مشرک کو داخل کرنے کی ناپاک حرکت کی تردید	179

انبیاء علیہم السّلام
واولیاءَ اللّٰہ
سے
توسّل، استعانت، استمداد،
نِداو اِستغاثہ کا
ثبوت اور وضاحت

الحمدُللّٰہ ربّ العالمین ۝ الرّحمٰنِ الرّحِیْمؕ ۝
مالک یوم الدین والصّلوٰۃ والسلام علیٰ شفیع
المذنبین رحمۃ للعالمین سید الاولین والآخرین
وسیلتنا فی الدنیا وفی یوم الدین خاتم النبیّن محُمّد
رسول اللّٰہ وعلیٰ آلہٖ للطیّبین الطاھرین واصحابہٖ
المکّرمین المعظّمین واولیاء اُمّتہٖ واحبّائہٖ اجمعین۔ ۝

اَمَّابَعد۔ فَاَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمؕ
یاایّھا الذین آمنوا اتّقوا اللّٰہ وابتغوا
الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلّکم
تفلحون۔ (پ۶ع۱۰)

مسئلہ

توسّل۔ استمداد۔ استغاثہ۔ نداء

قال اللّٰہ عزّوجل۔ یاایھا الذین اٰمنوا اتّقوا اللّٰہ وابتغوا

الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہٖ لعلکم تفلحون (پ۶ع ۱۰)

اللہ عزّوجل نے فرمایا۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس اُمید پر کہ فلاح پاؤ"۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو خطاب فرمایا لہٰذا ایمان سے وسیلہ مراد لینا ممکن نہیں اور نہ اعمال صالحہ مرادِ وسیلہ ٹھہرتے ہیں کہ وہ تقویٰ میں داخل ہیں اور تقویٰ عبادت ہے امتثال اوامر اور اجتناب عن النواہی سے۔ اس لئے کہ قاعدہ عطف کا مغائیرت بین المعطوف والمعطوف الیہ کا مقتضی ہے اور وسیلہ سے مراد "جہاد" بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ بھی اعمال صالحہ کے ساتھ تقویٰ میں داخل ہے پس "وابتغوا الیہ الوسیلۃ" میں اللہ تعالیٰ نے جس وسیلہ کے اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے وہ سرکار دوعالم محمدؐ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا وسیلہ اختیار کرنا ہے۔ کہ آپ ہی خالق و مخلوق کے درمیان حقیقی وسیلہ ہیں اور آپ کی اتباع میں مرشد کامل وسیلہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ارشاد فرمایا ہے کہ مرشد کامل کے وسیلہ سے حضور نبی کریم علیہ التحیتہ والتسلیم کی بارگاہ عالیہ تک رسائی حاصل کریں اور حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے وسیلہ سے تقرّب الٰہی حاصل کریں۔ پس خوش نصیب ہیں وہ مومن جو تقرّب الٰہی کے حصول کے لئے حضرت محمدؐ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا وسیلہ اختیار کرتے اور اولیاء اللہ سے توسّل کرتے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ یہ حکم الٰہی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ حضور سرور دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

کی دنیاوی زندگی میں بھی یہی حکم تھا اور حضور اکرم کی رحلت کے بعد بھی یہی حکم ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے زمانہ حیاتِ ظاہری میں آپ سے توسّل جائز تھا آپ کی رحلت کے بعد جائز نہیں تو یہ لوگ تفسیر قرآن بالرائے کے مرتکب ہوتے ہیں جو صریحاً حرام، جُرم شرعی ہے اور اس پر سخت وعید ہے۔

(۲) قال اللہ تعالیٰ۔ اولٰئک الذین یدعون یبتغون الیٰ ربھم الوسیلۃ ایھم اقرب (پ ۱۵ ع ۶، سورہ بنی اسرائیل) اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے"۔ اس آیۂ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تک پہنچنے کے لئے (تقرب الٰہی کے لئے) وسیلہ ڈھونڈنا اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقبول بندوں کا طریقہ ہے بس ثابت ہوا کہ جو شخص توسّل کا منکر ہے وہ قرآن مجید کا منکر ہے اور اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کے طریقہ کا مخالف ہے جہنمّی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبیّن لہ الھدیٰ ویتّبع غیر سبیل المومنین نولہٖ ماتولیٰ ونصلہٖ جھنّم وساءت مصیرا۔ (پ ۵ ع ۱۴) اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کُھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی۔

(۳) قال اللہ عزوجل: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (پ۵ع۶)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے "۔ اس آیۂ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ سرکار دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا وسیلہ پکڑنا ہماری دعاؤں کی بارگاہ الٰہی میں مقبولیت اور ہماری حاجت روائی کا ذریعہ ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بندوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کا توّاب اور رحیم ہونا آپ کی شفاعت پر موقوف ہے واضح رہے کہ اس آیت مبارکہ میں ظلم، ظالم اور زمان میں کسی قسم کی قید نہیں، کوئی جرم ہو، کسی بھی قسم کا مجرم ہو، اور خواہ کسی زمانہ میں ہو مجرم اپنے گناہوں پر نادم ہو کر حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہو آپ کے وسیلہ سے بارگاہِ الٰہی میں اپنی معافی کے لئے درخواست پیش کرے اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اسکی معذرت کو قبول فرما کر قابل معافی جان کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں اس کے لئے شفاعت فرمادیں تو بیڑا پار ہے۔ اور "جاؤک" میں یہ قید نہیں کہ "مدینہ منوّرہ" میں ہی حاضر آستانہ ہو بلکہ کہیں بھی ہو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی طرف متوّجہ ہونا اور آپ کا وسیلہ پکڑنا بھی آپ کی بارگاہ میں حاضری ہے اور اگر مدینہ منوّرہ کی حاضری نصیب ہو جائے تو زہے نصیب۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

کے وصال کے بعد ایک اعرابی روضۂ اقدس پر حاضر ہوا روضۂ اقدس واطہر کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کی۔ یارسول اللہ! جو آپ نے فرمایا ہم نے سُنا اور جو آپ پر نازل ہوا۔ (یعنی قرآن مجید) اس میں یہ آیت بھی ہے۔ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک۔ الآیۂ۔ میں نے بے شک اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ کے حضور میں اللہ سے بخشش چاہنے حاضر ہوا ہوں تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے،، اس پر روضۂ اقدس سے آواز آئی۔ "قد غفر لک" تیری بخشش کر دی گئی،، (تفسیر مدارک اور تفسیر قرطبی ص ۲۶۵ ج ۵ اور) "مصباح الظلام" اور "جذب القلوب" مصنف شیخ عبد الحق محدث دہلوی) اس سے چند مسائل معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض حاجت کیلئے اس کے مقبولوں کو وسیلہ بنانا ذریعۂ کامیابی ہے دوم یہ کہ رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اور اولیاء اللہ کے مزارات مقدسہ کی حاضری بھی "جاؤک" میں داخل اور سنّتِ صحابہ ہے۔ سوم یہ کہ انبیاء کرام علیہم الصّلوٰۃ والسّلام اور اولیاء عظام قدسنا اللہ باسرارہم مزارات مقدسہ میں حیات ہیں زائرین کو دیکھتے پہچانتے اِن کے کلام کو سُنتے ہیں اور صاحب نسبت خوش نصیبوں سے ہم کلام بھی ہوتے ہیں۔ چہارم یہ کہ نفوس قدسیہ محبوبان و مقبولان ربّ العزّت کو ان کی رحلت کے بعد بھی صیغۂ حاضر "یا" سے نداء کرنا جائز ہے۔ پنجم یہ کہ انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام اور اولیاء کی شفاعت سے متوسّلین کی مطلب برآری اور حاجت روائی ہوتی ہے۔

دُنیا میں تشریف آوری سے قبل حُضور صلّی اللہ علیہ وسلّم سے توسّل

قال اللہ عزّوجل : وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاء ھم ما عرفوا کفروا بہٖ فلعنۃ اللہ علی الکافرین۔ (پ ۱ ع ۱۱) اللہ عزّوجل کا ارشاد۔ اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔" جب کبھی اہل کتاب مشرکین سے جنگ کرتے تو حضرت محمّد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے وسیلہ سے دعائے نصرت کرتے تھے کہ خدایا اس نبی آخر الزمان کے طفیل ہمیں فتح دے، رب انہیں فتح دیتا تھا۔ کیونکہ گذشتہ کتب اور پہلے نبیوں نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا غلغلہ دنیا میں پھیلا دیا تھا۔ اس آیت پاک میں وہ واقعات یاد دلائے جا رہے ہیں کہ پہلے تم ان کے نام کے طفیل دعائیں مانگتے تھے۔ اب جب وہ تشریف لے آئے تو تم ان کے منکر ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے توسّل سے دعائیں مانگنا بڑی پرانی سُنّت ہے اور ان کے وسیلہ کا منکر یہود و نصاریٰ سے بد تر ہے اور حضور کے وسیلہ سے پہلے ہی خلق کی حاجت روائی ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے توسّل کو بُرا نہ فرمایا وہ

تو محبوب چیز ہے بلکہ انکارِ رسول پر لعنت کی۔ اس لئے علیھم نہ فرمایا تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ وسیلہ پکڑنے پر لعنت فرمائی گئی۔ (نور العرفان) تفسیر جلالین میں اس آیت کے تحت مرقوم ہے۔ بنی اسرائیل اس طرح دعا کیا کرتے تھے۔

یقولون اللھم انصرنا علیھم بالنبی المبعوث۔

آخر الزمان۔ یا اللہ آخر زمانہ میں مبعوث ہونے والے نبی کے صدقے میں ہمیں فتح دے اور ہماری مدد فرما۔" تفسیر کبیر میں ہے۔ ان الیھود من قبل مبعث محمد علیہ السلام ونزول القرآن کانوا یستفتحون ای یسئلون الفتح والنصرۃ وکانوا یقولون اللھم افتح علینا وانصرنا بالنبی الامی ورابجھا نزلت فی بنی قریظۃ والنضیر کانوا یستفتحون علی الاوس والخزرج برسول اللہ قبل البعث۔

بے شک یہودی لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبعوث ہونے اور نزول قرآن سے پہلے آپ کے وسیلہ سے فتح و نصرت حاصل ہونے کی دعا مانگا کرتے تھے۔ یا اللہ! نبی اُمّی کے وسیلہ سے ہمیں فتح دے اور ہماری مدد فرما اور اس آیت کی شانِ نزول میں چوتھی بات یہ ہے کہ "بنی قریظہ" اور "نضیر" قبیلوں کے لوگ "اُوس" اور "خزرج" قبیلوں پر فتح حاصل ہونے کے لئے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے وسیلہ سے آپ کی بعثت سے پہلے دعائیں مانگا کرتے تھے" اللہ تعالیٰ اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا وسیلہ پکڑنے والے یہودیوں پر اپنی ناراضگی کا اظہار فرمانے کے بجائے ان کے

عمل توسّل کو بطورِ احسان ذکر فرماتا ہے کہ تم میرے محبوب رسول کے دنیا میں
تشریف لانے سے پہلے توان کے وسیلہ سے دعائیں مانگا کرتے تھے اور میں
ان کے صدقے میں تمہاری دُعائیں قبول فرماتا تھا لیکن تم کس قدر احسان
فراموش ہو کہ میرے حبیب کی دنیا میں تشریف آوری اور بعثت کے بعد ان
کی رسالت ہی کے منکر ہو گئے تو تم منکروں پر میری لعنت ہے۔ اس سے معلوم
ہوا کہ رسُول اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے توسّل واستمداد اور استعانت اللہ
تعالیٰ کے ہاں محبوب عمل ہے۔ منکرین نجدی وہابیوں کا اس عمل مبارک کو
شرک وکفر کہنا قرآن مجید کا انکار کرنا ہے۔ یہ بدبخت وہابی نجدی بتائیں کہ
کیا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ شرک وکفر کی تائید کر رہا ہے۔؟ اور کیا تم لوگ
اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر توحید کے محافظ ہو؟

ھاتوا برھانکم ان کُنتم صادقین۔

قال اللہ عزّوجل **فتلقّیٰ اٰدمُ من ربّہٖ کلمٰت فتاب علیہ** (پ اوّل ع ۲)

پھر سیکھ لئے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی۔

ابوالبشر حضرت آدم علیہ السّلام اور حضرت حوّا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جب

زمین پر اُتارا گیا تو دونوں میں جدائی ڈال دی گئی حضرت آدم علیہ السّلام کو "جبل نود" سرزمین سراندیپ (لنکا) میں اور حضرت حوّا رضی اللہ عنہا کو مقام "جدّہ" میں اتارا گیا زمین پر آنے کے بعد حضرت آدم علیہ السّلام نے تین سو برس تک حیاء سے آسمان کی طرف سر نہ اُٹھایا اور اس قدر گریہ فرمایا کہ آپ کے آنسو تمام اہلِ زمین کے آنسوؤں کے مجموعہ سے بڑھ گئے۔ اس پریشانی کے عالم میں یاد آیا کہ وقت پیدائش میں نے سر اُٹھا کر دیکھا تو عرشِ الٰہی پر لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـہِ۔ لکھا دیکھ کر خیال کیا تھا کہ بارگاہ الٰہی میں وہ رتبہ کسی کو میّسر نہیں جو "مُحَمَّد" کو حاصل ہے کہ اللہ نے ان کا نام اپنے نام کے ساتھ۔ عرش اعظم پر مکتوب فرمایا ہے۔ لہٰذا آپ نے اپنی دعا میں رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِن لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ۔ کے ساتھ یہ عرض کیا۔ اسئلکَ بحق محمّد ان تغفرلی۔ اور ابن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ بِجَاہِ مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَکَرَامَتِہٖ عَلَیْکَ ان تغفرلی۔ یارب میں تجھ سے تیرے بندۂ خاص محمّد (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) کے جاہ و مرتبہ کے طفیل میں اور اس کرامت کے صدقہ میں جو انہیں تیری بارگاہ میں حاصل ہے مغفرت چاہتا ہوں۔ یہ دعا کرنی تھی کہ حق تعالیٰ نے آپ کی مغفرت فرما دی۔ اس روایت کو۔ محدّثین طبرانی۔ وحاکم وابونعیم اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت اس طرح ہے۔
عن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم لما اقترف آدم الخطیئة قال یارب اسئلك بحقّ محمّد لما غفرت لی فقال اللّٰہ یا آدم وکیف عرفت محمد اولم اخلقه قال یارب لانّك لما خلقتنی بیدك ونفخت فی من روحك رفعت رأسی فرأیت علیٰ قوائم العرش مکتوبا لاالٰه الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه فعلمت انّك لم تضف الیٰ اسمك الّا احبّ الخلق الیك فقال اللّٰه صدقت یا آدم انهٗ لاحب الخلق الی ادعنی بحقه فقد غفرت لك ولولا محمد ما خلقتك" اخرجه الحاکم فی المستدرك وصححهٗ (جلد ۲ صـ ۶۵۱) ورواه الحافظ السیوطی فی الخصائص النبویة وصححهٗ ورواه البیهقی فی دلائل النبوۃ وهولا یروی الموضوعات کما صرح بذالك فی مقدمة کتابه وصححه ایضا القسطلانی والزرقانی فی المواهب اللدنیه (جلد ۲ صـ ۶۲) والسبکی فی شفاء السقام قال الحافظ رواه الطبرانی فی الاوسط وفیه من لم اعرفهم (مجمع الزوائد جلد ۸ صـ ۲۵۳) وجاء من طریق آخر عن ابن عباس بلفظ فلولا محمد ما خلقت آدم ولا الجنّة ولا النار (رواه الحاکم فی المستدرک جلد ۲ صـ ۶۵۱) وقال صحیح الاسناد وصححهٗ شیخ الاسلام البلقینی

فی فتاویہ ورواہ ایضا الشیخ ابن الجوزی فی الوفانی اول کتابہ نقلہ ابن الکثیر فی البدایۃ (جلد اول صفحہ ۱۸۰) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام سے جب خطا کا ارتکاب ہوگیا تو انہوں نے عرض کی۔ یارب میں تجھ سے بحق محمدؐ درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت کر دیجئے۔ اللہ نے فرمایا۔ اے آدم تم نے محمدؐ کو کیسے پہچانا حالانکہ میں نے ان کو ابھی (عالم بشریت میں) پیدا بھی نہیں کیا؟ عرض کی اے رب میں نے اس طرح پہچانا کہ جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور اپنی (شرف دی ہوئی) روح مجھ میں پھونکی اور میں نے سر جو اٹھایا تو عرش کے پایوں پر یہ لکھا ہوا دیکھا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ سو میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ ایسے ہی شخص کے نام کو ملایا ہے جو تیرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے آدم تو نے سچ کہا واقعی وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہے اور جب تو نے اس کے واسطہ سے مجھ سے درخواست کی ہے تو میں نے تیری مغفرت کر دی اور اگر محمد نہ ہوتا تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔"

اسے حاکم علیہ الرحمۃ نے مستدرک میں روایت کیا اور روایت کو صحیح قرار دیا اور اس روایت کو حافظ الحدیث جلال الدین سیوطی نے خصائص میں روایت کیا اور اس روایت کو صحیح فرمایا اور اسے بیہقی نے

دلائل النبوۃ میں روایت کیا اور امام بیہقی موضوع روایات کو روایت نہیں کرتے جیسے کہ انہوں نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں تصریح فرمائی ہے اسی طرح امام قسطلانی اور امام زرقانی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور امام سبکی نے شفاء السقام میں اس روایت کو صحیح فرمایا ہے۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے الاوسط میں صحیح فرمایا ہے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہ حدیث دوسرے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے اس لفظ سے فلولا محمد ما خلقت آدم ولا الجنّۃ ولا النار۔ رواہ الحاکم فی المستدرک جلد ۲ صـ ۶۵۱ یعنی۔ پس اگر محمد نہ ہوتا تو میں آدم کو پیدا نہ کرتا اور نہ جنّت کو اور نہ جہنّم کو "۔ اور فرمایا یہ روایت صحیح الاسناد ہے۔ شیخ الاسلام بلقینی نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تصحیح فرمائی اور اس حدیث کو شیخ الاسلام ابن جوزی نے اپنی کتاب "الوفا" کے شروع میں اور اسے نقل کیا ہے ابن کثیر نے "بدایہ" میں جلد اول صـ ۱۸۰ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نیز اس حدیث کو مسند ابو نعیم اور مسند ابو الشیخ میں روایت کیا گیا ہے امام قاضی عیاض مالکی نے الشفا فی تعریف حقوق المصطفیٰ صـ ۱۳۸ پر اور امام عبد العزیز محدّث دہلوی نے تفسیر فتح العزیز صـ ۲۳۳ پر اس حدیث کو روایت فرمایا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ ثابت ہوا کہ محبوبِ خدا محمد مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ساری مخلوق کے لئے وسیلۂ اعظم ہیں۔ ابو البشر آدم علیہ السلام نے حضور کا وسیلہ اختیار کیا۔ اگر توسّل بقول نجدیہ وہابیہ شرک ہوتا تو

اللہ عزّوجل منع فرمادیتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عمل کو پسند فرمایا۔ اور صدقت یا آدم انہٗ لاحبّ الخلق ادعتنی بحقہٖ فقد غفرت لک۔ ولولا محمّد ما خلقتلک۔ اے آدم تُو نے سچ کہا۔ واقعی وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہے اور جب تُو نے اس کے واسطے سے مجھ سے درخواست کی ہے تو میں نے تیری مغفرت کر دی اور اگر محمّد نہ ہوتا تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔ فرماکر توسّل واستمداد کے جواز واستحباب کی تصدیق فرمادی اور یہ بھی واضح فرمادیا کہ میری بارگاہ میں میرے محبوب سے توسّل مخلوق کی دعاؤں کی قبولیت کا ضامن ہے۔ اور ساتھ ہی منکرین کی جڑھ بھی کاٹ کر رکھ دی کہ فرمایا۔ لولا محمّد لما خلقتلک۔ اگر محمّد نہ ہوتا تو اے آدم میں تجھے ہرگز پیدا نہ کرتا۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمْ۔

ے کتاب فطرت کے سرورق پر جو نام احمد رقم نہ ہوتا ⁂ تو نقش ہستی ابھر نہ سکتا وجودِ لوح وقلم نہ ہوتا
یہ محفل کُن فکاں نہ ہوتی اگر وہ شاہِ اُمم نہ ہوتا ⁂ زمیں نہ ہوتی فلک نہ ہوتا عرب نہ ہوتا عجم نہ ہوتا
ہر اک سویدائے دل سے پیدا جھلک محمد کے میم کی ہے ⁂ اگر وہ خلوت سرا نہ ہوتا تو نقش یہ مرتسم نہ ہوتا

حقیقتہً دنیا وآخرت وما فیھا کا وجود ہی سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے وسیلہ سے ہے۔

عملاً توسّل کی تعلیم

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "حضرت فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ حضرت امیر المومنین علی ابن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ نے وفات پائی تو رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ان کو اپنی قمیص مبارک کا کفن دیا اور قبر تیار کرنے کا حکم فرمایا۔ جب قبر کھودی گئی تو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اپنے ہاتھ مبارک سے لحد کھودتے اور مٹی باہر نکالتے رہے۔ آپ لحد میں لیٹ گئے اور دعا فرمائی۔ "اللّٰھم اغفر لامّی فاطمۃ بنت اسدٍ وَ وسّعْ علیھا مدخلھا بحق نبیك والانبیاء الذین من قبلی فانك انت ارحم الراحمین "

"یا اللہ میری ماں فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرما اور اس کے لئے اس کی قبر کو کشادہ کر دے اپنے نبی (محمّد) کے صدقے میں اور ان انبیاء کے صدقہ میں جو مجھ سے قبل گذر چکے پس بے شک تو ہی سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔" صحابہ علیہم الرضوان نے عرض کی۔ یا رسول اللہ آپ نے ان کو اپنی قمیص کا کفن کس لئے دیا؟ فرمایا البستھا لتلبس من ثیاب الجنۃ واضطجعت معھا فی قبرھا لاخففہ عنھا ضغطۃ القبر۔ میں نے اپنی قمیص کا کفن انہیں اس لئے دیا تاکہ (اس کے صدقے میں) انہیں جنّت کا لباس پہنایا جائے اور میں ان کی قبر میں ان کے ساتھ اس لئے لیٹا تاکہ

انہیں تنگیٔ قبر کے عذاب سے نجات دلاؤں "۔ اس روایت حدیث کو ابو نعیم نے "معرفتہ الصحابہ" میں اور دیلمی نے "مسند الفردوس" میں اور طبرانی نے "جامع کبیر" میں اور اوسط میں اور ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا اور فرمایا یہ بیان صحیح ہے نیز علّامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی نے "شواھد الحق" میں اور شیخ عبد الحق محدّث دہلوی نے "جذب القلوب" میں نقل فرمایا۔ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

اس حدیث سے حسبِ ذیل اُمور ثابت ہوئے۔

۱۔ سیّد الرسل محمّد رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم و نیز جملہ انبیاء و رسل علیہم الصّلوٰۃ والسّلام مسلمانوں کے لئے مستحکم وسیلہ ہیں۔

۲۔ خاتم النبیّین سید المرسلین محمّد رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ اور جملہ انبیاءِ علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کا وسیلہ اختیار کرنا سنّتِ رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے۔

۳۔ محبوبانِ خدا کا وسیلہ پکڑنے سے عذابِ الٰہی سے نجات ملتی ہے اور مصیبتیں اور بلائیں دور ہوتی ہیں۔

۴۔ محبوبانِ خدا کا وسیلہ پکڑنا ان کی دنیاوی حیات میں بھی اور ان کی وفات کے بعد بھی۔ سنّتِ رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے میں بحق محمّد رسول اللہ کہنا اور بحق انبیاء کہنا سُنّتِ رسول ہے۔ ان کی تبعیت میں بحق اولیاء اللہ کہنا یا کسی ولی کا نام لے کر بحقّ فلاں کہنا جائز ہے۔

۶۔ محبوبانِ خدا کے مستعمل کپڑے بھی دافع البلاء ہیں۔

اولیاءِ اُمّت سے توسّل و تبرّک سنّت ہے

عن امیۃ بن خالد بن عبداللہ بن اسید عن النبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم انّہ کان یستفتح ای یطلب الفتح والنصرۃ علی الکفّار من اللہ تعالیٰ بصعالیک المہاجرین۔ (طبرانی۔ شرح السنۃ۔ مشکوٰۃ المصابیح)

تحقیق۔ نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فقراء مہاجرین کے وسیلہ سے کفار کے مقابلہ کے وقت کفار پر فتح و نصرت حاصل ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرتے تھے۔ اس کی شرح میں حضرت علّامہ علی قاری محدّث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ای بفقرائہم وببرکۃ دعائہم وفی النہایۃ ای یستنصر بہم ومنہ قولہ تعالیٰ ان تستفتحوا فقد جاء کم الفتح وقال ابن الملک بان یقول اللّٰہُمّ انصرنا علی الاعداء بحق عبادک الفقراء المہاجرین وفیہ تعظیم الفقراء والرغبۃ الی دعائہم والتبرک بوجوہہم۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد پنجم۔

حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم۔ اللہ تعالیٰ سے کفار پر فتح و نصرت طلب کرتے تھے فقراء مہاجرین کے وسیلہ سے اور ان کی دعاء کی برکت سے اور "نہایہ" میں ہے کہ حضور اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ان کے ذریعہ سے مدد چاہتے تھے اور اس باب میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ان تستفتحوا فقد جاء الفتح ۔ اور ابن الملک نے فرمایا کہ حضور یوں فرماتے تھے ۔ یا اللہ ہمیں فتح و نصرت دے اپنے بندوں فقراء مہاجرین کے صدقہ میں اور اس میں فقراء کی تعظیم اور ان کی دعاؤں کی طرف رغبت اور ان کے چہروں سے برکت چاہنے کی تعلیم دینا مقصود ہے "۔ مقام غور ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم تو مسلمانوں کو اپنے عمل مبارک سے یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ اولیاء اللہ کا وسیلہ اختیار کیا جائے ۔ حل مشکلات اور دفعیہ مصائب کے لئے اولیاء کرام سے دعائیں کرائی جائیں ۔ اولیاء اللہ کے چہروں سے برکت چاہی جائے لیکن اس کے برعکس نجدی وہابی قرآن و حدیث کا نام لیکر قرآن و حدیث کی تعلیمات کا انکار کرتے ہیں ۔ انبیاء و اولیاء سے توسل و تبرّک کو شرک ٹھہراتے ہیں ۔ بتوں اور کافروں کی تردید میں نازل شدہ آیاتِ قرآن مجید کو انبیاء کرام علیہم الصّلوٰۃ والسّلام اور اولیاء اللہ پر چسپاں کرتے اور انبیاء و اولیاء کو بتوں کے مقام میں شمار کر کے مسلمانوں کو مشرک و کافر ٹھہراتے ہیں ۔ نجدیہ وہابیہ کا یہ جرم ناقابل معافی ہے جو اسلام کے خلاف کرتے ہیں ۔ یہ ان کا ظلم عظیم ہے جو مسلمانوں پر ڈھاتے ہیں ۔ ان سفہاء الاحلام نجدیوں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ جن امور کو اللہ و رسول عین ایمان قرار دیں ان امور کو یہ شرک ٹھہرائیں ۔ کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول برحق صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے بڑھ کر یہ لوگ توحید کے جاننے والے اور محافظ ہیں ؟ نہیں ۔ نہیں ۔ نہیں اور قطعاً نہیں ۔ بلکہ یہ اشقیاء اصلاً توحید شیطانی کے حامل ہیں شیطان العین

کے پیروکار ہیں۔ قرآن مجید کی تفسیر کے نام پر تحریفِ قرآن کے ذریعہ گمراہی پھیلانے میں مصروف ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکماً نداءِ یارسول اللہ اور توسّل کی تعلیم دی

عن عثمان بن حنیف ان رجلا ضریر البصراتی النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم۔ فقال ادع اللّٰہ ان یعافینی قال ان شئت دعوت وان شئت صبرت فھو خیرلک قال فادعُہ، قال فامرہٗ ان یتوضأ فیحسن وضوءہٗ ویدعوا بھٰذا الدعاء اللّٰھم انی اسئلک واتوجّہ الیک بنبیّک محمّد نبیّ الرحمتہ یا محمّد انّی توجھت بک الی ربّی لیقضی لی فی حاجتی ھٰذہٖ اَللّٰھم فشفعہ فی ھٰذا ‘‘ (مشکوٰۃ، ترمذی، ابن ماجہ، مستدرک حاکم، حصن حصین۔ الترغیب والترہیب) حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں ایک نابینا آیا اور عرض کی یارسول اللہ میرے لئے دعا فرمائیے کہ اللہ مجھے بینائی عطا کرے آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں دعا کروں اگر تو چاہے تو صبر کرے کہ یہ تیرے حق میں بہتر ہے اس نے عرض کی یارسول اللہ آپ دعا فرمائیں پس آپ نے

اسکو حکم فرمایا کہ بہت اچھی طرح وضو کر اور یہ دعا مانگ۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی محمد نبی الرحمۃ کے وسیلے سے یارسُول اللہ میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اس لئے متوجہ ہوتا ہوں کہ اللہ آپ کے صدقے میں میری یہ حاجت پوری کر دے یا اللہ تُو ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما" حضرت ملّا علی قاری محدّث علیہ الرحمۃ۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔ واتوجہ الیك واتوجہ الیك بنبیّك محمّد نبی الرّحمۃ ای دافع الرّحمۃ وکاشف الغمّۃ وشفیع الامّۃ المنعوت بکونہ رحمۃ للعالمین المرسل الیٰ امۃ مرحومۃ من عند ارحم الراحمین قال ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فی روایۃ یامحمد انی توجهت بك الیٰ ربی لیقضیٰ بالغیبۃ ای ربّی وقیل بالخطاب لتوقع القضاء سأل اللہ اوّلاً بطریق الخطاب ثمّ توسّل بالنبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم علیٰ طریقۃ الخطاب ثانیا۔ (رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح غریب ورواہ ابن ماجہ و الحاکم فی مستدرکہ)

ترجمہ: اور میں متوجہ ہوتا ہوں تیری طرف تیرے نبی محمّد نبیّ الرحمۃ یعنی جو زحمت کو دور کرنے والے اور غم سے نجات دینے والے اور اُمّت کی شفاعت فرمانے والے ہیں جن کی شان میں رحمۃ للعالمین وارد ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے ہیں اُمّتِ مرحومہ کی طرف۔ ابن حجر (محدّث علیہ الرحمۃ)

نے فرمایا۔ ایک روایت میں یا محمد انی توجهت بك اور لیقضٰی غائب کا صیغہ ہے یعنی رب تعالیٰ میری اس حاجت کو پورا فرمائے اور بعض علماء نے فرمایا لتقضی لی خطاب کے صیغہ سے ہے یعنی یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلّم) آپ میری اس حاجت کو پورا فرمائیں۔ پھر علّامہ قاری نے بطور نص کے فرمایا کہ اس صحابی نے سیّد عالم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے ارشاد کے بموجب آپ کے ساتھ توسّل کیا پھر رسول اللہ کو مخاطب کر کے آپ سے توسّل کیا"۔ نیز حصن حصین کی شرح "حرز ثمین" میں حضرت العلّامہ علی قاری علیہ الرّحمتہ الباری فرماتے ہیں " وفی نسخة بصیغة الفاعل ای لتقضٰی الحاجة لی والمعنٰی تکون سببا لحصول حاجتی ووصول مرادی فالاسناد مجازی"۔ اور ایک نسخہ میں لتقضٰی بصیغة الفاعل ہے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو نداء کر کے عرض کیا گیا ہے کہ یارسول اللہ! آپ میری حاجت روائی فرمائیں۔ تو معنے یہ ہوں گے کہ یارسول اللہ آپ میری حاجت کے پورا ہونے میں اور مراد کے حاصل ہونے میں سبب اور وسیلہ بن جائیں۔ پس آپ کی طرف حاجت روائی کی نسبت، نسبت مجازی ہے"۔ واضح رہے کہ اس فرمانِ نبوی کے بموجب قیامت تک کے لئے کہ مومن اس پر عمل کریں۔ کہیں بھی ہوں، کسی زمانہ میں ہوں آپ کے وسیلہ سے اپنی حاجتیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالیہ میں عرض کریں۔

اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو "یارسُول اللہ" سے خطاب کر کے اپنی حاجات

کے پورا ہونے کے لئے شفیع بنائیں اور اپنے دامن کو ہر مراد سے بھرتے رہیں۔

صحابہ کرام توسّل غائبانہ پر عامِل تھے

محدث طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "معجم کبیر" میں سیّدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص کو حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کوئی حاجت روا کرانی تھی مگر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اس کی طرف رغبت نہ فرماتے وہ شخص حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور حاجت روائی کی تجویز پوچھی۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا "تو وضو کر کے مسجد میں جا اور دو رکعت نماز پڑھ اور کہہ۔ اللّٰھُمّ انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیّک محمّد نبی الرّحمۃ یا محمّد انّی توجھت بک الی ربّی فی حاجتی ھٰذ الیقضیٰ لی اللّٰھم فشفعہ فیّ۔ اور اپنی حاجت بیان کر" اس شخص نے اسی طرح عمل کیا اور حضرت عثمان غنی امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے درِ دولت پر حاضر ہوا۔ دربان نے آگے بڑھ کر لیا اور تعظیم و تکریم کے ساتھ اندر لے گیا حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے فرش خاص پر بٹھایا اور پوچھا "تمہاری کیا حاجت ہے اس نے اپنی حاجت بیان کی آپ نے اس کی حاجت روائی فرمادی۔ پھر فرمایا۔ اس کے بعد جو حاجت تم کو ہوا کرے ہمارے پاس آیا کرو ہم روا کر دیا کریں گے۔ پھر اس شخص نے

یہ ماجرا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے بیان کیا انہوں نے فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ایک نابینا کو یہ دعا پڑھنے کا حکم فرمایا تھا۔ سو اسی حدیث پر عمل کرتے ہوئے میں نے تم کو بتائی ہے۔ ورنہ میں نے تمہاری بابت کوئی سفارش نہیں کی ہے"۔ اس حدیث کو محدّثین نے اپنی کتابوں میں نقل فرمایا اس کے فوائد بیان کیے۔

شیخ محقق عبد الحق محدّث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے۔ اپنی کتاب "جذب القلوب" میں تحریر فرمایا۔ "اکثر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اور اکثر تابعین نے اس پر عمل فرمایا ہے"۔ ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے توسّل غائبانہ اور یارسول اللہ کہکر اپنی مشکلات کے حل اور قضائے حاجات کے لئے آپ کی خدمت میں شفاعت کے لئے عرض کرنا سنّت ہے۔ پس جو شخص توسّل غائبانہ کو ناجائز شرک بتاتا ہے وہ خود منکرِ حدیث ہے۔

ے خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

استغاثہ و نداء غائبانہ

شارح صحیح بخاری امام قسطلانی "مواہب اللدنیہ" میں محدّث طبرانی "معجم صغیر" میں اور شیخ عبد الحق محدّث دہلوی "مدارج النبوۃ" میں (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) روایت فرماتے ہیں۔ "حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔

ایک رات رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم وضو فرما رہے تھے کہ آپ نے لبیّک، لبیّک، لبیّک تین بار فرمایا۔ اور میں نے آپ کو تین بار۔ نُصِرتَ، نُصِرتَ، نُصِرتَ۔ (تیری مدد کر دی گئی، تیری مدد کر دی گئی)، فرماتے سُنا۔ حضور وُضو فرما کر تشریف لائے تو میں نے عرض کی۔ یا رسُول اللہ! میں نے آپ کو کلام فرماتے سُنا۔ حضور نے فرمایا "کوئی فریاد کرنے والا مجھ سے بنی کعب سے ہے خزاعیوں سے کہ مجھ سے نصرت (مدد) طلب کرتا ہے کہتا ہے کہ قریش نے بنی بکر کی اعانت کی اور ہم پر شب خون مارا تین دن کے بعد عمر بن خزاعی چالیس[۴۰] سواروں کے ساتھ مکہ مکرّمہ سے مدینہ منوّرہ آیا کہ جو کچھ گذرا آپ کو خبر دے اور امداد چاہے اور نصرت طلب کرے"

(طبرانی صـ۲۰۱)

اس حدیث سے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو دور دراز مقامات سے پکارنا۔ آپ سے مدد طلب کرنا ثابت ہوا۔ نیز یہ کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام دور دراز سے پکارنے والے فریادیوں کی پکار سنتے اور مدد فرماتے ہیں۔ نیز یہ کہ دور دراز مقامات سے استمداد و استعانت کرنے والوں کے نام ان کے حسب و نسب اور ان کے حالات کو جانتے ہیں۔ اور یہ تمام اُمور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے عمل مبارک سے ثابت ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان۔ محدّثین و علماء امّت علیہم الرّحمتہ کا ان اُمور پر بالاتفاق یقین و ایمان ہے۔ لیکن نجدی وہابی ان اُمور کو نہیں مانتے۔ ان اُمور کو شرک و کفر ٹھہراتے ہیں۔

توان منکرین کے عمل سے واضح ہوتا ہے کہ نجدی وہابیوں کا دین اُمّت مسلمہ کے دین اسلام سے علیحدہ ہے۔ اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے۔ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وھو فی الآخرۃ من الخاسرین (پ ۳ ع ۱۷) اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا۔ وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں سے ہے"۔ چونکہ یہ لوگ ابن عبدالوہاب نجدی کے ایجاد کردہ "دین وہابیت" کے پیروکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے دین اسلام کے اصُولوں کے منکر ہیں۔ لہٰذا ان کا دعوائے اسلام جھوٹا اور نامقبول ہے۔ مسلمانوں کو ان کی لکھی ہوئی تفسیر قرآن سے فریب نہیں کھانا چاہیئے کہ ان کی تفسیر قرآن درحقیقت تحریفِ قرآن ہے۔ آیاتِ قرآن کے معنوں اور مفہوم کو بدل کر بگاڑ کر مسلمانوں کو تعلیماتِ اسلام سے منحرف کردینے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ وہابیت کے زہریلے مخالفِ اسلام جراثیم بہ آسانی ان کے دلوں اور دماغوں میں داخل کرسکیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے بچائے۔ آمین۔

ے فریاد امّتی جو کرے حال زار کی
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

صحابہ کرام کا عقیدہ و عمل اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی تصدیق حضور۔ دافع البلاء، مشکل کشاء، حاجت روا ہیں۔

فتح الباری ص ۴۹۵ جلد دوم اور بیہقی نے سند صالح کے ساتھ دلائل میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل فرمائی کہ ایک اعرابی نے سرکارِ دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر یوں فریاد کی۔ ے

اَتَیۡنَاکَ والعذراء یدمی لبابھا ٭ وقد شَغَلَتۡ اُمّ الصبیّ عن الطفل

والقت بکفیھا الفتیٰ لاستکانۃ ٭ من الجوع ضعفا لایُمِرّ ولا یُحۡلی

ولیس لنا الاّ الیک فِرارُنا ٭ واَین فِرارُ الخَلۡقِ الاّ الی الرُّسُلِ

یا رسُول اللہ! ہم آپ کی خدمت میں شِدّتِ قحط کی ایسی حالت میں حاضر ہوئے کہ جو کنواری لڑکیاں ہیں۔ (جنہیں ان کے والدین بہت عزیز رکھتے ہیں۔ ناداری کے باعث خادمہ رکھنے کی طاقت نہیں کام کاج کرتے کرتے ان کے سینے شق ہو گئے) ان کی چھاتیوں سے خون بہہ رہا ہے، مائیں بچوں کو بھول گئی ہیں، جوان قوی کو اگر کوئی لڑکی دونوں ہاتھوں سے

دھکا دے تو ضعف گرسنگی سے عاجزانہ زمین پر ایسے گر پڑتا ہے کہ مُنہ سے کڑوی میٹھی کوئی بات نہیں نکلتی۔ اور ہمارا حضور کے سوا کون ہے جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں اور خود مخلوق کو جائے پناہ ہے ہی کہاں مگر رسولوں کی بارگاہ میں "۔

حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم یہ فریاد سُن کر بعجلت منبر پر جلوہ فرما ہوئے اور دونوں ہاتھ مبارک بلند فرما کر اپنے رب عزوجل سے پانی مانگا۔ ابھی آپ کے ہاتھ مبارک جُھک کر گلوئے پُرنور تک نہ آئے تھے کہ آسمان اپنی بجلیوں کے ساتھ امڈا اور بیرونِ شہر کے لوگ فریاد کرتے آئے کہ یارسول اللہ! ہم ڈوبے جاتے ہیں۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا۔ حَوَالَيْنَا لَا عَلَيْنَا۔ (اے بادل) ہمارے اردگرد برس ہم پر نہ برس "۔ فوراً ابر مدینہ پر سے کھل گیا آس پاس گھِرا تھا اور مدینہ پر سے کھلا ہوا۔ یہ ملاحظہ فرما کر حضور مُسکرائے اور فرمایا۔ اللہ کے لئے ہے۔ خوبی ابوطالب کی۔ اس وقت وہ زندہ ہوتا تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ کون ہے جو ہمیں اس کے اشعار سُنائے "۔ حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ نے عرض کی۔ "یارسول اللہ! شاید حضور یہ اشعار سُننا چاہتے ہیں جو ابوطالب نے آپ کی نعت میں عرض کئے تھے۔

؎ وابیض یستسقی الغمام بوجهه ∴ ثمال الیتامٰی عِصمةٌ للأرامِلِ

تلوذ به الهلال من آل هاشم ∴ فهم عنده فی نعمةٍ وفواضلِ

ترجمہ: وہ گورے رنگ والے کہ ان کے مُنہ کے صدقہ میں ابر کا پانی مانگا

جاتا ہے۔ یتیموں کی جائے پناہ، بیواؤں کے نگہبان، بنی ھاشم (جیسے غیور لوگ) تباہی کے وقت ان کی پناہ میں آتے ہیں۔ ان کے پاس ان کی نعمت وفضل میں بسر کرتے ہیں"۔ اشعار سُن کر حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا۔"اِجْعَلْ ذالك اَرَدتُّ۔ ہاں یہی نظم ہمیں مقصود تھی۔ اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو۔ دافع البلاء اور جائے پناہ اور حلّ المشکلات کا ذریعہ اور مددگار جانتے اور ان القابات کے ساتھ آپ کے حضور میں مشکل کشائی کی درخواستیں عرض کرتے۔ مالک ومختار شریعت صاحبِ قرآن یہ نہ فرماتے۔ میرے پاس کیوں فریادے کر آتے ہو۔ براہِ راست اللہ سے فریاد کرو۔ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ تمہارے میرے متعلق یہ عقائد شرکیہ ہیں توبہ کرو۔ اور چلے جاؤ المختصر۔ حضور پُر نور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اپنے اصحاب علیہم الرضوان کے ان عقائد پر ناراض ہونے کے بجائے۔ آپ درخواستیں قبول فرماتے ان کے دُکھوں کا مداوا فرماتے۔ حاجات پوری فرماتے۔ ان کی مشکلات حل فرماتے۔ ان کی فریادیں۔ درخواستیں سُن کر خوش ہوتے۔ اس حدیث مبارکہ نے اشقیائے ازلی نجدی وہابیہ کی تفسیر قرآن کی قلعی کھول کر رکھ دی اور ثابت کر دیا کہ یہ بدبخت قرآن کی تفسیر کے نام پر قرآن کی تحریف شائع کر کے صحیح العقیدہ بھولے بھالے مسلمانوں کو گمراہ۔ بے دین کر دینے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے مسلمانوں کو بچائے۔ آمین۔

اُمّ المؤمنین عائشہ صدّیقہ وصحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ وعمل

ایک دفعہ مدینہ منوّرہ میں بارش بند ہوگئی اور قحط پڑ گیا صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ اُمّ المومنین نے فرمایا " انظروا قبر النبی صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم فاجعلوا منہ کوی الی السماء حتّٰی لا یکون بینہ وبین السماء سقف ففعلوا فمطروا مطرًا حتّٰی نبت العشب وسمنت الابل حتّٰی تفتقت من الشحم فسمی عام الفتق۔ رواہ الداری۔ (مشکوٰۃ جلد دوم ص۵۴۵) نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی قبر مبارک کی حاضری دو اور حجرۂ مبارک کی چھت میں ایک دریچہ کھول دو کہ روضۂ اقدس اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے۔ صحابہ علیہم الرضوان نے تعمیل کی تو فوراً بارش آگئی۔ اور اس قدر بارش برسی کہ گھاس پودے وغیرہ اگ آئے (اور انہیں کھا کھا کر) اونٹ اس طرح موٹے تازے ہو گئے کہ گویا چربی سے بھر گئے ہیں۔ قحط دور ہو کر اس قدر ارزانی ہوئی کہ اس کا نام " عام الفتق " پڑ گیا۔ یعنی ارزانی وخوشحالی کا سال۔ اس حدیث کی شرح میں شیخ عبد الحق محدّث دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ "یہاں پر ایک بات سمجھنی چاہیے

وہ یہ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دریچہ کشائی کا جو حکم دیا تو اس میں ایک رمز ہے جو اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی دعا و سوال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں موجب فتح باب مطلوب ہے اور اسی قبیل سے ہے سائل کا سوال جو کہ اس نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے عرض کیا اسئلك مرافقتك فی الجنۃ۔ یارسول اللہ! میں آپ سے جنّت میں آپ کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں،، یعنی حجرۂ مبارک کی چھت میں کھڑکی کھولنے میں راز یہ تھا کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی خدمت میں زبانِ حال سے بارش نہ ہونے کی شکایت عرض کی جائے۔ کہ۔ یارسول اللہ! دیکھ لیجئے کہ آسمان پر کوئی بادل نہیں ہے۔ اور یہ سوال براہ راست حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے تھا پس آپ نے فریادیوں کی فریاد قبول فرما کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے وسیلہ سے اس قدر بارش برسائی کہ قحط کا نام و نشان نہ رہا اور لوگ خوشحال ہو گئے،،!

اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی رحلت کے بعد بھی آپ کے روضۂ اقدس کی حاضری اور حضور کے وسیلہ سے مشکل کشائی و حاجت روائی کے لئے بارگاہِ الٰہی میں دعائیں عرض کرنا سُنّت صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اللہ تعالیٰ کے حکم ولوانّھم اذ ظلموا انفسھم جاؤك۔ الآیۃ کی تعمیل ہے۔ لیکن صد افسوس کہ نجدی سعودی تفسیر میں جابجا۔ بتوں کی تردید اور کفّار کی مذمت میں نازل شدہ آیات مبارکہ کی آڑ میں

انبیاء کرام علیہم السّلام اور اولیاء کرام کی تردید اور مذمت کی گئی ہے جو کھلی تحریف قرآن ہے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشادات مبارکہ اور احکام الٰہی کی تردید کے مترادف ہے۔ نجدی سعودی مفسّر مسلمانانِ اُمّت محمّدیہ کو جو قرآن و حدیث کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں۔ حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے روضۂ اقدس کی حاضری کی نیّت سے سفر کرکے مدینہ منوّرہ پہنچ کر حضور کے روضۂ مبارک پر حاضر ہو کر آپ سے توسّل کرتے ہیں اور اولیاء اللہ کے مزارات کی حاضری اور توسّل کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ سب کو بے دھڑک مشرک کافر اور قبر پرست قرار دیتا ہے اور بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ ایسے بُرے انداز میں مذاق اُڑاتا ہے کہ۔ خُدا کی پناہ!۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ نجدی سعودی تفسیر لکھنے اور لکھوانے والے نجدی وہابی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بتائی ہوئی سیدھی راہ۔ صراط مستقیم۔ ما انا علیہ و اصحابی سے ہٹ کر اُس ٹیڑھی شیطانی راہ پر چل رہے ہیں۔ جو جہنّم میں پہنچاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نجدی وہابیوں کی اصلیت سمجھ لینے کی توفیق بخشے۔ آمین

حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے روضۂ اقدس سے سائل صحابی کو فرمایا "قد غفرلک"

تفسیر قرطبی جلد پنجم ص ۲۹۵ اور تفسیر مدارک۔ اور مصباح الظلام اور

اور الجوہر المنظم مصنفہ، ابن حجر مکّی محدّث اور جذب القلوب مصنفہ، شیخ عبد الحق محدّث دہلوی۔ اور شواھد الحق مصنفہ، امام یوسف بن اسماعیل بنہانی رحمتہ اللّٰد علیہم اجمعین اور دیگر کتبِ محدّثین وعلماء وافاضل میں یہ حدیث مبارکہ حضرت علی مرتضیٰ کرّم اللّٰد وجہہ الکریم سے منقول ہے۔ کہ سرکار دو عالم صلّی اللّٰد علیہ وسلّم کی رحلت سے تین روز بعد ایک اعرابی نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے روضۂ انور پر خود کو بے ساختہ گرا دیا اور مزار اقدس کی مٹّی اپنے سر پر ڈالی اور عرض کی۔ "یا رسُول اللّٰد جو کچھ آپ نے خدا سے سُنا وہ ہم نے آپ سے سُنا اور جو کچھ آپ نے اللّٰد سے سیکھ کر یاد کیا ہے ہم نے آپ سے سیکھ کر یاد کیا ہے اور منجملہ اس کے کہ آپ پر نازل ہوا۔ (قرآن مجید) اس میں یہ آیت ہے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤك فاستغفروا اللّٰہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللّٰہ توّابا رّحیما ٥ اور میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے لئے استغفار فرمائیں۔ حضور صلّی اللّٰد علیہ وسلّم کے روضۂ انور سے آواز آئی قَدْ غُفِرَلَكَ بے شک تیری مغفرت کر دی گئی "۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے روضۂ اقدس پر حاضری یارسُول اللہ پکار کر فریاد کرنا سُنّتِ صحابہ ہے

حضرت ابن ابی شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ سندِ صحیح روایت فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں قحط پڑا ایک شخص روضۂ رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم پر حاضر ہوا اور فریاد کی۔ یارسُول اللّٰہ! استسق لِاُمّتلک فانھم قد ھلکوا۔ یارسُول اللہ آپ کی اُمّت قحط کی وجہ سے ہلاک ہورہی ہے آپ اپنی اُمّت کی خاطر اللہ تعالیٰ سے بارش طلب فرمائیں "۔ اس کے بعد اس شخص نے سرکار دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا "جا عمر کو بشارت دے کہ پانی برسے گا"۔ اس کی شرح میں شیخ عبد الحق محدّث دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں "یہ نوعِ توسّل طلبِ دعا ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہ اپنے پروردگار تعالیٰ وقدس سے عرض کر کے اس حاجت کو روا کروادیں جیسا کہ حیات ظاہری میں ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ مضمون روایت یا محمّد اِنّی توجّھت بک الیٰ ربّی فی حاجتی ھٰذہٖ لتقضی لی۔ اس بات کا مشعر ہے۔ فافہم (جذب القلوب) نیز اس حدیث کو بیہقی علیہ الرحمتہ نے طریق اعمش عن ابی صالح عن مالک الدار رضی اللہ عنہم سے روایت فرمایا۔ اور حافظ الحدیث ابن حجر مکّی علیہ الرحمتہ

"فتح الباری ص ۵۴۲ جلد ۴" میں تصریح فرماتے ہیں کہ روضۂ نبوی پر حاضر ہونے والا حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ صحابی تھا۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ سرکار دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے روضۂ اقدس پر حاضری کے لئے سفر کر کے جانا اور یا رسُول اللہ پکار کر آپ کو مخاطب کر کے اپنی حاجات عرض کرنا مشکل کشائی کے لئے فریاد و استغاثہ اللہ تعالیٰ اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تعلیم کے مطابق عین اسلام ہے توحید رحمانی ہے۔ نجدی سعودی تفسیر میں قرآن مجید کی ان آیات مبارکہ میں جو بتوں کی تردید اور کفّار کی مذمت میں نازل ہوئیں ان میں تحریف کر کے ان آیات مبارکہ کو انبیاء کرام اور خصوصاً رسُول اللہ صاحبِ قرآن علیہم السّلام اور اولیاء اللہ پر چسپاں کر کے مسلمانوں کو بے دین گمراہ کرنے کی مذموم لیکن ناکام کوشش کی گئی ہے یہ بدبخت وہابی شیطانی توحید کے پرستار ہیں خود صراط مستقیم سے بھٹک چکے ہیں اور دوسروں کو بھٹکانے میں لگے ہوئے ہیں۔ اعاذنا اللہ من شرور الوہابیہ۔ آمین

اجتماعی طور پر بحالت قیام بارگاہ رسالت میں فریاد واستغاثہ سُنّت ہے

صحیح بخاری جلد اوّل ص ۱۳۹۔ اور۔ صحیح مسلم جلد اول ص ۲۹۴ ، میں ملاحظہ ہو۔

عن انس قال کان رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یخطب یوم الجمعۃ فقام الناس (ولفظ مسلم فقام الناس الیہ) فصاحوا فقالوا یا رسول اللّٰہ قَحَطَ المَطَرُ واحمرت الشجر وھلکت البھائم فادع اللّٰہ ان یسقینا فقال اللّٰھم اسقنا مرّتین وایمَ اللّٰہ ما نریٰ فی السماء قزعۃ من سحاب فنشأت سحابۃ وامطرت ونزل عن المنبر فصلّی فلما انصرف لم تزل تمطر الی الجمعۃ التی تلیھا فلما قام النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم یخطب صاحوا الیہ تھدّمتِ البیوتُ وانقطعتِ السُّبُلُ فادع اللّٰہ یحبسھا عنا فتبسّم النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم وقال اللّٰھم حوالینا لا علینا وتکشطت المدینۃ فجعلت تمطر حولھا وما تمطر بالمدینۃ قطرۃ فنظرت الی المدینۃ وانّھا لفی مثل الاکلیل "

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے پس لوگ آپ کی طرف متوجہ ہو کر کھڑے ہوئے (اور شدّت تکلیف سے فریاد کرتے ہوئے) چیخ اُٹھے اور عرض کی۔ "یا رسُول اللہ! بارش بند ہے (جس کی وجہ سے قحط پڑ گیا ہے) اور درخت (خشک ہو کر ان کا رنگ بدل گیا ہے) سُرخ ہو گئے۔ مویشی ہلاک ہو گئے پس آپ اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائیں کہ وہ بارش برسائے پس حضور نے فرمایا۔ یا اللہ! ہمارے لئے بارش برسا دے (اس طرح) دو مرتبہ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کی قسم ! (اس وقت حالت یہ تھی کہ) ہمیں آسمان میں بادل کانشان تک دکھائی نہ دیتا تھا۔ (پس حضور کے اس فرمانے سے) بہت عظیم بادل چھاگیا اور (فی الفور) برسنے لگا حضور منبر سے اُترے اور آپ نے نماز پڑھائی پس جب لوٹے تو بارش بند نہ ہوئی دوسرے جمعہ تک برستی رہی پس جب (دوسرے جمعہ کے روز) آپ خطبہ ارشاد فرمانے لگے لوگ (آپ کی طرف متوجہ ہوکر) چیخنے لگے اور فریاد کی کہ۔ (کثرت بارش سے) مکان گرگئے (زیادہ پانی کی وجہ سے) راستے بند ہو گئے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائیں کہ وہ ہم سے بارش کو روک دے۔ پس حضور مُسکرائے اور فرمایا۔ اے اللہ ہمارے گرد ونواح میں نہ ہم پر پس فوراً مدینہ پر سے بادل چھٹ گیا۔ (ایک روایت میں ہے حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم بادل کو انگلی کے اشارے سے جس طرف ہٹنے کا اشارہ فرماتے بادل اسی طرف ہٹ جاتا) پس بارش ہمارے گرد ونواح میں برسنے لگی اور مدینہ منوّرہ پر بارش کا ایک قطرہ نہ گرتا۔ (حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں) پس میں نے مدینہ منوّرہ کو دیکھا کہ گویا وہ تاج پہنے ہوئے ہے" کیونکہ مدینہ منوّرہ کے ارد گرد بادل چھایا ہوا تھا اور مدینہ پر سورج چمک رہا تھا اور اس کی چمکتی ہوئی مختلف رنگوں کی کرنیں بادلوں کو مختلف رنگوں میں چمکا رہی تھیں "۔

اس حدیثِ مُبارکہ سے چند باتیں واضح ہوئیں

اوّل ـــ یہ کہ مشکلات و مصائب کے وقت مشکل کشائی و دفعیۂ مصائب کے لئے اجتماعی طور پر قیام کرنا حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی بارگاہ قُدسیہ میں مل کر فریاد و استغاثہ سُنّت ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا معمول ہے۔

دوم ـــ یہ کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ عمل توحید کے عین مطابق ہے اور سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس عمل کو پسند فرماتے ہیں۔ فریادیوں کی فریادیں سُن کر ان کی مشکل کشائی فرما دیتے ہیں۔

سوم ـــ یہ کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اس عمل سے اور حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے اس عمل کو پسند فرمانے سے ثابت ہوا کہ مصائب۔ مشکلات۔ کو دور کرنے کے لئے اور ہر قسم کی حاجت روائی کے لئے۔ براہِ راست اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے بجائے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو پکارنے آپ کے توسّل سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں ہماری دعائیں، التجائیں اور درخواستیں یقیناً مقبول ہوتی ہیں۔

چہارم ـــ یہ کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اس عقیدہ و عمل سے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول مقبول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے اس عقیدہ و عمل کو مقبول اور پسند فرمانے سے واضح ہوا کہ دنیا و آخرت کی ہر نعمت اور بھلائی سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے وسیلہ سے حضور کی رضا و عطاء سے حاصل ہوتی اور

دنیا و آخرت کی ہر سختی و مشکل آپ کی ہی رضا و عطا سے آپ کے وسیلہ سے دور ہوتی ہے۔ یہی عقیدہ۔ قرآن و حدیث کی رُو سے توحید ایمانی و رحمانی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توّابا رّحیما۔ اور جو شخص اسکے خلاف عقیدہ رکھے قرآن کا منکر ہے۔ اس کی توحید، توحید شیطانی ہے۔ بے ایمانی ہے۔

لیکن۔ نجدی سعودی وہابی تفسیر میں۔ اس عقیدہ و عمل کو شرک و کفر بتایا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے نجدی سعودی وہابی تفسیر۔ قرآن کی صحیح تفسیر نہیں۔ قطعاً غلط ہے باطل ہے۔ تحریف قرآن ہے۔

پنجم ـــ یہ کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب محمّد رّسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے عُلُوِّ شان اور مقام محبوبیت کا مظاہرہ منظور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دیکھنے اور جاننے کے باوجود کہ مخلوق بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط کی مصیبت میں گرفتار ہے ان پر رحم فرماکر بارش نہ برسائی جب تک کہ آسمان ہدایت کے ستاروں اصحاب رسول۔ رضی اللہ تعالیٰ عنھم و صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے بارگاہِ رسالت میں مِل کر قیام کر کے نداءِ یارسول اللہ کے بعد گڑگڑا کر فریاد نہ کر لی اور سرکارِ دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ان کی فریاد اور درخواست کو شرفِ قبولیت بخشش کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں شفاعت نہ فرمائی اور جب حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی زبان مبارک سے الفاظ شفاعت نِکلے اور بارش آئی تو اس طرح برسی کہ تھمنے میں

نہ آئی ایک ہفتہ تک دھواں دھار برستی رہی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہ دیکھنے اور جاننے کے باوجود کہ کثرت بارش سے مخلوق پریشان ہے۔ مکان گر رہے ہیں۔ راستے مسدود ہو گئے بارش کو بند نہ کیا۔ یہاں تک کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پھر بارگاہِ رسالت میں قیام کر کے فریاد کی اور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ان کی فریاد و عرض قبول کرتے ہوئے بارگاہِ الٰہی میں انکی شفاعت فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے بارش کو روک دیا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے دعاؤں کو سُنتا اور قبول فرماتا ہے لیکن ان صفات کا صدور و ظہور حضور پُر نور محمّد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی رضاء اور شفاعت پر موقوف ہے۔

امام اہلسنّت اعلیٰحضرت احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا۔

وہ زبان جس کو سب کُن کی کُنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام!

اس عقیدۂ برحق و صداقت کی تصدیق اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے جو آپ نے حضور سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے مقامِ محبوبیت کا اظہار کرتے ہوئے خود حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو مخاطب کر کے فرمایا۔ مَا اَرٰی رَبَّكَ اِلَّا یُسَارِعُ فِی ھَوَاكَ "۔ صحیح بخاری ص۷۰۶ جلد۲۔ اور صحیح مسلم ص۴۷۳ جلد اوّل۔

یارسول اللہ! میں آپ کے رب کو نہیں دیکھتی مگر آپ کی خواہش کے پورا کرنے میں جلدی و شتابی کرتا ہوا "۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو آپ کی رضا مطلوب ہے۔

اسی لئے وہ آپ کی خواہش کو پورا کرنے میں دیر نہیں کرتا۔ حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس بات کو حضور نے قبول فرمایا۔ ان کے اس عقیدہ کو رد نہ فرمایا۔ تو ثابت ہوا کہ ؎

خُدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خُدا چاہتا ہے رضائے محمّد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

یہی عقیدہ قرآن مجید کی متعدد آیات کریمہ سے بھی ثابت ہے۔ بخوفِ طوالت ان کا یہاں ذکر نہیں کیا جا رہا۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت کعبؓ بن زہیر نے یہ نعت پڑھی

یہ نعت مبارک قصیدہ "بانت سعاد" کے نام سے معروف و مشہور ہے اس کا مطلع ہے۔ ؎

بانت سعاد فقلبی الیوم متبول ❊ متیم اثرھا لم یفد مکبول
قال انبئت ان رسول اللّٰہ اوعدنی ❊ والعفو عند رسول اللّٰہ ماموول
انّ الرسول لنور یستضاء بہٖ ❊ مھند من سیوف اللّٰہ مسلول
فی عصبۃ من قریش قال قائلھم ❊ ببطن مکۃ لما اسلموا زولوا
یمشون مشی الجمال الزھر یعصمھم ❊ ضرب اذا عوالسواد تنابیل

حضرت ابوبکر ابن الانباری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اس شعر پر پہنچے۔

انّ الرسول لنور یستضاء بہٖ ❊ مھند من سیوف اللہ مسلول

رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے جو چادر اوڑھی ہوئی تھی اُتار کر حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف پھینک دی (یعنی بطور انعام عطا فرما دی) چند روز بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دس ہزار درہم بھیج کر فرمائش کی کہ حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی چادر مجھے دے دیں۔ حضرت کعب نے درہم واپس کر دیئے اور فرمایا۔ ماکنت لاوثر برسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم احدا "میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عطا فرمائی ہوئی چیز کسی کو دینا پسند نہیں کرتا"۔ بوقت وفات حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اولاد کو وصیّت فرمائی کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی چادر معاویہ کو دے دیں۔ جب انہوں نے چادر مبارک حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچائی تو انہوں نے بطور شکرانہ بیس ہزار درہم ان کو عطا کئے۔ حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نعتیہ اشعار کا ترجمہ۔

مجھے مطلع کیا گیا ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے میری معافی کا وعدہ فرمایا ہے اور معاف کر دینا رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لئے آسان ہے۔ بے شک رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایسے نوُر ہیں جس سے روشنی حاصل

کی جاتی ہے اور نیام سے کھینچی ہوئی اللہ کی تلواروں میں سے ایسی تیز تلوار ہیں جیسی ہندی فولادی تلوار ہوتی ہے قریش کی جماعت میں سے کہنے والے نے مکّہ کی وادی میں جب وہ مسلمان ہوکر ہجرت کر رہے تھے یہ بات کہی تھی کہ دشمن علیحدہ ہوجاؤ جیسے سفید اونٹ جلدی اور وقار سے چلتا ہے اسی طرح وہ (صحابہ کرام علیہم الرضوان) چلتے تھے اور دشمن کے حملہ سے اپنے آپ کو بچاتے تھے جبکہ کفار کی جماعت اپنے گھروں کو بھاگ رہی تھی ''

بارگاہِ رسالت میں نِداءِ یارسُول اللّٰہ اور فریاد و استغاثہ سُنّت ہے

رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے پیارے صحابی حضرت زہیر بن صرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سے یوں فریاد کی۔

اُمـنُن عَلَینَا یارسولَ اللّٰہِ فی کَرَمٍ ؂ فَاِنَّکَ الْمَرءُ نَرجُوہُ وَنَدَّخِر

اُمـنُن علی بَیضَۃٍ قَدْ عاقَھا قَدَرٌ ؂ مُشَتَّتٌ شَمْلُھا فی دَھرِھا غِیَرُ

(الامن والعلیٰ ص ۶۸)

یارسُول اللہ! ہم پر احسان فرمائیے اپنے کرم سے کہ حضور ہی وہ مرد کامل وجامع فواضل ومحاسن شمائل ہیں جس سے ہم امید کریں اور جسے وقتِ مصیبت کے لئے ذخیرہ بنائیں۔ احسان فرمائیے اس خاندان پر کہ

تقدیر جس کی آڑے آئے اس کی جماعت تتر بتر ہوگئی۔

اِنْ لَّمْ تَدَارِكْهُمْ نَعْمَاءُ تَنْشُرُهَا ٭ يَا اَرْجَعَ النَّاسِ حُلْمًا حِيْنَ يُعْتَبَرُ

اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی نعمتیں جنہیں حضور نے عام فرمادیا ہے ان کی مدد کو نہ پہنچیں تو ان کا کہیں ٹھکانہ نہیں۔ اے آزمائش کے وقت زیادہ عقل رکھنے والے۔"

غور کا مقام ہے کہ آسمان ہدایت کے روشن ستارے صحابہ کرام علیہم الرضوان رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو "یا" حرف نداء سے پکارتے ہیں حضور کو مصیبت زدوں کے لئے محفوظ جائے پناہ، محتاجوں کو عطا فرمانے والے۔ بحر موّاج کی مانند سخاوت فرمانے والے، مایوس پریشان حال والوں کے لئے اُمید گاہ کہکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے استمداد و استعانت کرتے ہیں باطل اور اسلام دشمنوں کے لئے حضور کو ہندی فولاد کی تیز تلوار سے زیادہ تیز۔ زیادہ کاٹ دار شمشیر بے نیام کہتے ہیں۔ حضور ان کے ان عقائد کی تردید نہیں کرتے شرک قرار نہیں دیتے۔ ان کو ان عقائد سے باز رہنے کی تلقین نہیں فرماتے بلکہ ان عقائد کو شرفِ قبولیت بخشتے ہیں۔ ان کو انعامات سے نوازتے ہیں تو نجدی سعودی وہابیوں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ قرآن کی تفسیر کے نام پر قرآن و حدیث میں تحریف کر کے ان عقائد کو شرک و کفر قرار دیں۔؟

ما انا علیہ واصحابی کا مظاہرہ

اللہ تعالیٰ کے محبوب دانائے غیوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے ارشاد کے مطابق کہ وہی جنّت میں جائے گا جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقہ پر چلے گا۔ اس سلسلہ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان اور سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے طریقہ کو واضح کرنے والے بہت سے واقعات لکھے جاچکے ہیں اب فقیر ایسے ہی چند واقعات مزید درج ذیل کر رہا ہے تاکہ نجدی سعودی وہابی کی تفسیر قرآن کی آڑ میں کی گئی تحریف قرآن وحدیث کی مکمل طور پر نقاب کشائی ہوجائے۔ اور صراطِ مستقیم کی پہچان میں کوئی کسر باقی نہ رہ جائے۔ مسلمان ان کے مکروفریب سے بچ رہیں۔

صحابئ رسول نے حضور کی بارگاہ میں ان عقائد کا اظہار کیا اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے قبولیت بخشی

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصیدہ جس کو محدّث طبرانی نے "معجم کبیر" میں اور محدّث امام بیہقی نے "دلائل النبوّۃ" اور محدّث ابن عبد البر نے "استیعاب" میں نقل کیا ہے۔ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

انہوں نے یہ قصیدہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے سامنے پڑھ کر

سُنایا تھا اس کے چند اشعار درج ہیں۔

فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ لَارَبَّ غَيْرُهٗ ٭ وَاَنَّكَ مَامُوْنٌ عَلٰى كُلِّ غَائِبٍ

وَاَنَّكَ اَدْنَى الْمُرْسَلِيْنَ وَسِيْلَةً ٭ اِلَى اللّٰهِ يَا ابْنَ الْاَكْرَمِيْنَ الْاَطَائِبِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پروردگار نہیں اور اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر غیب پر امین بنایا ہے۔ اے کریم ترین اور پاکیزہ ترین ہستیوں کے لختِ جگر اور نورِ نظر آپ اللہ تعالیٰ کی جنابِ پاک میں سب انبیاء و مرسلین کی نسبت اقرب و اقدم وسیلہ ہیں۔

فَمُرْنَا بِمَا يَاْتِيْكَ يَا خَيْرَ مُرْسَلٍ ٭ وَاِنْ كَانَ فِيْمَا فِيْهِ شَيْبُ الذَّوَائِبِ

لہٰذا ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والے احکام کا امر فرمائیں اے سب رسولوں سے بہتر و برتر اگرچہ ان نازل شدہ احکام کے ساتھ مکلف ہونے میں اس قدر محنت و مشقت ہی کیوں نہ ہو جو بڑھاپے کی حدود تک پہنچا دے۔

وَكُنْ لِيْ شَفِيْعًا يَوْمَ لَا ذُوْ شَفَاعَةٍ ٭ بِمُغْنٍ عَنْ سَوَادِ ابْنِ قَارِبٍ

اور اس دن مجھے اپنی شفاعت سے محروم نہ کرنا جس دن کوئی شفاعت کرنے والا سواد ابن قارب کو ذرہ بھر فائدہ نہ پہنچا سکے گا۔"

سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ان اشعار کو سُنا جن میں آپ کو ہر غیب پر امین اور اقرب و اقدم وسیلہ بیان کیا گیا ہے۔ اور کُن لی شفیعاً عرض کیا گیا اور حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ان باتوں کو توحید کے منافی اور

شرک وکفر بتا کر ان عقائد سے منع نہ فرمایا بلکہ ان پر مُہر تصدیق ثبت کر دی کہ یہی عقائد توحید ایمانی ورحمانی ہیں۔ لیکن نجدی سعودی وہابی تفسیر قرآن کے نام سے جو مجموعۂ تحریف وضلالت ہے۔ مختلف زبانوں میں چھپوا کر مُفت تقسیم کر رہے ہیں اس میں بتوں کی تردید میں نازل شدہ آیات کو انبیاء واولیاء صلّی اللہ تعالیٰ علیہم ورحمۃ اللہ علیہم پر چسپاں کر کے ان عقائد کو شرکِ صریح اور کفر قرار دیا گیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ بدبخت۔ صراطِ مستقیم یعنی رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے طریق۔ سیدھی راہ سے ہٹے ہوئے اُمّتِ محمّدیہ علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام سے کٹے ہوئے ہیں توحید شیطانی کی راہ پر چل رہے ہیں اور مسلمانوں کو بھی صراطِ مستقیم سے ہٹا کر جہنّمی بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اللّٰھم احفظنا من شرور النجدیۃ السعودیۃ وھابیۃ

آمین۔

رسُول اللہ کے پیارے صحابی حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقبولِ بارگاہ رسالت قصیدہ مُبارک

حضرت حسّان رضی اللہ تعالیٰ نے حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے سامنے یہ قصیدہ پڑھ کر سنایا ہے

یارکن معتمد وعصمة لائذ ✣ وملاذ منتجع وجار مجاور

یامن تخیّرہُ الالٰہُ لِخَلقِہٖ ✣ فَحَباہُ بِالخلُق الزکی الطاھر

انت النبی وخیر عصبة آدم ✣ یامن یجود کفیض بحر زاخر

میکال معك وجبرئیل کلاھما ✣ مدد لنصرك من عزیز قادر

("الاصابہ" جلد اول ص ۲۶۴) اور "الروض الانف" ص ۹۱)

حضرت حسّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔ اے معتمد سہارے اور اے ہماری وہ محفوظ جائے پناہ جہاں آدمی کو محفوظ جائے پناہ مل سکے۔ اے وہ ہستی جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لئے منتخب فرمایا پھر اس ہستی سے اپنی برگزیدہ و پاکیزہ مخلوق میں سب سے زیادہ محبت فرمائی۔ آپ غیب کی خبریں دینے والے اور اولادِ آدم علیہ السّلام میں سب سے اچھے ہیں۔ اے وہ جو ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی مانند سخاوت فرماتے ہیں۔ میکائیل اور جبرئیل علیہما السّلام دونوں آپ کی مدد میں ہیں غالب قدرت (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے"۔

حضرت حسّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار نعتیہ سُن کر نہایت خوش ہوکر حضور سرکارِ دوعالم رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم یوں دعا فرمایا کرتے تھے۔ "اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوحِ الْقُدُسِ" یا اللہ احسان کی روح القدس سے مدد فرما"۔

استغاثہ و استمداد نداء غائبانہ

یارسولَ اللّٰہ اَلمَدَد

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "قنسرین" سے حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ہزار سوار دے کر فتح "حلب" کے لئے روانہ کیا اور فرمایا "میں بھی تمہارے پیچھے چلا آرہا ہوں" اِدھر "یوقنا" حاکم حلب کو جاسوسوں سے خبر ملی کہ عرب ایک ہزار کے لشکر سے حلب فتح کرنے آرہے ہیں اور شہر سے چھ میل دور رہ گئے ہیں" یوقنا نے اپنے آدھے لشکر کو ساتھ لیا اور آدھا لشکر پیچھے مقرر کیا اور مقابلے کے لئے آیا۔ حضرت کعب نے فرمایا "میرے اندازے کے مطابق دشمن کا لشکر پانچ ہزار ہے۔ جس سے ہمارا مقابلہ ہے" لڑائی شروع ہوئی تو دشمن کے پاؤں اکھڑنے لگے اور مسلمانوں کو فتح کا یقین ہوگیا مگر اسی وقت یوقنا کا باقی نصف لشکر بھی آپڑا جس سے کچھ مسلمان گھبرا گئے۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ صورت حال دیکھ کر پکارنا شروع کیا "یامُحَمَّدُ ۔ یامُحَمَّدُ یانَصرَ اللّٰہِ اِنزِلْ مُعَاشِرَ المُسلِمِینَ اُثبُتُوا اِنَّمَا ھِیَ سَاعَۃٌ وَّیَاتِی النَّصرُ وَاَنتُمُ الاَعلَونَ ۔ اور مسلمان فتح یاب ہو گئے۔

(فتوح الشام مطبوعہ مصر ص ۱۵۱ ج اول)

اے محمّد۔ اے محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اے اللہ کی مدد نازل ہو جا۔ اے مسلمانو! ثابت قدم رہو یہ محض ایک ساعت کی آزمائش ہے۔ مدد آرہی ہے اور تم فتحیاب ہو"۔ "تاریخ ابن جریر" میں بالصراحت مذکور ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد یہ شعار تھا کہ جنگوں لڑائیوں میں یَا مُحَمَّد پکارا کرتے تھے۔

انّ الصحابۃ بعد موت رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کان شعارھم فی الحُرُوبِ یَا مُحَمّد۔ (تاریخ ابن جریر)

حضُور نے ہاتھ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے بہادیئے

عن جابر قال عطش الناس یوم الحدیبیۃ ورسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم بین یدیہ رکوۃ فتوضأ منھا ثم اقبل الناس نحوہ قالوا لیس عندنا ماء نتوضّأ بہ ونشرب الا ما فی رکوتک فوضع النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم یدہ فی الرکوۃ فجعل الماء یفور بین اصابعہ کامثال العیون قال فشربنا وتوضّانا قیل لجابر کم کنتم قال لو کنا مأۃ الف

لکفانا کنا خمس عشرۃ مأۃ۔ (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۷)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "حدیبیہ" میں لوگ پیاس کے مارے تنگ ہو گئے اور حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے سامنے چمڑے کے ایک چھوٹے سے ڈول میں پانی تھا۔ آپ نے اس سے وضو کیا لوگ ہر طرف سے دوڑ کر حضور کے سامنے کھڑے ہو گئے اور عرض کی۔

"یارسول اللہ! ہمارے نہ وضو کے لئے پانی ہے نہ پینے کے لئے۔ تمام لشکر میں یہی پانی تھا جو آپ کے وضو کے کام آیا۔" یہ سن کر حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اسی برتن میں اپنا ہاتھ رکھ دیا تو پانی آپ کی انگلیوں میں سے چشموں کی طرح پھوٹنے لگا۔ فرمایا۔ پس ہم نے اس پانی سے پیا اور وضو بھی کر لیا۔ حضرت جابر سے کہا گیا کہ تم کتنے تھے؟ فرمایا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہم کو کافی ہوتا ہم پندرہ سو تھے۔"

نابینا صحابی کو بینائی عطا فرمائی

حضرت حبیب بن فدیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد (اسّی ۸۰) سال کے تھے اور بالکل نابینا ہو گئے تھے۔ انّ اباہ خرج بہٖ الی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے بیٹے کے ہمراہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اور عرض کی۔ یارسول اللہ! میری آنکھیں بالکل ٹھیک تھیں مگر ایک دن سانپ کے انڈے پر میرا پاؤں جا پڑا تو اسی وقت

میری دونوں آنکھیں اندھی ہوگئیں۔ فَنَفَثَ رَسُولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم فی عَیْنَیْہِ فَاَبْصَرَ وھو یدخل الخیط فی الاَبْرَۃِ۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۲۴) رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اس کی دونوں آنکھوں میں دم فرمایا تو اس کی دونوں آنکھیں بینا ہوگئیں اور وہ سوئی میں دھاگہ ڈال لیتے تھے۔"

قدرتِ تصرّف۔ کھجور کی لکڑی فولادی تلوار بن گئی

انکسر سیف سلمۃ بن اسلم بن حریش یوم بدر فبقی اعزل الاسلاح معہ اعطاہ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم قصیباً کان فی یدہٖ من عراجین بن طاب فقال اضرب بہٖ فاذا ھو سیف جیّد فلم یزل عندہٗ۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۳۲ ۔ص۴۳۱)

جنگ بدر میں حضرت سلمہ بن اسلم بن حریش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی اور وہ غیر مسلّح خالی ہاتھ رہ گئے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے وہ تازیانہ کھجور کی لکڑی کا جو آپ کے ہاتھ میں تھا اسے دے کر فرمایا" اس سے وار کر" سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ وہ ایک اعلیٰ قسم کی فولادی تلوار ہے وہ تلوار عمر بھر ان کے پاس رہی۔"

ع اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

ایسا ہی ایک اور واقعہ: انّ عبد اللّٰه بن جحش رضی اللّٰه تعالیٰ عنه جاء النبی صلّی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلّم یَوْمَ اُحُدٍ وقد ذهب سیفهٗ فاعطاه النبی صلّی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلّم عسیبًا من نخل فرجع فی ید عبد اللّٰه سَیْفًا۔ (حجتہ اللہ علی العالمین ص۴۳۱)

حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار جنگِ اُحد میں ٹوٹ گئی اور نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے کھجور کی ایک شاخ اپنے ہاتھ سے ان کے ہاتھ میں پکڑا دی۔ انہوں نے وہ ٹہنی پکڑی تو وہ ایک عمدہ تلوار تھی۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا وہابیت کُش فرمان

جو ہماری پناہ میں آئے اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے امان رکھی ہے جو ہمارے حضور التجا لائے وہ نامُراد نہیں رہتا

ابن ماجہ رحمتہ اللہ علیہ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

فرماتے ہیں۔ قال کُنّا جُلوساً عِنْدَ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ تعالیٰ
علیہ وسلّم اِذْ اَقْبَلَ بَعِیْرٌ تَعْدُوا حتّٰی وَقَفَ علیٰ ھامَّۃَ رسولِ
اللّٰہ صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم فقال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ تعالیٰ
علیہ وسلم ایھا البعیر امکن نان تلک صادقاً فللک صدقلک
وان تلک کاذباً فعلیلک کذبلک مع اَنّ اللّٰہ تعالیٰ قَدْ اَمّن
عائذ نا ولیس بخائبٍ لائِذُنا فقتنا یا رسول اللّٰہ ما یقول ھٰذا
البعیر فقال ھٰذا بعیرٌ ھَمَّ اَھْلُہٗ بِنَحْرِہٖ واَکُل لحمِہٖ فھرب
منھم واستغاثَ بِنَبِیِّکُمْ فبینا نَحْنُ کذالک اذاقبل صاحبہٗ
اوقال اصحابہٗ یتعادون فلمّا نظر الیھم البَعیر عاد اِلیٰ ھامّۃ
رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم فَلَاذَ بِھا فقالوا یا رسول
اللّٰہ ھٰذا البعیر نا ھرب منذ ثلاثۃ ایّامٍ فَلَمْ نَلْقَہٗ اِلّا
بین یدیک فقال صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم اَمَا انّما یشکو
اِلیّ فَبِئْسَتِ الشکایۃُ فقالوا یا رسول اللّٰہ ما یقول قال یقول
اِنّہٗ رَبِیّ فی اَمْنِکُمْ اَحْوالاً وکنتم تحملون علیہ فی الصَّیْفِ
الیٰ مواضع الکلاءِ فاذا کان الشِّتاءُ رَحَلْتُمْ اِلیٰ موضع الدّفاء
فلمّا کبر استخفلتم فرزقکم اللّٰہ تعالیٰ اِبلاً سائماً فلمّا
ادرکتہٗ ھٰذہ السّنّۃ الخصیبۃ ھممتم بذبحہٖ واکل لحمہٖ
فقالو واللّٰہ کان ذالک یا رسول اللّٰہ فقال صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم

ماھٰذا الجزاء المملوك الصالح من موالیه قالوا یارسول اللّٰه
فاناّ لانبیعهٗ ولاننحرهٗ فقال صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلّم کَذِبْتُم
قد استغاث بکم فلم تغیثوه وَاَنا اولیٰ بالرّحمة منکم فانّ
نزع الرحمة من قلوب المنافقین واسکنها فی قلوب
المؤمنین فاشتراه صلّی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلّم منھم بِمِائَةِ
درھم وقال یاَیّھا البعیر انطلق فانت حُرٌّ لِّوَجْهِ اللّٰه تعالیٰ
فرغیٰ علیٰ ھامة رسول اللّٰه صلّی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلّم فقال
صلّی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلّم آمین ثمّ رغیٰ فقال آمین ثم رغیٰ
فقال آمین ثم الرغیٰ الرابِعَةِ فبکی النبّی صلّی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم
فقلنا یا رسول اللّٰه ما یقول ھٰذ البعیر قال قال جزاک اللّٰه
ایّھا النبی عن الاسلام والقرآن خیراً فقلت آمین ثمّ قال
سکّن اللّٰه رُعْبَ اُمّتِکَ من اعدائھا یوم القیٰمة کما سَکَّنْتَ
رُعْبی فقلت آمین ثمّ قال حقَنَ اللّٰه دِماءَ اُمّتِکَ مِنْ
اعدائھا کما حقنت دَمِی فقلت آمین ثمّ قال لَاَجْعَلَ اللّٰهُ
باسَ امّتك بینھا فبَکَیْتُ فَاِنّ ھٰذِہِ الخِصال سَاَلْتُ ربّی
فَاَعطانیھا وَمَنَعَنِی ھٰذِہٖ واَخبرنی جبریل علیه السلامُ
عن اللّٰه عزّ وجلّ انّ فناء اُمّتی بالسّیف جری القلم بما ھو
کائن کما اَوْرَدَهٗ عازیًا لَهٗ الامام الحافظ زکی الدین عبدُالعظیم

المُنذِریؒ رحمتہ اللہ تعالیٰ فی کتاب الترغیب والترہیب"

یعنی ہم خدمت اقدس حضور سیّد عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم میں حاضر ہوئے ناگاہ ایک اونٹ دوڑتا آیا یہاں تک کہ حضور کے سر مبارک کے قریب آکر کھڑا ہوا حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا اے اونٹ ٹھہر اگر تو سچّا ہے تو تیرے سچ کا پھل تیرے لئے ہے اور جُھوٹا ہے تو تیرے جھوٹ کا وبال تجھ پر ہے اس کے ساتھ یہ بات بیشک کہ جو ہماری پناہ میں آئے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے امان رکھی ہے اور جو ہمارے حضور التجا لائے وہ نامُرادی سے بَری ہے صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ یہ اونٹ کیا عرض کرتا ہے فرمایا اس کے مالکوں نے اسے حلال کر کے کھا لینا چاہا تھا یہ ان کے پاس سے بھاگ آیا اور تمہارے نبی کے حضور فریاد لایا ہم یوں ہی بیٹھے تھے کہ اتنے میں اس کا مالک یا کہا اُس کے مالک کے لوگ دوڑتے آئے۔ اُونٹ نے جب انہیں دیکھا پھر حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے سر انور کے پاس آگیا اور حضور کی پناہ پکڑی اس کے مالکوں نے عرض کی یارسُول اللہ ہمارا اونٹ تین دن سے بھاگا ہوا ہے۔ آج حضور کے پاس ملا ہے۔ حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا سُنتے ہو اس نے میرے حضور نالش کی ہے اور بہت ہی بُری نالش ہے وہ بولے یارسُول اللہ یہ کیا کہتا ہے۔ فرمایا یہ کہتا ہے کہ وہ برسوں تمہاری اماں میں پلا گرمی میں اس پر اسباب لاد کر سبزہ ملنے کی جگہ تک جاتے اور جاڑے میں گرم مقام تک کوچ

کرتے جب وہ بڑا ہوا تو تم نے اُسے سانڈ بنالیا اللہ تعالیٰ نے اس کے نطفے سے تمہارے بہت اونٹ کر دیئے جو چرتے پھرتے ہیں اب جو اُسے یہ شاداب برس آیا تم نے اسے ذبح کر کے کھالینا چاہا وہ بولے یارسول اللہ خدا کی قسم یونہی ہوا حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا نیک مملوک کا بدلہ اس کے مالکوں کی طرف سے یہ نہیں ہے وہ بولے یارسُول اللہ تو ہم اسے نہ بیچیں گے نہ ذبح کریں گے فرمایا غلط کہتے ہو اس نے تم سے فریاد کی تو تم اس کی فریاد کو نہ پہنچے اور میں تم سے زیادہ اس کا مستحق ولائق ہوں کہ فریادی پر رحم فرماؤں اللہ عزّوجل نے منافقوں کے دلوں سے رحمت نکال لی اور ایمان والوں کے دلوں میں رکھی ہے۔ پس حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے وہ اونٹ ان سے سو روپے کا خرید لیا اور اس سے ارشاد فرمایا۔ اے اونٹ چلا جا کہ تو اللہ عزّوجل کے لئے آزاد ہے یہ سُن کر اس نے سر اقدس پر اپنی بولی میں کچھ آواز کی حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے آمین کہی اس نے دوبارہ آواز کی حضور نے پھر آمین کہی اُس نے سہ بارہ عرض کی حضور نے پھر آمین کہی اُس نے چوتھی بار کچھ آواز کی اس پر حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے گریہ فرمایا صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! یہ کیا کہتا ہے فرمایا اس نے کہا اے نبی اللہ عزّوجل حضور کو اسلام و قرآن کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے میں نے کہا آمین۔ پھر اس نے کہا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضور کی اُمت سے خوف دور کرے جس طرح حضور نے میرا خوف

دور کیا میں نے کہا آمین پھر اس نے کہا اللہ جل وعلا حضور کی اُمت کے خون اُن کے دشمنوں کے ہاتھوں سے محفوظ رکھے (کہ کفار کبھی انہیں استیصال نہ کرسکیں) جیسا حضور نے میرا خون بچایا میں نے کہا۔ آمین۔ پھر اس نے کہا اللہ سبحانہٗ اُمتِ والا کی سختی ان کے آپس نہ رکھے (باہمی خونریزی سے دُور رہیں) اس پر میں نے گریہ فرمایا کہ یہ سب مرادیں میں اپنے رب عزّوجل سے مانگ چکا اور اس نے مجھے عطا فرمادیں مگر یہ پچھلی منع فرمائی اور مجھے جبریل امین علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اللہ عزّوجل کی طرف سے خبر دی کہ میری اُمّت کی فنا تلوار سے ہے قلم چل چکا شدنی پر۔"

حضور کے اس ارشاد سے کہ فرمایا جو ہماری پناہ لے اللہ عزّوجل اُسے اماں دیتا ہے اور جو ہم التجا کرے نامراد نہیں رہتا۔" ثابت ہوا کہ سرکار دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ساری مخلوق کے لئے جائے پناہ ہیں۔ سب کے حاجت روا ہیں اور دافع البلاء ہیں۔ حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے فریاد و استغاثہ توحید اسلامی رحمانی کے عین مطابق ہے۔ اس عقیدہ پر اجماع اُمت ہے۔ لیکن توحید شیطانی کے پرستار نجدی وہابی اس کے مُنکر ہیں اس عقیدہ کو شرک قرار دیتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ نجدی وہابی اللہ عزّوجل ورسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے احکام کی تردید کر کے صراط مستقیم۔ راہِ ایمان سے ہٹ چکے ہیں اُمت محمدیہ سے کٹ چکے ہیں۔ جہنمّی بن چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں کی گئی تحریفات سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین

بجاہِ رحمۃ للعالمین سید الانبیاء والمرسلین محبوب رب العالمین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وعلماء امتّہٖ واولیاء ملّتہٖ وعلینا معھم اجمعین۔

آمین ثمّ آمین

حرفِ آخر

بفضلہٖ تعالیٰ و بفضل رسولہ الاعلیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلّم مسئلہ توسّل واستمداد واستعانت قرآن مجید و حدیث شریف سے احسن واکمل طور پر اظہر من الشمس ہو کر پایۂ تکمیل تک پہنچا تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں از اوّل تا آخر اس مسئلہ میں جو تحریفات اور غلط بیانیاں کر کے مسلمانوں کو گمراہ کر دینے کی مذموم وملعون حرکتیں کی گئی ہیں ان سب کی تردید ہو چکی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ ذیل میں بطور تتمہ تبرّکاً وتیمّناً اس مسئلہ پر

شیخ المحدّثینِ پاک وہند شیخ محقق شاہ عبد الحق محدّث دہلوی قدس سرّہٗ کا محققانہ محاکمہ

درج کیا جاتا ہے جو حرفِ آخر کا مقام رکھتا ہے۔ وھو ھذا۔

"یہ بات ٹھہری ہوئی ہے کہ ان چاروں مواطن۔ (۱) حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

کی دنیا میں تشریف آوری سے قبل۔ (۲) حضور کی حین حیاتِ ظاہری میں۔ (۳) حضور کی رحلت کے بعد قیام بہ عالم برزخ کے زمانہ میں اور (۴) (روزِ قیامت) میں پہلا موطن اس جناب عالم و عالمیان صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے خاص ہے یعنی جیسا کہ توسّل کیا گیا آپ کی روح مبارک کے ساتھ قبل آپ کے خلعتِ جسمانی پہننے کے اور کسی نبی یا ولی کی روح کے ساتھ وقوع میں نہیں آیا۔ اور کوئی نبی یا ولی اس منقبت عظمیٰ میں آپ کے ساتھ شریک نہیں اور نہ وارد ہونا نص کا حضرت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے سوا اس باب میں کفایت کرتا ہے۔ مگر توسّل اس جناب کے ساتھ نشاۃِ حیاتِ دنیا میں ظاہر ہے کہ آپ کے خصائص سے نہیں ہے بلکہ آپ کے تابعین کو بھی جو آپ کے شرفِ اتباع اور شرفِ قرابت سے مشرّف ہیں ثابت ہے اور ثبوت کرامات و تصرّفات غیر متناہیہ ان حضرات کا مکوّنات میں اس مطلب کے اثبات میں کافی ہے اور توسّل عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ قضیہ طلب باراں میں بھی ظاہر ہوتا ہے اور کسی عالِم کا اس میں خلافِ معمول متحقق نہیں ہے اور اسی طرح توسّل اور طلب مدد بہ وسیلہ شفاعت قیامت کے دن انبیاء اور اولیائے امّت کو بھی جائز ہے چنانچہ عقائد کی کتابوں میں موجود ہے۔ اب رہا تبرّک و توسّل عالم برزخ اور موطن قبر میں وہ بھی حضرات انبیائے کرام علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اولیاء و صلحائے امّت کے ساتھ جائز ہے۔ اس جہت سے کہ حالتِ حیات

ہیں تو جوازِ توسّل عام ہے اور یہ ٹھہرا ہوا ہے کہ بعد موت کے روحِ میت باقی رہتی ہے اور بہ سبب ایمان و عمل صالح و شرف اتباع حضرت سیّد الرسل صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اس کو شعور و ادراک و قُرب و منزلت خدا تعالیٰ کے نزدیک حاصل ہے، تو بعد مرنے کے بھی ان کے ساتھ توسّل کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں ساتھ اس کے کہ حقیقتِ معنے توسّل و استمداد کے سوال و دعا ہے۔ جناب باری سے بہ واسطہ اس سے محبّت و اکرام کے جو اس بندۂ خاص کے ساتھ رکھتا ہے یا اس بندہ کی روح سے طلب والتماس ہے اس بات کی کہ حضرت حق تعالیٰ و تقدس کی جناب میں بہ وسیلہ اپنے قُرب و کرامت کے ہمارے واسطے یہ دعا کرے اور اس میں نص صریح کے وارد ہونے کی حاجت نہیں کیونکہ جس کو وسیلہ ٹھہرایا ہے اس کی ذات باقی ہے بخلاف پہلے موطن کے بلکہ نہ وارد ہونا نص کا اس کے منع پر کافی ہے ہاں اگر کوئی دلیل قاطع قائم ہو اس بات پر کہ سوائے انبیائے کرام علیہم السّلام کے اور کسی کے ساتھ توسّل کرنا درست نہیں تو البتّہ منع کرنا درست ہوگا اور ظاہر یہ ہے کہ کوئی دلیل نہیں۔"

(جذب القلوب)

شیخ المحققین شاہ عبدالحق محدّث دہلوی قدّسنا اللہ باسرارہ العزیز کے محاکمہ سے معلوم ہوا کہ انبیاء و اولیاء سے توسّل و استمداد کے جواز پر تمام علمائے اُمّت متفق ہیں اور حضور سرکارِ دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اور اولیاء کے مزارات متقدّسہ پر حاضر ہو کر فیوض و برکات حاصل کرنا اور ان کی خدمت میں

یوں عرض کرنا کہ ہماری حاجت روائی اللہ سے کروا دیں ہماری مشکل کشائی کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالیہ میں شفاعت فرمائیں بلا اخلاف جائز و مستحسن ہے اور اس کے ممنوع ہونے پر قرآن وحدیث سے کوئی دلیل ثابت نہیں۔

نیز اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مندرجہ ذیل حدیث کے تحت شیخ محقق شاہ عبد الحق محدّث دہلوی شرح مشکوٰۃ اشعتہ اللمعات میں فرماتے ہیں۔

عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت کنت ادخل بیت الذی فیہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گفت عائشہ بودم من کہ مے در آمدم خانہ خود راکہ درو کے مدفون بود پیغمبر خدا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم و ابوبکر نیز مدفون شدہ بود در وَے۔ وِانّی واضِعٌ ثوبی۔ وحال آنکہ من نہندہ وافگندہ بودم جامۂ خود را یعنی رداء را از بدن واقول انّما ھو زوجی وابی ومیگفتم بدلِ خود آیا اگر مے پرسید ند از اں کسے نیست مدفون مگر شوہر من کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم است و پدر من کہ ابوبکر است رضی اللہ عنہ فلمّا دُفِنَ عُمَرُ پس ہرگاہ کہ دفن کردہ شد عمر رضی اللہ عنہ فَوَاللّٰہِ مَا اَدْخَلْتُہٗ اَنا وَاَنا مشدودۃ علیّ نیابی۔ پس بخدا سوگند در آمدم آں خانہ را مگر آنکہ من بستہ شدہ است بر من جامہ ہائے من۔ حیاءً مِّنْ عُمَر۔ از جہت شرم داشتن از عمر کہ بیگانہ بود۔ (رواہ احمد)

ودریں حدیث دلیلے واضح است بر حیات میت و علمِ وے و آنکہ واجب است احترام میّت نزد زیارت وے خصوصاً صالحاں و مراعاتِ ادب بر قدر مراتب ایشاں چنانچہ در حالتِ حیاتِ ایشاں بود زیراکہ صالحاں را مددِ بلیغ است مر زیارت کنندگانِ خود را بر اندازۂ ادبِ ایشاں (کذافی شرح ایشخ)

ترجمہ: حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے حُجرے میں جہاں کہ پیغمبرِ خُدا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدفون تھے اپنے اوپر چادر لپیٹے بغیر (بے پردہ) آیا کرتی تھی اور اپنے دل میں یہ کہتی کہ اگر کوئی پوچھے تو کہہ دوں گی کہ اس حجرے میں میرے خاوند کہ آنحضرت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہیں اور میرے والد کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تو دفن ہیں۔ (چونکہ کوئی نامحرم نہیں اس لئے پردہ کی ضرورت بھی نہیں) مگر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حُجرے میں مدفون ہوئے تو خُدا کی قسم ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حیاء کی وجہ کبھی بھی بغیر پردہ کئے اور چادر لپیٹے اس حُجرے میں داخل نہیں ہوئی اس لئے کہ حضرت عمر بیگانے یعنی نامحرم تھے "۔ اس حدیث میں واضح دلیل ہے میّت کے حیات ہونے اور علم رکھنے پر اور یہ کہ قبر کی زیارت کے وقت اصحاب قبور کے مراتب کے لحاظ سے ادب ملحوظ رکھنا واجب ہے جس طرح کہ ان کی دنیوی زندگی میں احترام کیا جاتا تھا اس لئے کہ مزاراتِ اولیاء

کی زیارت کرنے والا جس قدر ادب و احترام کرنے والا ہوتا ہے اسی قدر اصحاب قبور اولیاء اللہ کی مدد اس زیارت کرنے والے کو پہنچتی ہے "

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب زیارت القبور فصل سوم)

نیز شیخ محقق عبد الحق محدّث دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں مشائخ عظام میں سے ایک (شیخ سیّدی علی قرشی قدس سرہٗ کما فی البھجۃ) نے فرمایا ہے کہ بزرگوں میں سے میں نے چار بزرگوں کو دیکھا ہے کہ وہ جس طرح دنیوی زندگی میں تصرّف کیا کرتے تھے اسی طرح اپنی قبروں میں ہوتے ہوئے تصرّف فرماتے ہیں بلکہ دنیاوی زندگی سے بڑھ کر قبروں میں رہ کر تصرّف فرما رہے ہیں ان میں سے ایک شیخ معروف کرخی علیہ الرحمۃ اور دوسرے سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرّحمۃ ہیں ان کے علاوہ دو دوسرے بزرگوں کا نام لیا۔ (بھجۃ الاسرار میں دو کس دیگر یہ بیان کئے گئے ہیں۔ ۱۔ حضرت شیخ عقیل نسبجی اور۔ ۲۔ حضرت شیخ محمد بن قیس حرانی۔ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہما) اس سے یہ مقصد نہیں کہ ان چار بزرگوں کے علاوہ اور دوسرے اہل قبور تصرّف نہیں فرماتے بلکہ جو کچھ اس بزرگ نے دیکھا اور پایا وہ بیان کیا ہے اور سیّدی احمد بن مرزوق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ دیار مغرب کے بڑے عظیم فقہاء علماء و مشائخ سے ہیں۔

انہوں نے فرمایا "ایک دن شیخ ابو العباس حضرمی علیہ الرّحمۃ نے مجھ سے پوچھا کہ۔ "زندہ ولی کی مدد قوی ہے یا مُردہ کی"؟ میں نے کہا ایک گروہ کا کہنا ہے کہ زندہ کی امداد قوی ہے اور میں کہتا ہوں کہ ولی اللہ اس

جہان سے انتقال کے بعد زیادہ قوی امداد کرتا ہے "تو میرے اس جواب پر شیخ نے فرمایا "ہاں ٹھیک ہے اس لیئے کہ دنیا سے انتقال کے بعد ولی اللہ حضوری وبساطِ حق تعالیٰ میں ہوتا ہے "اور اس سلسلے میں بزرگانِ دین کی اتنی کثیر روایات ہیں۔ جو حدِ حساب سے باہر ہیں اور قرآن وحدیث اور ارشادات بزرگانِ دین میں ایسی کوئی دلیل نہیں ملتی جو اہلِ قبور سے مدد طلب کرنے کو ناجائز قرار دے اور اس مسٔلہ کو رد کرے اور قرآن مجید کی آیات اور احادیث کی رُو سے یہ بات تحقیق کے ساتھ ثابت ہے کہ رُوح باقی ہے۔ (وفات سے رُوح فنا نہیں ہو جاتی) اور یہ ثابت ہے کہ رُوح کو قبر کی زیارت کرنے والوں کے حالات کا علم وشعور ہوتا ہے اور ارواحِ کاملین کا اللہ تعالیٰ کے مقامِ قُرب میں ہونا ثابت ہے جس طرح کہ یہ اولیاء اللہ دنیاوی زندگی میں تھے بلکہ ان کو دنیاوی زندگی سے زیادہ مقاماتِ قُربِ الٰہی وفات کے بعد حاصل ہیں اور یہ بھی ثابت ہے کہ اولیاء اللہ کو دنیا کے ہر حصہ میں تصرف کی قدرت حاصل ہے اور تصرف کی طاقت دنیاوی زندگی میں بھی ان کے جسموں کو نہیں بلکہ ان کی روحوں کو حاصل ہوتی ہے اور وفات کے بعد روح فنا نہیں ہوتی بلکہ روح باقی ہے تو ثابت ہوا کہ وفات کے بعد بھی اولیاء اللہ کی ارواح کو طاقت وقدرت حاصل ہے۔ اور یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ عزّ وجل کے علاوہ اور کوئی بھی متصرّف حقیقی نہیں ہے بلکہ اولیاء اللہ کی قدرت تصرّف بہ عطائے الٰہی ہے اور سب کچھ اسی کی قدرت سے ہے اور یہ اولیاء اللہ اپنی

دنیوی زندگی میں بھی اور انتقال کے بعد بھی جلالِ حق میں فانی ہیں پس اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کی محبوبیت کی وجہ سے اپنے کسی محبوب دوست کے ذریعہ سے کسی کو کچھ دیتا ہے تو یہ توحید وعرفان سے دور نہیں ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کی دنیوی زندگی میں ان کے ذریعہ ووسیلہ سے دوسروں پر عنایات وفضل وکرم کرتا تھا۔ اور دونوں حالتوں میں حقیقۃً فعل وتصرف اللہ تعالیٰ ہی کا ہے کسی اور کا نہیں اور ایسی کوئی چیز نہیں ہے جس سے کہ دونوں حالتوں کے درمیان کوئی فرق ثابت ہو سکے اور ایسی کوئی چیز پائی نہیں گئی ہے جو اس پر دلیل بن سکے اور شیخ ابن حجر ہیثمی مکیؒ علیہ الرحمتہ نے اپنی شرح میں اس حدیث۔

لَعَنَ اللّٰہُ الیَھُودَ والنَّصارٰی اتَّخَذُوا قُبُورَ اَنبِیَائِھِم مَسَاجِداً۔ کی تشریح میں فرمایا ہے کہ یہ لعنت کا حکم اس صورت میں ہے کہ کوئی شخص قبر کے پاس صاحبِ قبر کی تعظیم کے طور پر نماز پڑھے کہ یہ فعل حرام ہے بالاتفاق مگر کسی پیغمبر یا کسی صالح (ولی اللہ) کے (مزار) کے قریب مسجد بنانا اور صاحبِ مزار کی تعظیم کے ارادہ کے بغیر اور قبر کی جانب منہ کئے بغیر قبر کے قریب نماز پڑھنا اس نیت سے کہ صاحبِ قبر سے مدد حاصل ہو تا کہ اس کی روحِ پاک کی ہمسائیگی اور قبر کی برکت کی وجہ سے عبادت کا ثواب کامل ہو جائے کوئی حرج نہیں ہے "

(اشعتہ اللمعات شرح مشکوٰۃ ص۶۲۳ جلد اوّل)

مولای صل وسلّم دائماً ابداء
علی حبیبک خیر الخلق کلّھم

واضح رہے کہ توسّل واستعانت واستمداد وندا واستغاثہ کے موضوع پر مزید سینکڑوں احادیث لکھی جاسکتی ہیں مگر فقیر بخوف طوالت جو کچھ لکھ چکا اسی پر اکتفاء کرتا ہے کہ

ہو شرم تو کافی ہے اک حرف صداقت بھی
بے شرم کو کافی نہیں دفتر نہ صحیفے۔

اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ
کا
صحیح مطلب

تفسیر نجدی ص۴ سورہ فاتحہ

آیت مبارکہ : ایاّک نعبد وایاّک نستعین ٥

ترجمہ نجدی : ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

تفسیر نجدی : نہ عبادت اللہ کے سوا کسی اور کی جائز ہے اور نہ استعانت ہی کسی اور سے جائز ہے۔ ان الفاظ سے شرک کا سدباب کر دیا گیا ہے لیکن جن کے دلوں میں شرک کا روگ راہ پا گیا ہے وہ مافوق الاسباب اور ماتحت الاسباب استعانت میں فرق کو نظر انداز کر کے عوام کو مغالطے میں ڈال دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو ہم بیمار ہو جاتے ہیں تو ڈاکٹر سے مدد حاصل کرتے ہیں، بیوی سے مدد چاہتے ہیں، ڈرائیور اور دیگر انسانوں سے مدد کے طالب ہوتے ہیں۔ اس طرح وہ یہ باور کراتے ہیں کہ اللہ کے سوا اوروں سے مدد مانگنا بھی جائز ہے حالانکہ اسباب کے ماتحت ایک دوسرے سے مدد چاہنا اور مدد کرنا یہ شرک نہیں ہے۔ یہ تو اللہ کا بنایا ہوا نظام ہے۔ جس میں سارے کام ظاہری اسباب کے مطابق ہی ہوتے ہیں حتیٰ کہ انبیاء بھی انسانوں کی مدد حاصل کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا من انصاری الی اللہ (الصف) اللہ کے دین کے لئے کون میرا مددگار ہے؟

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو فرمایا: وتعاونوا علی البر والتقویٰ (المائدہ) نیکی اور تقویٰ کے کاموں پر ایک دوسرے کی مدد کرو ظاہر بات ہے کہ یہ تعاون ممنوع ہے نہ شرک بلکہ مطلوب ومحمود ہے۔ اس کا اصطلاحی شرک سے کیا تعلق ؟ شرک تو یہ ہے کہ ایسے شخص سے مدد طلب کی جائے جو ظاہری اسباب کے لحاظ سے مدد نہ کرسکتا ہو، جیسے کسی فوت شدہ شخص کو مدد کے لئے پکارنا۔ اس کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھنا اس کو نافع وضار باور کرنا اور دور ونزدیک سے ہر ایک کی فریاد سننے کی صلاحیت سے بہرہ ور تسلیم کرنا۔ اس کا نام ہے مافوق الاسباب طریقے سے مدد طلب کرنا اور اسے خدائی صفات سے متصف ماننا اسی کا نام شرک ہے جو بدقسمتی سے محبّت اولیاء کے نام پر مسلمان ملکوں میں عام ہے۔

رَدِّ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

واضح رہے کہ غیر مسلم مشرکین وکفار بتوں کو معبود جانتے ہیں۔ ان کی عبادت کرتے ہیں اور انہیں اُلوہیت میں شریک جانتے ہیں۔ ان میں خدائی صفات کو مستقلاً۔ ذاتی مانتے ہیں اور حقیقی فاعل ومتصرف قرار دیتے ہوئے

ان سے توسّل واستمداد کرتے ہیں۔ یہ حقیقتہً شرک اور کفر ہے۔ قرآن وحدیث میں بتوں کو مِنۡ دُونِ اللّٰہ قرار دے کر ان کی تردید کی گئی ہے۔ بتوں سے توسّل واستمداد کرنے اور ان کی عبادت کرنے والے مشرکین وکفّار کی مذمت کی گئی ہے۔ اور واضح کیا گیا ہے کہ بتوں وغیرہ معبودان باطل کو اُلوہیت میں شریک کرنا ان کی عبادت کرنا۔ ان کو حقیقی فاعل ومتصرّف قرار دینا اور ان میں خدائی صفات کو مستقل۔ ذاتی ماننا جاننا غلط ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے کسی قسم کی کوئی صفت عطا نہیں کی۔ ان کو مخلوق کے لئے وسیلہ ومددگار نہیں بنایا ہے ان کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں۔ لہٰذا ان معبودان باطل بتوں سے توسّل واستمداد اور ان کی عبادت کرنا اللہ تعالیٰ سے بغاوت ہے۔ شرک ہے۔ ناقابل معافی جُرم ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انّ اللّٰہ لایغفران یشرک بہٖ ویغفر من دون ذالک لمن یشاء۔ (پ ۵ ع ۴) بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اُس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر کے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔ ومن یشرک باللّٰہ فقد افترٰی اثما عظیما۔ (پ ۵ ع ۴) اور جس نے خدا کا شریک ٹھہرایا اس نے بڑا گناہ کا طوفان باندھا ''

اس کے برعکس

مسلمان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معبودِ برحق نہیں جانتے غیر اللہ کی عبادت نہیں کرتے

مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خالق و مالکِ کائنات ہے۔ اپنی ذات وصفات میں وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔ واجب الوجود ازلی۔ ابدی۔ مستقل۔ غیر متغیّر قائم بالذات ہے وہی متصرّف حقیقی۔ فعّالٌ لِما یُرِیدُ وعلیٰ کلّ شَیئٍ قدیرٌ ہے۔ اگر کوئی شخص غیر اللہ کے لئے کوئی بھی صفت ذاتی۔ قدیم۔ مستقل۔ غیر متغیّر ثابت کرے۔ جانے۔ مانے اور اسے بغیر عطائے الٰہی کسی صفت سے متصف تسلیم کرے تو وہ یقیناً مشرک ہے۔ اگر غیر اللہ کے لئے بعطائے الٰہی جانے مانے اور قرآن وحدیث سے ثابت ہو ہرگز مشرک نہیں بلکہ صاحب ایمان ہے مؤحد ہے۔ اللہ عزّوجل نے اپنی مشیّت و حکمت کے تحت تمام دنیا کو عالَم اسباب بنایا ہے۔ کائنات میں ہر چھوٹا بڑا کام اسباب و ذرائع اور وسائل کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب محمّد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم کے وسیلہ سے حضور کے نور سے تمام کائنات کو پیدا فرمایا۔ حضور انور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو اپنا خلیفہ اعظم بنایا خالق و مخلوق کے درمیان رابطہ اور وسیلہ اور ہدایت کا ذریعہ بنایا۔

حضور اکرم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اللہ تعالیٰ کے احکامات و عطیات مخلوق کو پہنچاتے اور تقسیم فرماتے ہیں۔ اور مخلوق کی عرضداشتیں اور حاجات و مشکلات کی دعائیں اور فریادیں اللہ عزّوجل کی بارگاہ میں پیش فرماتے ہیں اور اللہ عزّوجل ان کے وسیلہ سے مخلوق کی دعائیں قبول فرماتا حاجات پوری فرماتا مشکلات حل فرماتا ہے

حضور سرکار دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم کی نیابت میں اولیاء کرام کو بھی اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لئے وسیلہ۔ و مددگار بنایا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ

انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام اور اولیائے کرام خاص مدد کرنے والے ہیں

اللہ جلّ جلالہٗ و عمّ نوالہٗ فرماتا ہے۔ انّما ولیّکم اللّٰہ ورسولہٗ والذین آمنوا الذین یقیمون الصّلوٰۃ ویؤتون الزّکوٰۃ وھم راکعون ٥ ومن یتولّ اللّٰہ ورسولہٗ والذین آمنوا فانّ حزب اللّٰہ ھم الغالبون۔ (پ ٦ ع ١٢)

اے مسلمانوں: تمہارے مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم رکھتے اور زکوٰۃ دیتے اور وہ رکوع کرنے والے ہیں (اللہ کے حضور جھکے ہوتے ہیں) اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو

اپنا مددگار (دوست) بنائے تو بے شک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے "

امام اہلسنّت احمد رضا خان قدّس سرہٗ فرماتے ہیں۔ اس آیۂ مبارکہ میں اللہ و رسول اور نیک بندوں میں مدد کو منحصر فرمادیا کہ بس یہی مددگار ہیں تو ضرور یہ مدد خاص ہے جس پر نیک بندوں کے سوا اور لوگ قادر نہیں ورنہ عام مددگاری کا علاقہ تو ہر مسلمان کو ہر مسلمان کے ساتھ ہے کہ فرمایا ہے۔ والمؤمنین والمؤمنات بعضھم اولیاء۔ بعض مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں " (الامن والعلی ص۴۷) پس انبیاء و اولیاء کو اپنا شفیع جاننا ان کو اپنا وسیلہ ماننا۔ ان سے مدد مانگنا عین ایمان ہے اس لئے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے وسیلہ بنا کر بھیجا ہے۔ یہ انتخابِ الٰہی سے منتخب ہیں تفسیر نجدیہ میں اس حقیقت کا انکار کیا گیا ہے جو کفر صریح ہے۔

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کا صحیح مطلب

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔

ترجمہ: ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔ یعنی عبادت ہم صرف تیری ہی کرتے ہیں کہ تیرے سوا کوئی خالق نہیں تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اور اے اللہ تو ہی مُستعانِ حقیقی ہے۔ جسطرح ہم تجھے مُستعانِ حقیقی جانتے ہیں اس طرح کسی اور کو نہیں مانتے اس سے ثابت ہوا کہ غیر اللہ کی عبادت کرنے والا مشرک کافر ہے۔ اور غیر اللہ کو معبود جان کر

مُستعانِ حقیقی مان کراس سے استعانت واستمداد کرنے والا بھی مشرک کافر ہے۔

ایّاک نستعین سے یہ اقرار مقصود ہے کہ اے اللہ تیرے بغیر ہم کسی کو مددگار حقیقی نہیں جانتے اور نہ ہم ایسی ہستیوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جنہیں کفار و مشرکین مددگار حقیقی جان کران کی عبادت کرتے ہیں یعنی بُت وغیرہ معبودانِ باطل جن سے مدد چاہنے کو تُو نے اور تیرے محبوب محمّد رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے منع فرمایا ہے ہم ان سے استمداد واستعانت اور توسّل نہیں کرتے ہم خاص تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں یعنی حقیقتہً تو ہی مددگار ہے۔ سرکار دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اور اولیاء اللہ تیری مدد کے حصول کا ذریعہ اور وسیلہ ہیں اور ہم ان کے ذریعہ اور وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ یہ عقیدہ قرآن مجید اور حدیث کے عین مطابق ہے۔ تیرا ارشاد ہے۔

ولو انّھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللّٰہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللّٰہ توّابا رّحیما۔ (پ ۵ سورہ النساء ع ۹)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔ اے اللہ تیرے فرمان سے واضح ہوا کہ تیرے محبوب رسول اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا وسیلہ پکڑنا ہماری دعاؤں کا تیری بارگاہ میں مقبولیت اور ہماری حاجت روائی کا ذریعہ ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بندوں کے حق میں تیرا توّاب اور رحیم ہونا تیرے

محبوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی شفاعت پر موقوف ہے۔

نیز یہ کہ تیرے اس فرمان میں۔ ظلم، ظالم اور زمان میں کسی قسم کی کوئی قید نہیں ہے۔ کوئی جُرم ہو۔ کسی بھی قسم کا مجرم ہو اور خواہ کسی زمانہ میں ہو مجرم اپنے گناہوں پر نادم ہو کر تیرے حبیب مکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہو ان کے وسیلہ سے تیری بارگاہ قدس میں اپنی معافی کے لئے درخواست پیش کرے اور تیرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسّلام اس کی معذرت کو قبول فرما کر قابل معافی جان کر تیرے حضور میں اسکی شفاعت فرمادے تو بیڑا پار ہے۔ تُو اسے معاف فرمادیتا ہے۔ اور تیرے فرمان۔" جاؤک " میں یہ قید بھی نہیں کہ مدینہ منوّرہ میں ہی حاضر آستانہ ہو بلکہ کہیں بھی ہو تیرے محبوب کی طرف متوجہ ہونا اور ان سے توسل کرنا بھی حاضری میں داخل ہے۔ اور تیرے محبوب محمّد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے نابینا صحابی کو فرمایا کہ یوں دعا مانگ۔ اللّٰھم انی اسئلک واتوجہُ الیک بنبیّک محمّد نبی الرّحمتہ یا محمد انّی توجّھتُ بِکَ الیٰ رَبّی لیقضی لی فی حاجتی ھٰذہٖ اللّٰھم فشفعہ فی ھٰذا۔

یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی محمّد کے وسیلہ سے جو نبیّ رحمت ہیں۔ یا محمّد (یارسول اللہ) میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اس لئے متوجہ ہوتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے صدقے میں میری یہ حاجت پوری کر دے۔ یا اللہ تُو ان کی شفاعت میرے

حق میں قبول فرما : یا اللہ ہم مسلمان تیرے اور تیرے رسول (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) کے ارشادات کی تعمیل میں۔ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ وسلّم کا وسیلہ اختیار کرتے ہیں اور یا رسول اللہ پکار کر اپنی حاجات و مشکلات عرض کر کے شفاعت فرمانے کی درخواست کرتے ہیں تو نجدی وہابی ہیں مشرک کافر ٹھہراتے ہیں۔ اور قرآن و حدیث کے واضح احکام و ارشادات میں تحریف و تاویلات فاسدہ و باطلہ کرتے ہوئے انبیاء علیہم السّلام اور اولیاء اللہ سے توسّل و نداء و استمداد کو شرک و کفر قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں ان تمام آیاتِ مبارکہ کو جو بتوں اور کفار کے دیگر معبودان باطل کے رد میں اور ان کی عبادت کرنے والے مشرکین و کفّار کی مذمت میں نازل ہوئیں ان سب آیات کریمہ کو انبیاء و اولیاء اور مسلمانوں پر چسپاں کیا گیا ہے۔ جبکہ مسلمان کسی نبی اور ولی کو ہرگز معبود نہیں جانتے اور نہ ان کو حقیقی مستعان و مددگار سمجھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت علّامہ علی بن عبد الکافی سُبکی علیہ الرحمتہ جن کے امام ہونے پر سب کا اتفاق ہے حتّیٰ کہ غیر مقلدین وہابیہ کے بڑے پیشوا میاں نذیر حسین دہلوی نے بھی اپنے مصدقہ فتویٰ میں بالاتفاق امام مجتہد تسلیم کیا ہے۔ "شفاء السقام میں فرماتے ہیں"

لیس المراد نسبتہ النبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم الی الخلق والاستقلال بالافعال ھذا لایقصدہٗ مسلم فصرف الکلام الیہ ومنعہٗ من باب التلبیس فی الدین والتشولیش علی عوام الموحّدین۔

ترجمہ : یعنی حضرت رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے مدد مانگنے کا

یہ مطلب نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خالق و فاعل مستقل ہیں یہ کوئی مسلمان ارادہ نہیں کرتا تو اس معنے پر کلام کو ڈھالنا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مدد مانگنے کو منع کرنا دین میں مغالطہ دینا اور عوام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے۔

(الامن والعلیٰ ص۱۶)

تفسیر فتح العزیز میں شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کی تفسیر یوں بیان فرماتے ہیں

"باید فهمید که استعانت از غیر بوجهے که اعتماد برآں غیر باشد و اور امظهر عونِ الٰہی نہ داند حرام است ر اگر التفات بہ جانب حق ست و اور ایکے از مظاہر عون دانستہ و نظر بہ کارخانہ اسباب و حکمت اُو تعالیٰ دراں نمودہ بغیر استعانت ظاہری نماید دور از عرفان نہ خواہد بود و در شرع نیز جائز و رواست و انبیاء و اولیاء ایں نوع استعانت بہ غیر کردہ اند و در حقیقت ایں نوع استعانت بحضرت حق ست لاغیر"

سمجھنا چاہیئے کہ غیر سے مدد چاہنا اس وجہ سے کہ اس پر ہی کُلّی اعتماد ہو۔ اور اسے مدد الٰہی کا مظہر نہ سمجھے حرام ہے اور اگر التفات حق تعالیٰ کی جانب ہے اور اس کو مدد الٰہی کے مظاہر میں سے ایک مظہر سمجھتا ہے کارخانہ اسباب میں اللہ تعالیٰ کی حکمت کو مدّنظر رکھتے ہوئے غیر سے ظاہری مدد طلب کرے

تو یہ عرفان سے دور نہیں اور شریعت میں بھی جائز اور روا ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ نے بھی غیر اللہ سے اس طرح کی مدد طلب کی ہے اور درحقیقت اس طرح غیر سے مدد طلب کرنا حق تعالیٰ سے ہی مدد طلب کرنا ہے۔ کسی غیر سے نہیں"۔

تفسیر فتح العزیز پارہ ۱ سورہ البقرہ ص ۶ پر مزید وضاحت فرماتے ہوئے حضرت استاذ المحدثین پاک و ہند شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

استمداد و استعانت کے معاملہ میں مشرکین کفار اور مسلمانوں میں فرق

بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "افعال عادی الٰہی را مثل بخشیدن فرزند و توسیع رزق و شفائے مریض و امثال ذالک را مشرکاں نسبت بہ ارواح خبیثہ و اصنام مے نمایند و کافر مے شوند و موحداں از تاثیر الٰہی یا خواص مخلوقاتِ او میدانند از ادویہ و عقاقیر یا دعائے صلحاء بندگانِ او کہ ہمہ از جناب اُو درخواستہ انجاح مطالب مے کنانند مے فہمند و در ایمانِ ایشان خلل نمے افتد"۔

اللہ تعالیٰ کے افعال عادی کو مثلاً اولاد بخشنا اور رزق کی فراخی اور مریض کو شفا دینا اور اسی طرح کے دوسرے کاموں کو مشرک لوگ ارواح خبیثہ اور بُتوں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور کافر ہو جاتے ہیں اور توحید پرست

(مسلمان) دواؤں اور جڑی بُوٹیوں سے یا اللہ تعالیٰ کے صالح بندوں (اولیاء اللہ) کی دعا سے کہ یہ (اولیاء اللہ) سب کچھ بارگاہِ الٰہی سے ہی مانگ کر مطلب حل کرا دیتے ہیں سمجھتے ہیں اور ان کے ایمان میں خلل نہیں پڑتا "۔

مفسّرین اور محدّثین اور علماء دین سب یہی عقیدہ بیان فرماتے ہیں یعنی تمام اُمّت کا اس پر اجماع ہے کہ حضور سرکار دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم اور اولیائے عظام قدّسنا اللہ باسرارہم اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ کی قدرتوں کے مَظہر و مُظہِر ہیں۔ صفات وافعال اور اُمورِ الٰہیہ کے صدور وظہور اور نفاذ کا سبب، ذریعہ اور وسیلہ ہیں یعنی صحیح العقیدہ سب مسلمان۔ اسباب کو وسائل جانتے ہیں اور ان وسائل کے حجابات میں قادر مطلق کے دست قدرت کو دیکھتے ہیں۔ اختیار بالذات اللہ تعالیٰ کو سمجھتے ہیں اور افعال وصفات اور تاثیرات کو اسباب ووسائل کی طرف مجازاً منسوب کرتے ہیں نہ کہ حقیقتاً۔ پس مخلوق میں سے انبیاء علیہم السّلام اور اولیاء اللہ کے لئے صفات وکمالات کو بہ عطائے الٰہی جاننا ہی شرک کے حکم سے خارج ہے۔

اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت کسی غیر سے حاصل شدہ نہیں اللہ تعالیٰ کی صفات بالذات ہیں نہ کہ بالعطاء۔ اس کی ہر صفت ہر کمال ذاتی ہے غیر مکتسب ہے۔ مسلمانان اہل سنت وجماعت بحمدِ اللہ ذاتی اور عطائی کا فرق سمجھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ بالذّات مددگار۔ رسُول اللہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اور اولیاء اللہ تعالیٰ کے قدرت دینے سے مددگار ہیں

مدد دفعِ بلاء ہی کے لئے ہوتی ہے تو جب رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اور اولیاء بنصّ ِقرآن۔ انما ولیکم اللّٰہ ورسولہ والذین آمنوا۔ الآیۃ۔ (اس آیت مبارکہ کا ترجمہ لکھا جاچکا ہے) مسلمانوں کے مددگار ہیں تو قطعاً دافع البلاء۔ مشکل کشاء۔ حاجت روا بھی ہیں اور فرق وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بالذات دافع البلاء مشکلکشاء حاجت روا ہے اور انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام اور اولیاء اللہ بعطائے خدا۔

قرآن مجید اور حدیث شریف میں محبوبِ خدا محمّد رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلّم اور دیگر انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام اور اولیاء سے توسّل واستمداد واستعانت۔ نداء واستغاثہ نیز مزارات انبیاء واولیاء سے بھی حصول فیض وبرکت اور حاجت روائی کے لئے ان سے استعانت و توسّل کی واضح تعلیم دی گئی۔

لیکن تفسیر نجدی سعودیہ وہابیہ میں۔ آیاتِ قرآن وروایات حدیث میں بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ تحریف کرتے ہوئے ان تمام اُمور کو شرک وکفر صریح قرار دیا جارہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ نجدیہ وہابیہ کے عقیدۂ باطل

کی رُو سے تعلیماتِ قرآن وحدیث شرک وکفر میں داخل۔ اللہ اور رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم شرک وکفر صریح کی تعلیم دیتے ہیں اور یہ نجدی وہابی اللہ تعالیٰ اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی غلط تعلیمات کی اصلاح کر رہے ہیں۔ چنانچہ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں۔ آیئہ مبارکہ۔

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ

میں بڑی بے حیائی کیساتھ تحریف معنوی کی گئی ہے

۱۔ نام نہاد مفسر نجدی۔ نے لکھا ہے۔"نہ عبادت اللہ کے سوا کسی اور کی جائز ہے اور نہ استعانت ہی کسی اور سے جائز ہے۔ ان الفاظ سے شرک کا سدباب کر دیا گیا ہے لیکن جن کے دلوں میں شرک کا روگ راہ پا گیا ہے وہ مافوق الاسباب اور ماتحت الاسباب استعانت میں فرق کو نظر انداز کر کے عوام کو مغالطے میں ڈال دیتے ہیں۔ الخ

۲۔ اسباب کے ماتحت ایک دوسرے سے مدد چاہنا اور مدد کرنا یہ شرک نہیں ہے۔

۳۔ شرک تو یہ ہے کہ ایسے شخص سے مدد طلب کی جائے جو ظاہری اسباب کے لحاظ سے مدد نہ کر سکتا ہو جیسے کسی فوت شدہ شخص کو مدد کے لئے پکارنا اس کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھنا اس کو نافع وضار باور کرنا اور دور ونزدیک

سے ہر ایک کی فریاد سننے کی صلاحیت سے بہرہ ور تسلیم کرنا اس کا نام ہے۔ مافوق الاسباب طریقے سے مدد طلب کرنا اور اسے خدائی صفات سے متصف ماننا اسی کا نام شرک ہے۔ جو بدقسمتی سے محبّت اولیاء کے نام پر مسلمان ملکوں میں عام ہے "

اس کا جواب۔ یہ ہے کہ غیر اللہ کی عبادت کسی صورت جائز نہیں شرک وکفر ہے اور غیر اللہ سے استعانت واستمداد۔ اگر اس کو مستعانِ حقیقی اور معبود جان کر کی جائے تو بھی شرک وکفر ہے۔ لیکن اگر کوئی کسی اور کو معبود نہ مان کر مستعان بعطائے الٰہی جان کر اس سے استعانت واستمداد کرے تو یہ ہر گز ناجائز نہیں بلکہ اس طرح کی استعانت واستمداد قرآن وحدیث سے بالوضاحت ثابت ہے۔ آسمان ہدایت ستارے صحابہ کرام علیہم الرضوان سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے حضور کی ظاہری حیات دنیوی میں بھی اور حضور کے وصال شریف کے بعد بھی حضور سے استعانت واستمداد کرتے رہے ہیں۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ان کو اس سے منع نہ فرمایا بلکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اس عمل کو پسند بھی فرماتے رہے اس پر اپنی خوشنودی کا اظہار بھی فرماتے رہے۔ انہیں انعامات سے نوازتے بھی رہے ان کی مطلوبہ حاجات پوری فرماتے رہے اور ان کی پیش کردہ مشکلات حل بھی فرماتے رہے ہیں۔ اس سے صاف واضح ہے کہ انبیاء واولیاء اللہ سے استعانت واستمداد۔ سنّت اللہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسکا حکم فرمایا ہے۔ سنّت رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

ہے کہ حضور نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اس سے منع نہ فرمایا بلکہ اس کی حکماً تعلیم دی ہے۔ سنّتِ صحابہ ہے سنّتِ تابعین و تبع تابعین اور سنّتِ جملہ صالحین ہے یہی صراط مستقیم ۔ ما انا علیہ و اصحابی ہے۔ راہِ ایمان ہے اور یہی راہ جنّت میں پہنچانے والی ہے۔

لیکن قرن الشیطان ابن عبدالوہاب نجدی کے طریقِ باطل۔ پر چلنے والے نجدی سعودی وہابی جن کے دماغوں میں خنّاس گھسا ہوا ہے اور دلوں میں بغاوتِ خدا و عداوتِ رسول کا سنڈاس بھرا ہے وہ احکام خدا و رسول خدا کی نافرمانی کو اپنا نصب العین بنائے ہوئے ہیں۔ یہی وہ ایمان سوز مرض وہابیت ہے جو بدقسمتی سے توحید کی آڑ میں نجدی سعودیہ وہابیہ میں عام ہے۔ یہی ضال و مُضل جو خود گمراہ ہیں اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے ہیں تفسیر قرآن کے نام سے تحریف قرآن کرتے ہوئے انبیاء و اولیاء سے استعانت و استمداد و نداء و استغاثہ کو شرک قرار دے کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ چنانچہ تفسیر قرآن کے نام پر مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے

استعانت ماتحت الاسباب اور مافوق الاسباب کا نیا مسئلہ گھڑ کر ارشادات قرآن و حدیث کو جُھٹلا رہے ہیں

واضح رہے کہ قرآن و حدیث میں کہیں بھی استعانت ماتحت الاسباب

اور مافوق الاسباب میں کوئی فرق مذکور نہیں لیکن تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں استعانت ماتحت الاسباب اور مافوق الاسباب میں فرق ظاہر کر کے استعانت ماتحت الاسباب کو جائز اور مافوق الاسباب کو ناجائز اور شرک قرار دیا گیا ہے جو قطعاً غلط ہے۔ امام الوہابیہ ابن عبدالوہاب نجدی کا ایجاد کردہ یہ نظریہ باطل ومردود ہے۔ جو اس نے تحریف قرآن وحدیث کے ذریعہ محض اس لئے ایجاد کیا کہ تمام مسلمانوں کو مشرک وکافر قرار دے کر ان کے خلاف جہاد کے نام سے ان کے قتل عام اور اموال واسباب لوٹنے کا فتویٰ صادر کرے۔ چنانچہ اس بہانے سے اس شقیٔ ازلی نے یہ سب کچھ محض جاہ واقتدار حاصل کرنے کی خاطر سیاسی ضرورت کے تحت عملاً کر دکھایا۔ اور نجد کے ایک چھوٹے سے علاقہ درعیہ کے امیر محمّد بن سعود کے جنگجو لٹیرے ساتھیوں کی مدد سے ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ لوٹ مار کر کے بستیوں اور آبادیوں کو تاخت وتاراج کر دیا۔ اور بالآخر اسلام دشمن یورپین عیسائیوں کی مالی وجنگی امداد کے بل بوتہ پر سلطنت سعودیہ عربیہ قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کا مختصر حال چونکہ اس کتاب کے دیباچہ "راہِ ایمان" میں کیا جا چکا ہے اور دنیا بھر کی کتب تاریخ مفصل احوال سے بھری پڑی ہیں۔ لہٰذا یہاں ان کی جارحانہ۔ ظالمانہ۔ سفاکانہ شرمناک کاروائیوں کا مزید ذکر کرنا نامناسب ہے اس لئے اصل مسئلہ کی جانب رجوع کیا جاتا ہے۔

بفضلہٖ تعالیٰ وبفضل رسولہ الاعلیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلّم

مسئلہ توسّل واستمداد واستعانت کی وضاحت گذشتہ صفحات میں بھی کی جاچکی ہے اور آئندہ صفحات میں بھی کی جارہی ہے۔ تاکہ کم علم بھولے بھالے مسلمان نجدیہ سعودیہ وہابیہ کی تفسیر پڑھ کران کی غلط بیانیوں اور تحریفات کو قرآن و حدیث کی اصل تعلیم سمجھ کر کہیں گمراہ نہ ہو جائیں۔

مسلمانوں پر یہ حقیقت کُھل کر واضح ہو جائے کہ نجدیہ سعودیہ وہابیہ جو بات بات پر کتاب وسُنّت کی رٹ لگاتے رہتے ہیں ان کا کتاب وسُنّت سے کچھ واسطہ نہیں ہے یہ لوگ قرآن پڑھتے ہیں۔ قرآن کے حافظ و قاری بھی ہیں لیکن عملاً قرآن مجید کی تعلیم کو جھٹلاتے ہیں قرآن کی تعلیم کے مخالف ہیں یہ وہی بدبخت ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کے محبوب دانائے غیوب محمّد رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ ”یقرؤن القرآن لایجاوزحناجرھم“۔ یہ لوگ قرآن پڑھینگے قرآن ان کے گلے سے نیچے نہیں اُترے گا۔ یعنی ان کے دل قرآن کی تعلیم قرآن کے فیض اور قرآن کے نُور سے خالی رہیں گے۔ بہت عمدہ طریقہ سے نمازیں پڑھینگے بڑے اچھے اہتمام سے روزے رکھیں گے لیکن ان کا حال یہ ہوگا یخرجون من الاسلام کما یمرق السھم من الرمیۃ۔ دین اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے۔ ان کے بارے میں اور بھی ایسی روایاتِ حدیث صحاح ستہ میں مذکور و منقول ہیں کچھ اس کتاب کے دیباچہ راہِ ایمان حصہ اوّل میں بھی درج کی جاچکی ہیں۔ احادیث میں

دیگر علامات کے ساتھ یہ علامت بھی بتادی گئی ہے کہ یقتلون اھل الاسلام ویدعون اھل الاوثان۔ یہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بُت پرستوں سے تعرض نہیں کریں گے یہ جملہ علامات خوارج الاصل نجدی سودی وہابیوں میں بتمام وکمال موجود ہیں۔ احادیث میں ان کی دیگر علامات بھی منقول ہیں لیکن۔

نجدی وہابیوں کی بنیادی علامت تحریف قرآن ہے

یہی وہ گروہ ہے جس کے متعلق رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے فرمایا۔: یتلون کتاب اللّٰہ رطبا لاتجاوز حناجرھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیة۔ (صحیح بخاری جلد دوم ص ۲۶۴، ص ۶۲۳) اور صحیح مسلم جلد اول ص ۳۴۱ میں ہے۔ یتلون کتاب اللّٰہ لینا رطباً۔ الحدیث۔ اس کے تحت حضرت امام نودی شارح مسلم فرماتے ہیں۔ ومعناہ سھلاً لکثرة حفظتھم وقیل لیاای ایلوون السنتھم آای یُحَرِّفُونَ معانیه وتاویله۔

یعنی رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن کو آسانی سے پڑھ لیں گے اور کثرت سے حافظ قرآن ہوں گے نیز یہ معنی بھی بیان کئے گئے ہیں کہ یہ لوگ قرآن مجید

کے معنوں اور تاویل میں تحریف کریں گے یعنی آیاتِ قرآن کے معنوں میں گڑبڑ کریں گے اور غلط مطلب نکالیں گے اس کی تشریح و تصدیق اس روایت سے ہوجاتی ہے۔ کان ابن عمر براهم شرار خلق اللّٰه وقال انهم انطلقوا الٰی آیات نزلت فی الکفار فجعلوها علی المومنین" (صحیح بخاری ص ۱۰۲۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خارجیوں کو اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سے زیادہ بُرا جانتے تھے اور فرماتے تھے یہ لوگ اُن آیاتِ قرآن کو جو کفار کے بارے میں نازل ہوئیں مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔

چونکہ نجدی سعودی وہابی خوارج الاصل ہیں اور تحریف قرآن کے بغیر قرن الشیطان ابن عبدالوہاب نجدی کی مخالفِ اسلام شیطانی تعلیمات کی تائید براہ راست قرآن مجید سے نہیں کر سکتے اس لئے یہ لوگ قرآن مجید کے معنوں اور تاویل میں تحریف کرتے ہیں معنوں میں گڑبڑ کرتے ہیں۔ غلط مطلب نکالتے ہیں۔ اور بُتوں وغیرہ کی تردید اور بُت پرست مشرکین کی مذمت میں نازل شدہ آیاتِ مبارکہ سے محبوبانِ خدا انبیاء و اولیاء کی تردید کرتے ہیں اور بُت پرست مشرکین کے بجائے مسلمانوں کی مذمت کرتے ہیں۔ چنانچہ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں ایاک نستعین کے تحت تحریف کی گئی ہے۔ جسکی مکمل تردید کی جا چکی ہے۔ اور آئندہ صفحات میں بھی ایسے واقعات کی روایات حدیث درج کی جا رہی ہیں جن میں صحابہ کرام کا براہ راست استعانت مافوق الاسباب کرنا ثابت ہوتا ہے۔ اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا صحابہ کرام کی استعانت

مافوق الاسباب پر خوش ہونا اور آپکی حاجات پوری کرنا ثابت ہوتا ہے۔ تاہم اس سے پہلے تفسیر نجدیہ وہابیہ کے مزید چند اقتباس نقل کئے جاتے ہیں تاکہ ثابت ہو جائے کہ یہ بدبخت لوگ آیات میں تحریف کرنے کے اتنے بڑے ماہر ہیں کہ کم علم مسلمان ان کی فریب کاریوں کو سمجھ نہیں سکتے۔

پ ۲۴ تفسیر نجدیہ وہابیہ ص ۱۳۳۵ سورہ المومن

آیت مبارکہ : ھو الحی الذی لا الٰہ الا ھو فادعوہ مخلصین لہ الدین الحمد للّٰہ رب العالمین ٥ قل انی نھیت ان اعبد الذین تدعون من دون اللّٰہ لما جاء نی البینٰت من ربی وامرت ان اسلم لرب العالمین۔

ترجمہ نجدی : وہ زندہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم خالص اسی کی عبادت کرتے ہوئے اسے پکارو۔

تفسیر نجدی : یعنی جب سب کچھ کرنے والا اور دینے والا وہی ہے۔ دوسرا کوئی بنانے میں شریک ہے نہ اختیارات میں تو پھر عبادت کا مستحق بھی صرف ایک اللہ ہی ہے دوسرا کوئی اس میں شریک نہیں ہو سکتا استمداد و استغاثہ بھی اسی سے کرو کہ وہی سب کی فریادیں اور التجائیں سننے پر قادر ہے دوسرا کوئی بھی فوق الاسباب طریقے سے کسی کی بات سننے پر قادر ہی نہیں ہے جب یہ بات ہے تو دوسرے مشکل کشائی اور حاجت روائی کس طرح کر سکتے ہیں؟

چاہے وہ پتھر کی مورتیاں ہوں، انبیاء علیہم السّلام اور صلحا ہوں اور قبروں میں
مدفون اشخاص ہوں مدد کے لئے کسی کو مت پکارو، ان کے ناموں کی نذر نیاز
مت دو، ان کے ورد نہ کرو، ان سے خوف مت کھاؤ اور ان سے اُمیدیں
وابستہ نہ کرو کیونکہ یہ سب عبادت کی قسمیں ہیں جو صرف ایک اللہ کا حق ہے"

تفسیر نجدیہ وہابیہ ص۱۳۳۳ پر ہے

آیت مبارکہ: وقال ربّکم ادعونی استجب لکم ط انّ
الذین یستکبرون عن عبادتی سید خلون جہنّم داخرین۔

ترجمہ نجدی: اور تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا) ہے کہ مجھ سے
دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت
سے خودسری کرتے ہیں وہ ابھی ابھی ذلیل ہو کر جہنّم میں پہنچ جائیں گے۔

تفسیر نجدی: اس آیت میں دعا سے اکثر مفسّرین نے عبادت مراد لی ہے،
یعنی صرف ایک اللہ کی عبادت کرو جیسا کہ حدیث میں بھی دعا کو عبادت
بلکہ عبادت کا مغز قرار دیا گیا ہے۔ الدعاء ھو العبادۃ اور الدعاء مُخّ
العبادۃ۔ (مسند احمد۔ مشکوٰۃ الدعوات۔ علاوہ ازیں اس کے بعد یستکبرون
عن عبادتی کے الفاظ سے بھی واضح ہے کہ مراد عبادت ہے۔ بعض کہتے
ہیں کہ دعا سے مراد دعا ہی ہے یعنی اللہ سے جلب نفع اور دفع ضرر کا سوال
کرنا کیونکہ دعا کے شرعی اور حقیقی معنیٰ طلب کرنے کے ہیں دوسرے مفہوم میں
اس کا استعمال مجازی ہے علاوہ ازیں دعا بھی اپنے حقیقی معنیٰ کے اعتبار سے

اور حدیث مذکور کی رو سے بھی عبادت ہی ہے کیونکہ

مافوق الاسباب طریقے سے کسی سے کوئی چیز مانگنا اور اس سے سوال کرنا یہ اس کی عبادت ہی ہے۔ (فتح القدیر) مطلب دونوں صورتوں میں ایک ہی ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کو طلب حاجات اور مدد کے لئے پکارنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس طرح مافوق الاسباب طریقے سے کسی کو حاجت روائی کے لئے پکارنا اس کی عبادت ہے اور عبادت اللہ کے سوا کسی کی جائز نہیں۔

تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ صـ ۱۰۹۹ پر ہے۔

آیت مبارکہ: ولاتدع مع اللّٰہ الٰھا آخر لاالٰہ الّا ھو کلّ شئی ھالک الّا وجھہٗ لہُ الحکم والیہ ترجعون ٥

ترجمہ نجدی: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارنا بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی اور معبود نہیں ہر چیز فنا ہونے والی ہے مگر اسی کا منہ (اور ذات) اسی کے لئے فرمانروائی ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

تفسیر نجدی: یعنی کسی اور کی عبادت نہ کرنا نہ دعا کے ذریعے سے نہ نذر و نیاز کے ذریعے سے نہ ہی قربانی کے ذریعے سے کہ یہ سب عبادات ہیں جو صرف ایک اللہ کے لئے خاص ہیں قرآن میں ہر جگہ غیر اللہ کی عبادت کو پکارنے سے تعبیر کیا گیا ہے جس سے مقصود اسی نکتے کی وضاحت ہے کہ

غیر اللہ کو مافوق الاسباب طریقے سے پکارنا ان سے

استمداد و استغاثہ کرنا ان سے دعائیں اور التجائیں کرنا یہ ان کی عبادت ہی ہے اس سے انسان مشرک بن جاتا ہے۔

پارہ ۲۹ ___ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ صـ ۱۶۴۱ ___ سورۃ الجن

آیتِ مبارکہ : وانّ المساجد للّٰہ فلا تدعوا مع اللّٰہ احدًا ۵

ترجمہ نجدی: اور یہ کہ مسجدیں صرف اللہ ہی کے لئے خاص ہیں پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔

تفسیر نجدی: مسجد کے معنے سجدہ گاہ سجدہ بھی ایک رکن نماز ہے۔ اس لئے نماز پڑھنے کی جگہ کو مسجد کہا جاتا ہے آیت کا مطلب واضح ہے کہ مسجدوں کا مقصد صرف ایک اللہ کی عبادت ہے اس لئے مسجدوں میں کسی اور کی عبادت کسی اور سے دعاو مناجات کسی اور سے استغاثہ واستمداد جائز نہیں یہ امور ویسے تو مطلقاً ہی ممنوع ہیں اور کہیں بھی غیر اللہ کی عبادت جائز نہیں ہے لیکن مسجدوں کا بطور خاص اس لئے ذکر کیا گیا ہے کہ ان کے قیام کا مقصد ہی اللہ کی عبادت ہے اگر یہاں بھی غیر اللہ کو پکارنا شروع کر دیا گیا تو یہ نہایت ہی قبیح اور ظالمانہ حرکت ہوگی لیکن بد قسمتی سے بعض نادان مسلمان اب مسجدوں میں بھی اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی مدد کے لئے پکارتے ہیں بلکہ مسجدوں میں ایسے کتبے آویزاں کئے ہوئے ہیں۔

جن میں اللہ کو چھوڑ کر دوسروں سے استغاثہ کیا گیا ہے۔

آہ ! فلیبک علی الاسلام من کان باکیًا۔

المختصر : اسی طرح پورے قرآن مجید کی تمام ایسی آیات مبارکہ جن میں بتوں کی تردید اور کفار ومشرکین کی مذمت وارد ہے۔ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں اُن آیاتِ مبارکہ کو انبیاء و اولیاء پر چسپاں کر کے ان سے توسّل واستمداد، استعانت کو شرک وکفر قرار دیا گیا ہے اور صاف لفظوں میں ان اُمور کو "عبادت" ٹھہرا کر یہ فتویٰ صادر کر دیا ہے کہ "عبادت کا مستحق بھی صرف ایک اللہ ہی ہے دوسرا کوئی اس میں شریک نہیں ہو سکتا استمداد و استغاثہ بھی اسی سے کرو کہ وہی سب کی فریادیں اور التجائیں سننے پر قادر ہے دوسرا کوئی بھی فوق الاسباب طریقے سے کسی کی بات سننے پر قادر ہی نہیں ہے جب یہ بات ہے تو دوسرے مشکل کشائی اور حاجت روائی کس طرح کر سکتے ہیں؟ چاہے وہ پتھر کی مورتیاں ہوں، انبیاء علیہم السلام اور صلحاء ہوں اور قبروں میں مدفون اشخاص ہوں مدد کے لئے کسی کو مت پکارو، ان کے ناموں کی نذر نیاز مت دو، ان کے ورد نہ کرو، ان سے خوف مت کھاؤ اور ان سے امیدیں وابستہ نہ کرو کیونکہ یہ سب عبادت کی قسمیں ہیں جو صرف ایک اللہ کا حق ہے۔ (تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ ص ۱۳۳۵)

الغرض : خوارج الاصل نجدیہ وہابیہ کی تفسیر قرآن کے نام پر تحریف قرآن کے مجموعہ ظلمانی میں توحیدِ شیطانی کا پرچار کیا گیا ہے۔ محبوبان خدا

انبیاء و اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ فضائل و خصوصی صفات و علوم و اختیارات جو قرآن و حدیث سے ثابت ہیں ان کا انکار کر کے انبیاء علیہم السلام کا عموماً اور سید الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور اولیائے کرام اُمت قدسنا اللہ باسرارہم کی قرن الشیطان نجدی کی تقلید میں نہایت گستاخانہ انداز میں توہین کی گئی ہے جو کفر صریح اور شیوۂ کفار ہے۔ آئندہ اوراق میں قرآن و حدیث سے وہابیہ خبثیہ کی شیطانی توحید کی مکمل تردید کی جارہی ہے۔

صحابہ کرام براہ راست حضور علیہ السلام سے مافوق الاسباب امداد کا سوال کرتے رہے ہیں

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَنّ اللہ عزوجل وعدنی ان یُدخل الجنۃ من اُمّتی اَربَعِمائۃِ الفٍ بلا حساب فقال ابوبکر زِدْنا یارسول قال وھٰکذا فحث بکَفَّتہٖ وجمعھما فقال ابوبکر زِدْنا یارسول اللّٰہ قال وھٰکذا فقال عُمَرُ دعنا یا ابا بکر فقال ابوبکر وما علیك اَنْ یُّدْخلنا اللّٰہ کلّنا الجنّۃَ فقال عُمَرُ اِنّ اللّٰہ عزّوجل اِنْ شاءَ اَنْ یُّدْخِلَ خلقہ الجَنّۃَ بکفٍّ وّاحِدٍ فعَلَ فقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم صَدَقَ عُمَرُ رواہ فی شرح السُّنّۃِ (مشکوٰۃ باب الحوض والشفاعۃ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا یارسُول اللّٰہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ اللہ عزّوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ میری اُمّت میں سے چار لاکھ کو بغیر حساب جنّت میں داخل کرے گا تو (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے عرض کی "یارسُول اللہ ہم کو اور زیادہ دیجئے فرمایا اور اس طرح پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ ملائے اُن کا لَپ (لُپ) بھرا (یعنی ان چار لاکھ کے علاوہ رب تعالیٰ کے لَپ (لُپ) اور بھی بغیر حساب جنّت میں جائیں گے کہ حق تعالیٰ ان مومنوں کو اپنے دونوں دستِ قدرت میں لے کر وہاں پہنچا دے گا۔ خدا کرے ہم بھی اس میں آجائیں۔ آمین) اس پر حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کی "یارسُول اللہ ہمیں اور زیادہ دیجئے (یعنی ہمیں اور زیادہ بخشش کی خبر دیجئے یا اور زیادہ بخشش کرائیے) حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا اور ایسے۔ تو حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا اے ابوبکر ہمیں چھوڑو بھی (یعنی اے ابوبکر یہ اجمال رہنے دو زیادہ کی تصریح نہ کراؤ تاکہ ہم خوف و امید پر رہیں اعمال کئے جائیں) اس پر حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا تمہارا کیا حرج ہے۔ کہ ہم سب کو اللہ جنّت میں داخل فرمائے (یعنی اے عمر ذرا خاموش تو رہو میں حضور انور سے ساری اُمّتِ رسول کے لئے بے حساب جنّتی ہونے کا وعدہ لیتا ہوں اے عمر تمہارا اس میں کیا بگڑتا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے سارے اُمّتی بے حساب جنّتی ہو جائیں؟) تو حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ اگر اللہ چاہے تو ایک مٹھی میں

ساری خلقت کو جنّت میں داخل کر دے وہ کر سکتا ہے تب نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ عمر نے سچ کہا ہے۔ خیال رہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عرض و معروض میں غلبۂ امید کی جھلک ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عرض و معروض میں رضا بالقضاء کا ظہور ہے اس لئے حضرت عمر کے قول کی تائید بارگاہِ نبوّت سے ہوئی نیز سب لوگ بغیر حساب بخش دیئے جائیں تو شفیوں کی شفاعت۔ محبوبوں کی محبوبیت کا ظہور کیسے ہو؟ اس لئے بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول کو ترجیح دی گئی۔

یارسول اللہ ہمارے گناہ بخش دیجئے ہم پر سکینہ اتاریئے۔ جنگ میں ہم کو ثابت قدم رکھئے ہم حضور کے فضل سے بے نیاز نہیں

غزوۂ خیبر شریف میں خیبر کو جاتے ہوئے حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے حضور میں رجز پڑھتے چلے

اَللّٰھُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اھْتَدَیْنَا ✧ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا
فَاغْفِرْ فِدَاءً لَّکَ اَلْقَیْنَا ✧ وَاَلْقِیَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا
وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَّاقَیْنَا ✧ وَنَحْنُ فَضْلِکَ مَا اسْتَغْنَیْنَا

ترجمہ: خدا گواہ ہے۔ یارسول اللہ اگر حضور نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ زکوٰۃ دیتے نہ نماز پڑھتے تو بخش دیجئے ہم حضور پر قربان جو گناہ ہمارے رہ گئے ہیں اور ہم پر حضور سکینہ اُتاریں اور جب ہم دشمنوں سے مقابل ہوں تو حضور ہمیں ثابت قدم رکھیں ہم حضور کے فضل سے بے نیاز نہیں صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن نسائی ومسند امام احمد بن حنبل (رضی اللہ عنہم) وغیرہ میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق جدیدہ ہے اور پچھلا مصرع زیادات صحیح مسلم و امام احمد سے ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہما (الامن والعلی ص۷۹) اور ص۷۹ پر ہے۔ کہ ابتداء میں اللّٰھُمَّ ہے اس سے مقصود حضرت عزت جلّ جلالہٗ کو پکارنا نہیں (کہ یہ اللہ عزّوجل سے عرض قرار پائے) بلکہ اُس کے نام سے ابتدائے کلام ہے اور حضور ہم پر سکینہ اُتاریں مقابلۂ دشمن کے وقت اور ہمیں ثابت قدم رکھیں یعنی اپنے رب جلّ وعلا سے ان مراعات کی دعا فرمائیں یہ اشعار سُن کر حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے دریافت فرمایا یہ کون اونٹوں کو رواں کرتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی "عامر بن اکوع" حضور نے فرمایا اللہ اس پر رحمت کرے اور مسند احمد (و صحیح مسلم) میں بروایت ایاس بن سلمہ (اپنے والد ماجد سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے) ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے (عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے) فرمایا تیرا رب تیری مغفرت فرمائے اور حضور (ایسی جگہ) جب کسی خاص شخص کا نام لے کر دعائے مغفرت فرماتے تھے وہ شہید ہو جاتا تھا۔ (لہٰذا) حاضرین میں سے ایک صاحب یعنی

امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیسا کہ صحیح مسلم میں تصریح ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ حضور کی دعا سے عامر کے شہادت واجب ہوگئی حضور نے ہمیں ان سے نفع کیوں نہ لینے دیا یعنی حضور انہیں ابھی زندہ رکھتے کہ ہم ان سے بہرہ مند ہوتے۔ انتہیٰ۔ یہ پچھلے لفظ بھی یاد رکھنے کے قابل ہیں کہ حضور انہیں زندہ رکھتے صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم یہ حدیث ابنِ اسحاق نے اس مسند سے روایت کی۔

حدّثنی، محمد بن ابراھیم بن الحارث عن ابی الھیثم بن نصر بن دھرٍ الاسلمیّ اَنّ اباہ حدّثہٗ انّہٗ سَمِعَ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم یقول فی میسرہٖ الیٰ خیبر لعامر بن الاکوع فذکرہٗ اسی میں ہے۔ فقال عُمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وَجَبَتْ واللّٰہ یارسول اللّٰہ لو امتعتنا بہٖ فَقُتِلَ یوم خَیْبَرَ شھیدًا" امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی خدا کی قسم شہادت واجب ہوگئی یا رسول اللہ کاش حضور ہمیں اُن کی زندگی سے بہرہ یاب رکھتے وہ روز خیبر شہید ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ (الامن والعلیٰ ص۸)

حُضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں صحابی نے عرض کی۔ میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ جنّت میں اپنی رفاقت عطا فرمائیں

صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ اور معجم کبیر طبرانی میں سیّدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ قال کنت ابیت مع رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فَاَتَیتُہٗ بوضوئہٖ وحاجتہٖ فقال لی سَلْ (ولفظ الطبرانی فقال یومًا یا ربیعۃَ سَلْنی فاُعطِیَکَ۔ رَجَعْنَا الیٰ لفظ مسلم) قال فقُلتُ اَسْئَلُکَ مُرافقتک فی الجنّۃِ فقال اَوَ غیر ذالک قُلتُ ھُوَ ذاک قال فاَعِنّی علیٰ نَفسِکَ بِکَثرَۃِ السُّجُودِ۔

وہ فرماتے ہیں "میں حضور پُرنور سیّد المرسلین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے پاس رات کو حاضر رہتا ایک شب حضور کے لئے آب وضو وغیرہ ضروریات لایا (رحمتِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا بحر رحمت جوش میں آیا) ارشاد فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں میں نے عرض کی میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنّت میں اپنی رفاقت عطا فرمائیں۔ فرمایا۔ کچھ اور۔ میں نے عرض کی میری مراد تو صرف یہی ہے۔ (یعنی۔ کہ حیف باشد از و غیر او تمنّائے۔
ے سائل ہوں ترا مانگتا ہوں تجھ سے تجھی کو: معلوم ہے اقرار کی عادت تری مجھکو
سرکار دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرتِ سجود سے"

علّامہ علی قاری محدّث علیہ الرّحمۃ الباری "مرقاۃ شرح مشکوٰۃ" میں فرماتے ہیں۔

یوخذ من اطلاقہٖ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم الامر بالسّؤال

ان اللّٰہ تعالیٰ مَکّنَہٗ مِن اعطاءِ کلّ ما اراد مِن خزائن الحق

یعنی حضور اقدس صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے حضور کو عام قدرت بخشی ہے خدا کے خزانوں سے جو چاہیں عطا فرمادیں "۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں : دو جہاں کی نعمتیں ہیں انکے خالی ہاتھ میں

شیخ محقق مولانا عبد الحق محدّث دہلوی قدّس سرہٗ "اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ص ۴۲۵ ج ۱ پر اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں " از اطلاقِ سوال کہ فرمود۔ سَل۔ بخواہ و تخصیص نکرد بمطلوبے خاص معلوم میشود کہ کارِ ہمہ بدستِ ہمت وکرامتِ اوست صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ہر چہ خواہد ہر کرا خواہد باذنِ پروردگار خود بدہد ے بیت

فَاِنَّ مِن جُودِكَ الدنیا وضرّتھا ∗ ومِنْ علومك علم اللّوح والقَلَم

بیت۔ اگر خیریتِ دنیا و عُقبیٰ آرزو داری ∗ بدرگاھش بیا و ھرچہ میخواھی تمنا کن

ترجمہ : حضور صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا کسی چیز کی تخصیص فرمائے بغیر مطلقاً فرمانا کہ مانگ (سوال کر) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب کے کام حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے دستِ ہمت وکرامت (اختیار) میں ہیں جو کچھ چاہیں جس کو چاہیں باذن اللّٰہ عطا فرمائیں۔ اس کے بعد قصیدہ بُردہ شریف کا شعر نقل فرمایا ہے۔ جس میں امام اجل محمد بوصیری قدس سرہ سرکارِ دو عالم صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے عرض کرتے ہیں یا رسول اللّٰہ دنیا و آخرت دونوں حضور کے

خوانِ جود وکرم سے ایک حصّہ ہیں اور لوح وقلم کے جملہ علوم جن میں ماکان وما یکون جو کچھ ہوا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ ذرہ ذرہ بالتفصیل مندرج ہے حضور کے علوم سے ایک پارہ ہیں۔ اس کے بعد فارسی شعر نقل فرمایا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر تو دنیا وآخرت کی خیریت کی آرزو رکھتا ہے تو ان کی (سرکارِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی) درگاہ میں آ (حاضر ہو) اور جو کچھ تو چاہتا ہے اس کی تمنّا کر۔ مانگ لے۔ تجھے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلّم دنیا وآخرت کی مُنہ مانگی مُرادیں پُوری کر دیں گے اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہر قسم کی حاجت روا فرما سکتے ہیں دنیا وآخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں ؎

کس چیز کی کمی ہے مولا تری گلی میں : دنیا تیری گلی میں عقبیٰ تیری گلی میں

تفسیر صاوی میں آیۂ مبارکہ لیس لک من الامر شیٔ کے تحت فرمایا۔ جعل اللّٰہ مفاتیح خزائنہٖ بیدہٖ فمن زعم انّ النبیّ کاحادِ الناس لایملک شیٔ اصلاً وّلا نفع بہٖ لا ظاھرًا وّلا باطنًا فھو کافر خاسِرُ الدنیا والآخرۃ واستدلال بھٰذہ الآیتہ ضلالٌ مّبینٌ۔

علّامہ شیخ احمد صاوی مالکی قدسنا اللہ باسرارہ العزیز فرماتے ہیں،، اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانوں کی چابیاں حضور کے ہاتھ (قبضہ واختیار) میں دے

دی ہیں۔ (آپ کو تمام خزائن کا مختار بنا دیا ہے) پس جس شخص نے یہ گمان کیا کہ حضور دوسرے عام آدمیوں کی طرح کسی چیز کے بالکل مالک نہیں ہیں اور نہ آپ سے کچھ ظاہری یا باطنی نفع ہے تو وہ کافر ہے دنیا و آخرت میں خسارے والا ہے اور اس آیت سے یہ استدلال کرنا کہ آپ نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں یہ کھلی گمراہی ہے۔"

بفضلہٖ تعالیٰ و بفضل رسولہ الاعلیٰ صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلّم ایّاک نستعین۔ کے معنے و مفہوم میں تحریف کر کے تفسیر نجدیہ سعودیہ عربیہ میں جو وہابیانہ حرکت کی گئی ہے۔ اس کا مفصّل رد بدلائل قاہرہ مکمل ہوا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک والصلوٰۃ والسّلام علیٰ حبیبہٖ سیّدنا ومولانا محمد رسول اللّٰہ وآلہ واصحابہٖ اجمعین وعلینا معھم یا ارحم الراحمین۔

آئندہ صفحات میں مسئلہ توسّل۔ استمداد۔ استغاثہ۔ نداء مفصّلاً تحریر کیا جاتا ہے۔ جس سے تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں قرآن پاک کی جن جن آیاتِ مبارکہ میں تحریف کر کے انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام و اولیاء کرام سے توسّل واستمداد واستغاثہ اور نداء کو شرک قرار دیا گیا ہے۔ ان سب تحریفات کی مکمّل تردید ہو جائے۔ اور کم علم بھولے بھالے مسلمان ان وہابیہ کے گمراہ کن پروپیگنڈہ سے متأثر ہو کر گمراہی سے بچ جائیں۔

آمین۔

مِنْ دُوْنِ اللّٰہ

کی

وضاحت

پ ۲۳ ع "تفسیر نجدی صت ۱۲۵۲" سورۃ الصّٰفّٰت

آیتہ مبارکہ: اُحشروا الذین ظلموا وازواجھم وما کانوا یعبدون ۝ من دون اللہ فاھدوھم الیٰ صراط الجحیم ۝

"ترجمہ نجدی: ظالموں کو اور ان کے ہمراہیوں کو اور (جن) جن کی وہ اللہ کے علاوہ پرستش کرتے تھے ان سب کو جمع کر کے انہیں دوزخ کی راہ دکھا دو۔

تفسیر نجدی: یعنی جنہوں نے کفر وشرک اور معاصی کا ارتکاب کیا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا اس سے مراد کفر وشرک اور تکذیب رسل کے ساتھی یا بعض کے نزدیک جنات وشیاطین ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بیویاں ہیں جو کفر وشرک میں ان کی ہمنوا تھیں۔ "ما" عام ہے تمام معبودین کو چاہے وہ مورتیاں ہوں یا اللہ کے نیک بندے سب کو ان کی تذلیل کے لئے جمع کیا جائے گا۔ تاہم نیک لوگوں کو تو اللہ جہنم سے دور ہی رکھے گا اور دوسرے معبودوں کو انکے ساتھ ہی جہنم میں ڈال دیا جائیگا تاکہ وہ دیکھ لیں کہ یہ کسی کو نفع نقصان پہنچانے پر قادر نہیں ہیں۔"

رَدِّ تفسیر نجدی

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
امّا بعد۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آیتہ مبارکہ: اُحشروا الذین ظلموا وازواجھم وما کانو یعبدون ۝ من دون اللّٰہ فاھدوھم الیٰ صراط الجحیم ۝ (پ۲۳ ع ٦)

صحیح ترجمہ وتفسیر: "ہانکو ظالموں اور ان کے جوڑوں کو اور جو کچھ وہ پوجتے

تھے اللہ کے سوا ان سب کو ہانکو راہِ دوزخ کی طرف "۔ ظالموں سے مُراد کافر ہیں اور ان کے جوڑوں سے مُراد اُن کے شیاطین ہیں جو دنیا میں اُن کے جلیس و قرین رہتے تھے۔ ہر ایک کافر اپنے شیطان کے ساتھ ایک ہی زنجیر میں جکڑ دیا جائے گا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جوڑوں سے مُراد اشباہ و امثال ہیں یعنی ہر کافر اپنے ہی قسم کے کفّار کے ساتھ ہانکا جائے گا بُت پرست بُت پرستوں کے ساتھ اور آتش پرست آتش پرستوں کے ساتھ وعلیٰ ھٰذا القیاس۔ (تفسیر خزائن العرفان)

تفسیر قرطبی صفحہ ۵۰ جزو ۱۵ میں ہے "وما کانوا یعبدون من دون اللّٰہ" ای من الاصنام والشیاطین وابلیس۔

ترجمہ: اور جن جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں یعنی اصنام (بتوں) کی شیاطین کی اور ابلیس کی "۔

تفسیر کبیر صفحہ ۱۳۲ جلد ۲۶ میں ہے "وما کانوا یعبدون من دون اللّٰہ" ففیہ قولان۔ الاول المراد ما کانوا یعبدون من دون اللّٰہ من الاوثان والطواغیت۔ القول الثانی الشیاطین الذین دعوھم الی عبادۃ ما عبدوہ فلما قبلوا منھم ذالک الذین صاروا کالعابدین لاولئک الشیاطین "۔

ترجمہ۔ آیت: "وما کانوا یعبدون من دون اللّٰہ" اس میں دو قول ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ اللہ کے سوا جن کی وہ عبادت کرتے ہیں، اس سے مراد بُت اور طاغوت دوسرا قول یہ ہے کہ وہ شیاطین جو ان کو غیر کی عبادت کی طرف بلاتے ہیں جب وہ ان سے ان کا دین قبول کرتے ہیں تو گویا وہ ان شیاطین کے پوجاری بن جاتے ہیں "۔

تفسیر جلالین میں ہے۔ ویقال للملائکۃ "احشروا الذین ظلموا" انفسھم

بالشرك" وازواجهم، قرنائهم من الشیٰطین" وما کانوایعبدون من دون اللّٰہ، ای غیرہٗ من الاوثان، "فاھدوھم"، دلوھم وسوقوھم، "الیٰ صراط الجحیم طریق النارِ اورملائکہ سے کہا جائے گا۔ ہانکوان کوجنہوں نے ظلم کیا اپنی جانوں پر شرک سے اور انکے جوڑوں کوشیطانوں سے جوان کے قرین تھےاورجن جن کی وہ عبادت کرتے تھے سوائے اللہ کے یعنی اللہ کے سوابتوں کو پوجتے تھے۔ان سب کو ہانکو راہِ جحیم یعنی جہنم کی طرف "۔

تفسیر کمالین میں ہے جلالین کے حاشیہ پر : قولہ قرناء ھم من الشیاطین کل کافر یحشر مع شیطانہ فی سلسلۃ کذا روی عن الضحاك ومقاتل وعن ابن عباس وابی عمرواحشرواالظالمین اشباھھم عابدی الصنم مع عابدی الصنم وعابدی الکواکب مع عبدوھا وعن عمرصاحب کل ذنب مع صاحب ذالك الذنب کالزانی مع الزناۃ وصاحب الخمرمع نظیرہٖ وعن الحسن ازواجھم المشرکات روی الحاکم عن عمرانہٗ قال فی ازواجھم امثالھم الذین ھم مثلھم"۔ ک "۔اس کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ شیطانوں میں سے ان کے قرینوں میں سے ہر کافر کو اس کے شیطان کے ساتھ ہانکا جائے گا۔اس سلسلہ میں اسی طرح حضرت ضحاک اور حضرت مقاتل اور حضرت ابن عباس اور حضرت ابی عمرو (رضی اللہ عنہم) سے مروی ہے کہ ظالمین اوران جیسے کفار کے ساتھ ہانکا جائے گا۔ بُت پرست کوبُت پرست کے ساتھ اورستاروں کے پُجاریوں کوستاروں کے پجاریوں کے ساتھ اورحضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہر گنہگار کواسی طرح کے گنہگار کے ساتھ جیسا کہ زانی کو زنا کرنے والوں کے ساتھ۔اور شراب پینے والوں کوان ہی جیسوں کے ساتھ اور حضرت حسن سے مروی ہے کہ مشرکوں کو انکی مشرک بیویوں کے ساتھ۔محدّث حاکم علیہ الرحمتہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا ہم مثل کو ہم مثل جوڑوں میں۔فقیر

بہ نظر اختصار من رجہ بالا بلند پایہ متداول مشہور و مقبول تفاسیر کے اقتباسات پر اکتفا کافی سمجھتا ہے۔ اس لئے کہ

ہو شرم تو کافی ہے اک حرف صداقت بھی : بے شرم کو کافی نہیں دفتر نہ صحیفے

تمام سلف صالحین مفسّرین متفق ہیں کہ آیت مبارکہ میں۔ الذین ظلموا سے کفار مراد ہیں اور ماکانوا یعبدون من دون اللہ سے بُت مراد ہیں۔ آیت مبارکہ میں۔ اللہ کے نیک بندوں انبیاء و اولیاء کا ذکر تو کیا اشارہ تک نہیں ہے۔ لیکن نجدی سعودی وہابی تفسیر میں مردود ازلی ابن عبدالوہاب نجدی کے مردود عقیدہ کو صحیح ثابت کرنے کی خاطر نام نہاد مفسّر مردود لکھتا ہے۔

"ما" عام ہے تمام معبودین کو چاہے وہ مُورتیاں ہوں یا اللہ کے نیک بندے سب کو ان کی تذلیل کے لئے جمع کیا جائے گا۔ الخ۔ نعوذ باللہ من ھفوات النجدیۃ الوھابیۃ الخبیثہ۔ نام نہاد مفسّر نجدی کا یہ لکھنا کہ "ما" عام ہے تمام معبودین کو چاہے وہ مورتیاں ہوں یا اللہ کے نیک بندے سب کو ان کی تذلیل کے لئے جمع کیا جائے گا" اس کی جہالت، رذالت اور ضلالت کی دلیل ہے اور قطعاً غلط ہے۔ تحریفِ معنوی ہے۔ واضح رہے کہ "ما" زبانِ عربی میں غیر ذوی العقول کے لئے بولا جاتا ہے۔ لیکن تفسیر نجدیہ سعودیہ میں تحریف معنوی کر کے "ما" کے اصل معنی و مفہوم کو بدل کر۔ ذوی العقول۔ "نیک بندے" لکھ کر۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسّلام اور اولیاء عظام کو غیر ذوی العقول "بتوں" کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے۔ نعوذ باللہ من شرور النجدیہ الوھابیہ۔ نجدی وہابیوں کی اس شیطانی حرکت سے صاف ظاہر ہے کہ

"تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ" لکھی ہی۔ انبیاء واولیاء سے بُغض وکمال عناد کی بنیاد پر ہے۔ اس مقصد سے کہ اے مسلمانو!

ع ہم تو ڈوبے ہیں مگر تم کو بھی لے ڈوبیں گے

نجدیہ وہابیہ کے دھرم میں۔ ملائکہ پیغمبراولیاء صلحاء شیاطین لکڑی پتھر کے تراشے ہوئے بُت سب یکساں ہیں

واضح رہے کہ نجدی وہابی اپنے خانہ ساز من گھڑت باطل اصول کے تحت۔ ملائکہ۔ انبیاء واولیاء سے توسّل واستمداد کو عبادت قرار دے کر بُتوں میں شمار کرتے ہیں اور ان سے توسّل واستمداد کرنے والے مسلمانوں کو ان کی عبادت کرنے والے مشرک کافر قرار دیتے ہیں۔ اور اپنے اس باطل اصول وعقیدۂ توحیدِ شیطانی کو صحیح ثابت کرنے کے لئے آیات قرآن مجید اور احادیث میں بے دھڑک تحریف کرتے ہیں۔ اور تاویلات فاسدہ کے ذریعہ مسلمانوں کو دھوکہ وفریب دے کر گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ

نجدی تفسیر ص۱۲۲۱ و ص۱۲۲۲ پر۔ پ ۲۲۔ سورہ فاطر

آیت مبارکہ: والذین تدعون من دونہ مایملکون من قطمیر ان تدعوھم لایسمعوا دعائکم ولوسمعوا ما استجابوا لکم ویوم القیامۃ یکفرون بشرککم ولاینبئک مثل خبیر ٥

ترجمہ نجدی: جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ تفسیر نجدی۔ یعنی اتنی حقیر چیز کے بھی مالک نہیں۔ نہ

اسے پیدا کرنے پر ہی قادر ہیں۔ قطمیر اس جھلی کو کہتے ہیں جو کھجور اور اس کی گٹھلی کے درمیان ہوتی ہے یہ پتلا سا چھلکا گٹھلی پر لفافے کی طرح چڑھا ہوا ہوتا ہے۔ یعنی اگر تم انہیں مصائب میں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں کیونکہ وہ جمادات ہیں یا منوں مٹی کے نیچے مدفون۔ یعنی اگر بالفرض وہ سُن بھی لیں تو بے فائدہ اس لئے کہ وہ تمہاری التجاؤں کے مطابق تمہارا کام نہیں کر سکتے۔ اور کہیں گے (ماکنتم ایانا تعبدون) یونس ۲۸ "تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے" (ان کنا عن عبادتکم لغفلین) "یونس ۲۹ "ہم تو تمہاری عبادت سے بے خبر تھے"، اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جن کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے وہ سب پتھر کی مورتیاں ہی نہیں ہوں گی بلکہ ان میں عاقل (ملائکہ، جن، شیاطین اور صالحین) بھی ہوں گے تب ہی تو یہ انکار کریں گے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کی حاجت براری کے لئے پکارنا شرک ہے۔

نیز انبیاء و اولیاء سے توسّل و استمداد کرنے والوں کا اس طرح سے مذاق اُڑایا جاتا ہے

نام نہاد مفسّر تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ صفحہ ۱۳۰۵ پر

آیت مبارکہ: واذا ذکر اللہ وحدہ اشمأزت قلوب الذین لایومنون بالاخرۃ واذا ذکر الذین من دونہ اذا ھم یستبشرون پ ۲۴ سورہ الزمر

ترجمہ نجدی: "جب اللہ اکیلے کا ذکر کیا جائے تو ان لوگوں کے دل نفرت

کرنے لگتے ہیں جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے اور جب اس کے سوا (اور کا) ذکر کیا جائے تو ان کے دل کھل کر خوش ہو جاتے ہیں "۔

تفسیر نجدی: یا کفر و استکبار یا انقباض محسوس کرتے ہیں مطلب یہ ہے کہ مشرکین سے جب یہ کہا جائے کہ معبود صرف ایک ہی ہے تو ان کے دل یہ بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے ہاں جب یہ کہا جائے کہ فلاں فلاں بھی معبود ہیں یا وہ بھی آخر اللہ کے نیک بندے ہیں وہ بھی کچھ اختیار رکھتے ہیں وہ بھی مشکل کشائی اور حاجت روائی کر سکتے ہیں تو پھر مشرکین بڑے خوش ہوتے ہیں۔ منحرفین کا یہی حال آج بھی ہے جب ان سے کہا جائے کہ صرف "یا اللہ مدد" کہو کیونکہ اس کے سوا کوئی مدد کرنے پر قادر نہیں ہے تو سیخ پا ہو جاتے ہیں یہ جملہ ان کے لئے سخت ناگوار ہوتا ہے لیکن جب "یا علی مدد" یا "یا رسول اللہ مدد" کہا جائے اسی طرح دیگر مُردوں سے استمداد و استغاثہ کیا جائے مثلاً "یا شیخ عبد القادر شیأ لِلّٰہ" وغیرہ تو پھر ان کے دِل کی کلیاں کھل اٹھتی ہیں۔ فَتَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ : نیز نجدی تفسیر میں ص ۱۱۳۱ پر لکھا ہے۔ یعنی جب یہ پسند نہیں کرتے کہ تمہارے غلام اور نوکر چاکر جو تمہارے ہی جیسے انسان ہیں وہ تمہارے مال و دولت میں شریک اور تمہارے برابر ہو جائیں تو پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اللہ کے بندے چاہے وہ فرشتے ہوں پیغمبر ہوں اولیاء و صلحا ہوں یا شجر و حجر کے بنائے ہوئے معبود وہ اللہ کے ساتھ شریک ہو جائیں جب کہ وہ بھی اللہ کے غلام اور اس کی مخلوق ہیں؟ یعنی جس طرح پہلی بات نہیں ہو سکتی دوسری بھی نہیں ہو سکتی اس لئے اللہ کے ساتھ دوسروں کی بھی عبادت کرنا اور انہیں بھی

حاجت روا اور مشکل کشا سمجھنا یکسر غلط ہے"

مسلمانوں کے لیڈر اور پیروں (اولیاءاللہ) پر بہتان تراشی کہ یہ غیر اللہ کی عبادت کراتے ہیں

نام نہاد مفسّر نجدی تفسیر نجدیہ سعودیہ ص ۱۲۲۹ پر

آیتِ مبارکہ : قل ارأیتم شرکاءکم الذین تدعون من دون اللہ ارونی ماذا خلقوا من الارض ام لھم شرک فی السمٰوات ام اٰتینٰھم کتابا فھم علی بیّنت منہ بل ان یعد الظالمون بعضھم بعضا الا غرورا ۵ (پارہ ۲۲ ع ۸/۱۷)

ترجمہ نجدی : آپ کہئے کہ تم اپنے قرار داد شریکوں کا حال تو بتلاؤ جن کو تم اللہ کے سوا پُوجا کرتے ہو یعنی مجھ کو یہ بتلاؤ کہ انہوں نے زمین میں سے کون سا (جزو) بنایا ہے یا ان کا آسمانوں میں کچھ ساجھا ہے یا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اس کی دلیل پر قائم ہوں بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے سے نرے دھوکے کی باتوں کا وعدہ کرتے آئے ہیں۔

تفسیر نجدی : یعنی ان میں سے کوئی بات بھی نہیں ہے بلکہ یہ آپس میں ہی ایک دوسرے کو گمراہ کرتے آئے ہیں ان کے لیڈر اور پیر کہتے تھے کہ یہ معبود انہیں نفع پہنچائیں گے انہیں اللہ کے قریب کر دیں گے اور ان کی شفاعت کریں گے۔ یا یہ باتیں شیاطین مشرکین سے کہتے تھے یا اس سے وہ وعدہ مراد ہے جس کا

اظہار وہ ایک دوسرے کے سامنے کرتے تھے کہ وہ مسلمانوں پر غالب آئیں گے جس سے ان کو اپنے کفر پر جمے رہنے کا حوصلہ ملتا تھا۔

رَدِّ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

اَمَّا بَعد۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

تحریف، جھوٹ، بہتان طرازی اور انبیاء ، شہداء اولیاء کی توہین کی شیطانی حرکتیں ملاحظہ ہوں

۱۔ مندرجہ بالا آیات کریمہ بتوں اور کفار مشرکین کے بارے میں ہیں جن کو محبوبانِ خدا پر چسپاں کیا گیا ہے۔

۲۔ مسلمانوں کو مشرک و کافر ٹھہرانے کے لئے بہتان باندھا گیا ہے کہ یہ لوگ انبیاء اولیاء۔ شہداء کی عبادت کرتے ہیں۔

۳۔ حالانکہ کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتا اور نہ ہی کسی کو خدائی میں شریک ٹھہراتا ہے۔

۴۔ انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام اور اولیاء اللہ کو مشکل کشائی و حاجت روائی کے لئے پکارنے کو شرک ٹھہرایا گیا ہے۔ حالانکہ یہ قرآن وحدیث سے صریحاً ثابت ہے۔ اسکی

تصریح آئندہ اوراق میں مفصلاً تحریر کی جارہی ہے۔

۵۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام کو نہایت حقارت کے ساتھ منوں مٹی کے نیچے مدفون بے فیض، بے کار، کسی کی آواز و پکار نہ سُن سکنے والے جمادات لکھ کر سخت توہین کی گئی ہے۔

۶۔ بے شرمی و بے حیائی کے ساتھ علماء کرام اور اولیاء عظام علیہم الرحمتہ پر بہتان باندھا گیا ہے کہ یہ ایک دوسرے کو گمراہ کرنے والے اور غیر اللہ کی عبادت کرنے کی تعلیم دینے والے جھُوٹے دھوکہ باز ہیں۔

۷۔ مسلمانوں کو اسلام سے منحرف قرار دے کر ان کا مذاق اڑایا گیا ہے کہ یہ لوگ یا اللہ مدد کہنے پر سیخ پا ہو جاتے ہیں۔ لیکن یا علی مدد۔ یا رسول اللہ مدد کہا جائے، مُردوں سے استمداد و استغاثہ کیا جائے تو ان کے دل کی کلیاں کھل اٹھتی ہیں۔

تفسیر نجدیہ سعودیہ کی ان جملہ خرافات کی مکمل تردید آئندہ صفحات میں درج کی جارہی ہے

پ حٰمٓ ۲۶ نجدی سعودی تفسیر ص ۱۴۱۵، ص ۱۴۱۶ سورۃ احقاف

آیتہ مبارکہ: قل ارأیتم ماتدعون من دون اللّٰہ ارونی ماذا خلقوا من الارض ام لھم شرک فی السمٰوات ایتونی بکتب من قبل ھٰذا اواثرۃ من علم ان کنتم صٰدقین ○ ومن اضلّ ممّن یدعوا من دون اللّٰہ من لایستجیب لہٗ الی یوم القیٰمۃ وھم عن دعائھم غافلون ○ واذا حشر الناس کانوا لھم اعداء وکانوا بعبادتھم کٰفرین۔ (پ ۲۶ ع ۱)

ترجمہ نجدی: آپ کہہ دیجیے بھلا دیکھو تو جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو

مجھے بھی تو دکھاؤ کہ انہوں نے زمین کا کونسا ٹکڑا بنایا ہے یا آسمانوں میں ان کا کون سا حصہ ہے؟ اگر تم سچے ہو تو اس سے پہلے ہی کی کوئی کتاب یا کوئی علم ہی جو نقل کیا جاتا ہو میرے پاس لاؤ اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہو گا؟ جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کر سکیں بلکہ ان کے پکارنے سے بے خبر ہوں اور جب لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو یہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی پرستش سے صاف انکار کر جائیں گے۔

تفسیر نجدی: آرأیتم بمعنی اخبرونی یا ارونی یعنی اللہ کو چھوڑ کر جن بتوں یا شخصیات کی تم عبادت کرتے ہو مجھے بتلاؤ یا دکھلاؤ کہ انہوں نے زمین و آسمان کی پیدائش میں کیا حصہ لیا ہے؟ مطلب یہ ہے کہ جب آسمان و زمین کی پیدائش میں بھی ان کا کوئی حصہ نہیں ہے بلکہ مکمل طور پر ان سب کا خالق صرف ایک اللہ ہے تو پھر تم ان غیر حق معبودوں کو اللہ کی عبادت میں کیوں شریک کرتے ہو؟ یعنی کسی نبی پر نازل شدہ کتاب میں یا کسی منقول روایت میں یہ بات لکھی ہو تو وہ لا کر دکھاؤ تاکہ تمہاری صداقت واضح ہو سکے. بعض نے آثارۃ من علم کے معنے واضح علمی دلیل کے کئے ہیں اس صورت میں کتاب سے نقلی دلیل اور اثارۃ من علم سے عقلی دلیل مراد ہوگی یعنی کوئی عقلی اور نقلی دلیل پیش کرو پہلے معنی اس کے اثر سے ماخوذ ہونے کی بنیاد پر روایت اس لئے کئے گئے ہیں یا بقیہ من علم پہلے انبیأ علیہم السلام کی تعلیمات کا باقی ماندہ حصہ ہو جو قابل اعتماد ذریعے سے نقل ہوتا آیا ہو اس میں یہ بات ہو یعنی یہی سب سے بڑے گمراہ ہیں جو پتھر کی مورتیوں کو یا فوت شدہ

اشخاص کو مدد کے لئے پکارتے ہیں جو قیامت تک جواب دینے سے قاصر ہیں اور قاصر ہی نہیں بلکہ بالکل بے خبر ہیں یہ مضمون قرآن کریم میں متعدد مقامات پر بیان کیا گیا ہے مثلاً سورہ یونس ۲۹۰، سورہ مریم ۸۱-۸۲۔ سورہ عنکبوت ۲۵ وغیرہ۔ من الآیات۔ دنیا میں ان معبودوں کی دو قسمیں ہیں، ایک تو غیر ذی روح جمادات و نباتات اور مظاہر قدرت سورج آگ وغیرہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو زندگی و قوت گویائی عطا فرمائے گا اور یہ چیزیں بول کر بتلائیں گی کہ ہمیں قطعاً اُس بات کا علم نہیں ہے کہ یہ ہماری عبادت کرتے اور ہمیں تیری خدائی میں شریک گردانتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ زبان قال سے نہیں زبان حال سے وہ اپنے جذبات کا اظہار کریں گی۔ واللہ اعلم۔ معبودوں کی دوسری قسم وہ ہے جو انبیاء علیہم السلام، ملائکہ، اور صالحین میں سے ہیں جیسے عیسٰی، حضرت عزیر علیہم السلام اور دیگر عباد اللہ الصالحین ہیں۔ یہ اللہ کی بارگاہ میں اسی طرح کا جواب دیں گے جیسے حضرت عیسٰی علیہ السلام کا جواب قرآن کریم میں منقول ہے علاوہ ازیں شیطان بھی انکار کریں گے جیسے قرآن میں ان کا قول نقل کیا گیا ہے تبرّانا الیک ما کانوا ایانا یعبدون۔ القصص ۶۳۔ "ہم تیرے سامنے اپنے عابدین سے اظہار برأت کرتے ہیں یہ ہماری عبادت نہیں کرتے تھے"

ردِّ تفسیر نجدی

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نجدی نام نہاد مفسّر نے آیات مبارکہ کا ترجمہ غلط لکھا اور تفسیر کی آڑ میں۔ حسب معمول نجدیہ وہابیہ تحریف بھی کی تاکہ مسلمانوں کو مشرک قرار دیا جا سکے۔ اور محبوبانِ خدا انبیاء و اولیاء کو بُتوں میں شامل کر کے مسلمانوں کے دلوں سے ان کی عقیدت کو اور محبوبانِ خدا کی شان کو گھٹایا جا سکے اس ناپاک مقصد کے تحت

تفسیر نجدیہ میں حسبِ ذیل تحریفات کی گئی ہیں

۱۔ بُتوں اور ان کے پُجاری مشرکین کفار کی تردید و مذمّت میں نازل شدہ آیت مبارکہ کو انبیاء علیہم السّلام اور اولیاء اللہ اور ان سے توسّل و استمداد کرنے والے مسلمانوں پر چسپاں کیا گیا ہے۔

۲۔ ترجمہ میں تحریف کی گئی ہے کہ قل ارئیتم ما تدعون من دُون اللّٰہ کا ترجمہ غلط لکھا ہے۔ ”بھلا دیکھو تو جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو“ جبکہ صحیح ترجمہ یوں ہے۔ ”بھلا بتاؤ تو وہ جو تم اللہ کے سوا پُوجتے ہو یعنی بُت جنہیں معبود ٹھہراتے ہو“

۳۔ تفسیر میں تحریف کی گئی ہے کہ اس طرح لکھا ہے۔

”ارئیتم بمعنی اخبرونی یا ارونی یعنی اللہ کو چھوڑ کر جن بُتوں یا شخصیات

کی تم عبادت کرتے ہو"۔ واضح رہے کہ آیت مبارکہ میں نجدی خبیث نے "یا شخصیات کی تم عبادت کرتے ہو خود بڑھایا ہے۔ شخصیات کا لفظ آیت میں ہرگز نہیں ہے۔ اس کمینہ حرکت سے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو بُتوں کی صف میں شامل کر کے یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ جس طرح مشرکین بُتوں کی عبادت کرتے ہیں۔ اسی طرح مسلمان انبیاء واولیاء سے توسل واستمداد کر کے ان کی عبادت کرتے ہیں۔ حالانکہ کوئی مسلمان انبیاء واولیاء کو معبود نہیں جانتا اور نہ ہی ان کی عبادت کرتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق انبیاء واولیاء سے توسّل واستمداد کر کے قرآن وحدیث کے احکام کی تعمیل کرتا ہے اس کے برعکس مشرکین کفّار بُتوں کو معبود جان کر ان کی عبادت کرتے اور ان سے استمداد بھی کرتے ہیں جنکی تردید قرآن وحدیث میں کی جاتی ہے۔

۴۔ اشقیاء ازلی شیطانی توحید کے پرستار نجدیہ سعودیہ نے تفسیر کے ص ۱۴۱۶ پر آیتہ مبارکہ ومن اضل ممّن یدعوا من دُون اللّٰہ من لایستجیب لہٗ الی یوم القیامۃ وھم عن دعائھم غافلون ۝ واذا حشر الناس کانوا لھم اعداء وکانوا بعبادتھم کٰفرین : کی تفسیر کے نام سے تحریف کرتے ہوئے لکھا ہے۔ "یعنی یہی سب سے گمراہ ہیں جو پتھر کی مورتیوں کو یا فوت شدہ اشخاص کو مدد کے لئے پکارتے ہیں جو قیامت تک جواب دینے سے قاصر ہی نہیں بلکہ بالکل بے خبر ہیں"۔ دنیا میں ان معبودوں کی دو قسمیں ہیں ایک تو غیر ذی روح جمادات ونباتات اور مظاہر قدرت (سورج آگ وغیرہ) ہیں

اللہ تعالیٰ ان کو زندگی اور قوت گویائی عطا فرمائے گا اور یہ چیزیں بول کر بتلائیں گی کہ ہمیں قطعاً اس بات کا علم نہیں ہے کہ یہ ہماری عبادت کرتے اور ہمیں تیری خدائی میں شریک گردانتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ زبان قال سے نہیں زبان حال سے وہ اپنے جذبات کا اظہار کریں گی۔ واللہ اعلم۔ معبودوں کی دوسری قسم وہ ہے جو انبیاء علیہم السّلام ملائکہ اور صالحین میں سے ہیں جیسے عیسٰی حضرت عزیر علیہم السّلام اور دیگر عباد اللہ الصالحین ہیں۔ یہ اللہ کی بارگاہ میں اسی طرح کا جواب دیں گے جیسے حضرت عیسٰی علیہ السّلام کا جواب قرآن کریم میں منقول ہے۔ علاوہ ازیں شیطان بھی انکار کریں گے جیسے قرآن میں ان کا قول نقل کیا گیا ہے۔ "تبرّأنا الیک ماکانوا ایانا یعبدون" (القصص ۶۳) ہم تیرے سامنے (اپنے عابدین سے) اظہار برأت کرتے ہیں یہ ہماری عبادت نہیں کرتے تھے۔"

۵۔ یہ آیت مبارکہ بھی بتوں کی تردید اور مشرکین کفار کی مذمت میں نازل ہوتی ہے لیکن نجدی تفسیر میں حسب اصول نجدیہ وہابیہ بتوں کے ساتھ انبیاء علیہم السّلام اور اولیاء اللہ کی تردید اور مسلمانوں کی مذمت کی گئی ہے۔ ان کی ان تحریفات کی تردید آئندہ صفحات میں قرآن وحدیث سے مکمل طور پر کی جا رہی ہے۔

پ ۱۸ نجدی تفسیر ص ۹۵۶۔ ص ۹۵۷ سورہ المومنون

آیتہ مبارکہ: قل من رب السموات السبع ورب العرش العظیم ۵ سیقولون للہ قل افلا تتقون ۵ ترجمہ نجدی: دریافت کیجئے کہ ساتوں آسمانوں کا اور بہت باعظمت عرش کا رب کون ہے؟ وہ لوگ جواب دیں گے

کہ اللہ ہی ہے کہہ دیجئے کہ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے؟

تفسیر نجدی: یعنی جب تمہیں تسلیم ہے کہ زمین کا اور اس میں موجود تمام اشیاء کا خالق بھی ایک اللہ ہی ہے اور آسمان و عرش عظیم کا مالک بھی وہی ہے تو پھر تمہیں یہ تسلیم کرنے میں تامل کیوں ہے کہ عبادت کے لائق بھی صرف وہی ایک اللہ ہے۔ پھر تم اس کی وحدانیت کو تسلیم اس کے عذاب سے بچنے کا اہتمام کیوں نہیں کرتے؟ یعنی پھر تمہاری عقلوں کو کیا ہوگیا ہے کہ اس اعتراف اور علم کے باوجود تم دوسروں کو اس کی عبادت میں شریک کرتے ہو؟ قرآن کریم کی اس صراحت سے واضح ہے کہ مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، اس کی خالقیت و مالکیت اور رزاقیت کے منکر نہیں تھے بلکہ وہ یہ سب باتیں تسلیم کرتے تھے انہیں صرف توحید الوہیت سے انکار تھا یعنی عبادت صرف ایک اللہ کی نہیں کرتے تھے بلکہ اس میں دوسروں کو بھی شریک کرتے تھے۔ اس لئے نہیں کہ آسمان و زمین کی تخلیق یا اس کی تدبیر میں کوئی اور بھی شریک ہے بلکہ صرف اور صرف اس مغالطے کی بناء پر کہ یہ بھی اللہ کے نیک بندے تھے ان کو بھی اللہ نے کچھ اختیارات دے رکھے ہیں اور ہم ان کے ذریعے سے اللہ کا قرب حاصل کرتے ہیں۔ یہی مغالطہ آج کل کے مُردہ پرست اہل بدعت کو ہے جس کی بنیاد پر وہ فوت شدگان کو مدد کے لئے پکارتے۔ ان کے نام کی نذر نیاز دیتے اور ان کو اللہ کی عبادت میں شریک گردانتے ہیں حالانکہ اللہ نے کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ میں نے کسی فوت شدہ بزرگ، ولی یا نبی کو اختیارات دے رکھے ہیں تم ان کے ذریعے سے میرا

قرب حاصل کر دیا انہیں مدد کے لئے پکارو یا ان کے نام کی نذر نیاز دو۔ اسی لئے اللہ نے آگے فرمایا کہ ہم نے انہیں حق پہنچا دیا یعنی یہ اچھی طرح واضح کر دیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ اگر اللہ کی عبادت میں دوسروں کو شریک کر رہے ہیں تو اس لئے نہیں کہ ان کے پاس اسکی کوئی دلیل ہے نہیں بلکہ محض ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی اور آبا پرستی کی وجہ سے اس شرک کا ارتکاب کر رہے ہیں ورنہ حقیقت میں یہ بالکل جھوٹے ہیں۔

نیز۔ تفسیر نجدی۔ پ ۲۱ سورہ عنکبوت۔ صـ۱۱۲۱ پر

۲۔ آیت مبارکہ: ولئن سالتهم من نزل من السماء ماءً فاحيا به الارض من بعد موتها ليقولون الله قل الحمد لله بل اكثرهم لايعقلون۔

ترجمہ نجدی: "اور اگر آپ ان سے سوال کریں کہ آسمان سے پانی اُتار کر زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کس نے کیا؟ تو یقیناً ان کا جواب یہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کہہ دیں کہ ہر تعریف اللہ ہی کے لئے سزاوار ہے بلکہ ان میں سے اکثر بے عقل ہیں"

تفسیر نجدی: "کیونکہ عقل ہوتی تو اپنے رب کے ساتھ پتھروں کو اور مُردوں کو رب نہ بناتے نہ ان کے اندر یہ تناقض ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی خالقیت و ربوبیت کے اعتراف کے باوجود بُتوں کو حاجت روا اور لائق عبادت سمجھ رہے ہیں"

نیز پ ۲۰ سورہ القصص۔ صـ۱۰۹۰ پر

۳۔ آیت مبارکہ: ويوم يناديهم فيقول اين شركاءى الذين

كُنتم تذعمون ○

ترجمہ نجدی : اور جس دن اللہ تعالیٰ انہیں پکار کر فرمائے گا کہ تم جنہیں اپنے گمان میں میرا شریک ٹھہرا رہے تھے کہاں ہیں ؟

تفسیر نجدی : یعنی وہ اصنام یا اشخاص ہیں جن کو تم دنیا میں میری الوہیت میں شریک گردانتے تھے، اور انہیں مدد کے لئے پکارتے تھے ان کے نام کی نذر نیاز دیتے تھے آج کہاں ہیں ؟ کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے اور تمہیں میرے عذاب سے چھڑا سکتے ہیں ؟ الخ

پ ۲۱۔ رکوع ۱۰ نجدی تفسیر ص ۱۱۴۵ سورہ لقمان

آیت مبارکہ : ھٰذا خلق اللّٰہ فاروني ماذا خلق الذين من دونہٖ بل الظالمون في ضلال مُبين ○

ترجمہ نجدی : یہ ہے اللہ کی مخلوق اب تم مجھے اس کے سوا دوسرے کسی کی مخلوق تو دکھاؤ (کچھ نہیں) بلکہ یہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں۔

تفسیر نجدی : یہ اشارہ ہے اللہ کی ان پیدا کردہ چیزوں کی طرف جن کا گذشتہ آیات میں ذکر ہوا یعنی جن کی تم عبادت کرتے اور انہیں مدد کے لئے پکارتے ہو انہوں نے آسمان و زمین میں کونسی چیز پیدا کی ہے ؟ کوئی ایک چیز تو بتلاؤ ؟ مطلب یہ ہے کہ جب ہر چیز کا خالق صرف اور صرف اللہ ہے تو عبادت کا مستحق بھی وہی ہے اس کے سوا کائنات میں کوئی ہستی اس لائق نہیں کہ اس کی عبادت کی جائے اور اسے مدد کے لئے پکارا جائے "۔

۵۔ آیت مبارکہ: وبرزت الجحیم للغوین ○ فقیل لهم اینما کنتم تعبدون ○ من دون اللّٰہ هل ینصرونکم اوینتصرون ○ فکبکبوا فیها هم والغاون:

ترجمہ نجدی: اور گمراہ لوگوں کے لئے جہنّم ظاہر کردی جائے گی اور ان سے پوچھا جائے گا کہ جن کی تم پوجا کرتے رہے وہ کہاں ہیں؟ جو اللّٰہ تعالیٰ کے سوا تھے کیا وہ تمہاری مدد کرتے ہیں؟ یا کوئی بدلہ لے سکتے ہیں۔ ۱۔ پس وہ سب اور کل گمراہ لوگ جہنّم میں اوندھے منہ ڈال دیئے جائیں گے۔

تفسیر نجدی: ۲۔ یعنی تم سے عذاب ٹال دیں یا خود اپنے نفس کو اس سے بچالیں۔ ۳۔ یعنی معبودین اور عابدین سب کو مال ڈنگر کی طرح ایک دوسرے کے اوپر ڈال دیا جائے گا۔ دنیا میں تو ہر ترشا ہوا پتھر اور قبر پر بنا ہوا خوش نما قُبّہ مشرکوں کو خدائی اختیارات کا حامل نظر آتا ہے۔ لیکن قیامت کو پتہ چلے گا کہ یہ تو کھلی گمراہی تھی کہ وہ انہیں رب کے برابر سمجھتے رہے۔

ردّ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایسی تمام آیاتِ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السّلام و اولیاء اللّٰہ سے توسّل و استمداد اور استغاثہ کی نفی نہیں بلکہ "مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ" کی نفی ہے جنہیں کفار

نے از خود ناصر و مددگار بنا رکھا ہے جیسے بُت شیاطین وغیرہ" ولی اللہ" وہ جسے اللہ تعالیٰ نے ناصر و مددگار بنایا جیسے انبیاء علیھم الصّلوٰۃ والسّلام واولیاء کرام۔ "گورنر" وہ ہے۔ جسے گورنمنٹ گورنر بنائے اگر کوئی شخص کسی کو از خود گورنر مان لے تو وہ مجرم اور باغی ہے۔ مشرکین کفّار بُتوں کو از خود ناصر و مددگار بھی جانتے ہیں اور ان کو معبود بھی مانتے ہیں اور انکی عبادت کرتے ہیں۔ اس لئے قرآن و حدیث میں بُتوں اور ان کی عبادت کرنے والوں کی تردید کی گئی ہے۔ قرن الشیطان ابن عبدالوہاب کی شیطانی توحید کے پرستار نجدی سعودی وہابی خوارج الاصل ہونے کی وجہ سے جن آیات میں بتوں اور ان کی عبادت کرنے والے کفار و مشرکین کی تردید و مذمت کی گئی ہے۔ بُتوں کی جگہ انبیاء علیھم الصّلوٰۃ والسّلام اور اولیاء کرام کو اور کفّار و مشرکین کی جگہ انبیاء و اولیاء سے توسّل و استمداد کرنے والے مسلمانوں کو مراد لیتے اور ان کی تردید و مذمت کرتے ہیں۔ آیاتِ قرآن میں تحریف کر کے انبیاء علیھم السّلام اور اولیاء کرام کے خداداد فضائل و اوصاف کا انکار کرتے ہیں۔ قرآن مجید اور حدیث شریف میں کہیں بھی انبیاء و اولیاء سے توسّل و استمداد سے منع نہیں فرمایا گیا بلکہ اسے محبوب عمل قرار دیا گیا ہے اور اس کی تعلیم دی گئی ہے۔ آئندہ صفحات میں اس مسئلہ کا مفصّل بیان تحریر کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ العزیز و باللہ التوفیق۔

پ ۱۴۔ نجدی تفسیر ص ۷۳۱ سورہ النحل

آیت مبارکہ: والذین یدعون من دون اللہ لایخلقون شیئاً وّھم یُخلقون ۝ اموات غیر احیاء ومایشعرون ایان یبعثون الٰھکم الٰہ واحد ۝

ترجمہ نجدی: اور جن جن کو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں۔

وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں مُردے ہیں زندہ نہیں انہیں تو یہ بھی شعور نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے تم سب کا معبود صرف اللہ تعالیٰ اکیلا ہے۔

تفسیر نجدی: "اس میں ایک چیز کا اضافہ ہے صفت کمال (خالقیت) کی نفی کے ساتھ نقصان یعنی کمی (عدم خالقیت) کا اثبات (فتح القدیر) مُردہ سے مراد وہ جماد پتھر بھی ہیں جو بے جان اور بے شعور ہیں اور فوت شدہ صالحین بھی ہیں کیونکہ مرنے کے بعد اٹھایا جانا جس کا انہیں شعور نہیں وہ تو جماد کے بجائے صالحین پر ہی صادق آسکتا ہے ان کو صرف مردہ ہی نہیں کہا بلکہ مزید وضاحت فرما دی وہ زندہ نہیں ہیں اس سے قبر پرستوں کا بھی واضح رد ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ قبروں میں مدفون مردہ نہیں زندہ ہیں اور ہم زندوں کو ہی پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے واضح ہوا کہ موت کے وارد ہونے کے بعد دنیوی زندگی کسی کو نصیب نہیں ہو سکتی نہ دنیا سے ان کا کوئی تعلق ہی باقی رہتا ہے۔"

ردِّ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

واضح رہے کہ کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو کسی چیز کا خالق نہیں جانتا نہ ہی غیر اللہ یعنی انبیاء علیہم السلام و اولیاء اللہ قدسنا اللہ باسرارہم کو اُلوہیت میں

شریک ومعبود ماننا اور عبادت کرتا ہے۔ مسلمان انبیاء واولیاء سے توسّل و استمداد کرتے ہیں جوکہ نہ صرف قرآن وحدیث سے بالبداہت ثابت بلکہ سُنّت ہے۔ خود رسول اللہ صلیّ اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اپنی ذاتِ اقدس سے اور پہلے تمام انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام سے توسّل کیا۔ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے ارشاداتِ عالیہ سے اور عملاً بھی اپنی اُمّت مسلمہ کو توسّل اور استمداد اور نداء واستغاثہ کی تعلیم دی صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ کی خدمت اقدس میں بالمشافہ توسّل واستمداد اور نداء واستغاثہ کرتے رہے اور حضور انکی فریادیں قبول فرماتے اور ان کی حاجت روائی اور مشکل کشائی فرماتے رہے۔ حضور اقدس صلیّ اللہ علیہ وسلّم کی رحلت کے بعد بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان تابعین تبع تابعین سے لے کر آج تک مفسّرین ومحدّثین ائمہ کرام وعلماءِ عظام علیہ الرّحمتہ اور مسلمان حضور کے روضۂ اقدس کی حاضری دیتے صلوٰۃ وسلام عرض کرتے اور آپ کی بارگاہ اقدس میں نداء۔ واستغاثہ واستمداد کرتے اپنی مرادیں حاصل کرتے اور آپ کی عنایات وعطیاتِ عظیمہ اور دنیا وآخرت کی بے پایاں نعمتیں پاتے چلے آ رہے ہیں۔ اور آپ کی تبعیت میں اولیاء اللہ قدس اللہ اسرارہم گذشتہ مدفون اوران کی حین حیات ظاہری میں ان سے توسّل واستمداد ونداء واستغاثہ کی بدولت دو جہان کی نعمتیں۔ اور فیوض وبرکات سے مالامال ہو رہے ہیں لیکن یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ قرن الشیطان ابن عبدالوہاب نجدی کے مقلدّین نجدی سعودی وہابیہ کی تفسیر میں وسیلۂ دو جہاں، صاحبِ قرآن۔ محبوب ربِ رحیم ورحمان۔ رحمتہ للعالمین سیّد الاولین والآخرین خاتم النبیّین سرکارِ دو عالم محمّد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

کی ذات اقدس کے روضۂ انور کی حاضری، ان سے توسّل واستمداد و نداء و استغاثہ کو شرک قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو نہ صرف عام مُردوں میں شمار کیا گیا ہے بلکہ بے جان مطلقاً بے شعور۔ اور دنیا سے بالکل بے تعلق لکھا گیا ہے اور بتوں کی تردید اور بُت پرست مشرکین وکفار کی مذمت میں نازل شدہ آیت کریمہ کو حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم، صحابہ کرام، ائمہ عظام مفسّرین و محدّثین اور مسلمانوں پر چسپاں کر دیا گیا ہے۔ ان سب کو مشرک قرار دے دیا گیا ہے۔ اور ستم بالائے ستم یہ کہ نجدیہ سعودیہ وہابیہ کی اس ناپاک تحریف قرآن کو مختلف زبانوں میں طبع کرا کر مسلمانوں میں مُفت تقسیم کیا جا رہا ہے۔ کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں۔

نعوذ باللہ من شرور النجدیۃ السعودیۃ الوہابیہ۔

مذکورہ آیت مبارکہ بھی بُتوں اور ان کے پُجاریوں کی تردید و مذمت میں نازل ہوئی ہے لیکن تفسیر نجدیہ سعودیہ میں بتوں کے بجائے۔ انبیاء و اولیاء کی اور ان سے توسّل واستمداد کرنے والے مسلمانوں کی تردید و مذّمت کی گئی ہے۔ آیتہ مبارکہ میں بتوں کو مردہ بے جان فرمایا گیا ہے۔ اس کے برعکس نجدی تفسیر میں جماد۔ بُتوں کے بجائے صالحین یعنی انبیاء و اولیاء کو مُردہ بے جان لکھا گیا ہے۔

آیت مبارکہ میں بُتوں کو بے شعور فرمایا گیا ہے اس کے برخلاف نجدی تفسیر میں انبیاء علیہم السّلام اور اولیاء اللہ کو بے شعور بتایا گیا ہے۔ نیز مزارات انبیاء و اولیاء کی حاضری دینے والے ان سے توسّل واستمداد کرنے والے مسلمانوں کو قبر پرست

کھکران کی تردید کی گئی ہے اور قبروں میں مدفون انبیاء و اولیاء اللہ کے حیات ہوئے کا انکار کیا گیا ہے۔

جبکہ اس آیت مبارکہ میں بھی فوت شدہ صالحین اور مدفون انبیاء و اولیاء کا ذکر تو کیا اشارہ تک نہیں ہے۔ یہ سب شیطانی توحید کا کرشمہ ہے کہ پوری آیت مبارکہ کے منشا اور مفہوم کو بدلنے کے لئے بڑی بے حیائی کے ساتھ کھلم کھلا تحریف کی گئی ہے۔ ایسے بدبختوں سے ہی کہا گیا ہے۔

بے حیاء باش وھرچہ خواھی کن

اِذْلَمْ تَسْتَحی فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ

اس آیتہ مُبارکہ کا صحیح ترجمہ و مفہوم حسبِ ذیل ہے

والذین یدعون من دُون اللّٰہ لایخلقون شیئاً وھم یخلقونO

اموات غیرُ احیاءٍ ومایشعرون ایّان یُبعثون (پ ۱۴ ع ۸)

اور اللہ کے سوا جن کو پُوجتے ہیں (یعنی بُتوں کو) وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور (بنائیں کیا کہ) وہ خود بنائے ہوئے ہیں (اور اپنے وجود میں بنانے والے کے محتاج اور وہ) مُردے ہیں (بے جان) زندہ نہیں اور انہیں خبر نہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔ (تو ایسے مجبور بے علم معبود کیسے ہو سکتے ہیں ان دلائلِ قاطعہ سے ثابت ہو گیا کہ اِلٰھُکم اِلٰہٌ وَّاحِدٌ تمہارا معبود ایک معبود ہے۔ (اللہ عزّوجل جو اپنی

ذات وصفات میں نظیر و شریک سے پاک ہے " (تفسیر خزائن العرفان)

تفسیر جلالین میں ہے

والذین یدعون بالتاء والیاء تعبدون من دون اللہ وھوالاصنام لایخلقون شیئاً وھم یخلقون یصوّرون من الحجارۃ وغیرھا اموات۔ لاروح فیھم خبرثان غیر احیاء تاکید ومایشعرون ای الاصنام ایّان وقت یبعثون۔ ای الخلق فکیف یعبدون اذ لایکون الٰھاً الّا الخالق الحق العالم بالغیب۔ ترجمہ: اور وہ لوگ جو عبادت کرتے ہیں سوائے اللہ کے بُتوں کی یہ بُت کسی چیز کے خالق نہیں بلکہ مخلوق ہیں یعنی بتوں کو لوگ پتھر وغیرہ سے گھڑ کر بناتے ہیں"۔ اموات ہیں ان میں مطلقاً روح نہیں غیر احیاء تاکید کے لئے ہے۔ یہ بُت نہیں جانتے کہ لوگ کب اٹھائے جائیں گے اور حاشیہ پر تفسیر کمالین میں ہے۔" ای الخلق فالضمیر فی یشعرون للاصنام وفی یبعثون للخلق و قیل الضمیران لِلْاَصْنامِ ای لایعلمون وقت بعثھم ای اعادتھم فَاِنَّھُمْ تُعادون کما قال اللہ تعالیٰ انکم وماتعبدون من دون اللہ حصب جھنّم " یعنی یشعرون میں ضمیر بُتوں کے لئے ہے اور یبعثون میں مخلوق کے لئے اور بعض علماء نے فرمایا دونوں ضمیریں بُتوں کے لئے ہیں یعنی یہ بُت نہیں جانتے کہ انہیں دوبارہ کب اٹھایا جائے گا کیونکہ یقیناً بتوں کو بھی حشر میں اٹھایا جائے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد شاہد ہے کہ انکم وماتعبد ون

من دُون اللّٰہ حصب جھنّم۔ تم اور جن معبودانِ باطل کو تم اللّٰد کے سوائے پُوجتے ہو سب کے سب جہنّم کا ایندھن ہیں اور

تفسیر خازن میں ہے

"والذین تدعون من دون اللّٰہ۔ یعنی الاصنام الّتی تدعونھا اٰلِھَتَہٗ من دون اللّٰہ اموات" ای جمادات میتۃ لاحیاء فیھا غیر احیاء کغیرھا والمعنی لوکان ھٰذہٖ الاصنام اٰلھتہ کما تزعمون لکانت احیاء غیر جائز الی الموت لِاَنّ الالٰہ الذی یستحق ان یعبد ھو الحی الذی لایموت وھٰذِہٖ اموات غیر احیاء فلایستحق العبادۃ فمن عَبَدَھا فقد وضع العبادۃ فی غیر موضعھا۔ مایشعرون یعنی ھٰذہ الاصنام ایّان یبعثون یعنی متی یبعثون وفیہ دلیل" علی اَنّ الاصنام تجعل فیھا الحیٰوۃ وتبعث یوم القیٰمۃ حتّیٰ تتبرّأ من عابدیھا "

ترجمہ: "اور وہ لوگ جو عبادت کرتے ہیں سوائے اللّٰد کے بُتوں کی اِلٰہ (معبود) قرار دے کر اموات بے جان جمادات ہیں ان میں (مطلقاً) زندگی نہیں ہے۔ غیر احیاء اپنے علاوہ دوسروں کی طرح۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ اگر یہ بُت اِلٰہ (خدا) ہوں جس طرح کہ (بُت پرست) گمان کرتے ہیں تو ان (بتوں) میں وہ زندگی ہوتی جس کے لئے موت جائز نہیں، اس لئے کہ قابل پرستش وہ خدا ہے جو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اس کو موت نہیں ہے۔ اور یہ (بُت) بے جان ہیں ان میں مطلقاً زندگی

نہیں ہے۔ پس اس لئے یہ بُت عبادت کے مستحق نہیں ہیں۔ پس جس نے ان کی پرستش کی تو اس نے بلاشبہ غیر موضع عبادت کی یہ بُت نہیں جانتے کہ انہیں کب اٹھایا جائے گا۔ اور اس آیت میں اس امر پر دلیل ہے کہ بلاشبہ قیامت کے دن بتوں کو زندہ کرکے اٹھایا جائے گا یہاں تک کہ بت اپنے پجاریوں سے برأت (بری الذمہ ہوتے) کا اظہار کریں گے۔" نیز

تفسیر فتح البیان میں ہے

ان ھٰذہ الاصنام اجسادھا جماد میتة لاحیات لھا اصلاً فزاد قولہ غیر احیاء لبیان انھا الاجساد الّتی یمیتون بعد ثبوت الحیوٰة بھا بل لاحیات لھٰذہ الاصنام اصلاً۔ "ان بے جان مورتیوں کے جسم بے جان پتھر کے جسم ہیں انہیں بالکل کوئی زندگی نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اَمْوٰاتٌ کے آگے غیر احیاءٍ کا جو اضافہ فرمایا وہ اسی حقیقت کو بیان کرنے کے لئے ہے کہ یہ مُورتیاں ان بعض اجسام کی طرح نہیں ہیں جو ثبوت حیات کے بعد مُردہ ہو جاتے ہیں بلکہ یہ مورتیاں سرے سے کوئی حیات رکھتی ہی نہیں ہیں۔" اسی طرح

تفسیر عرائس البیان میں ہے

اموات غیر احیاء وما یشعرون ایّان یبعثون فمثالھم مثال الاصنام الّتی لا ارواح فیھا ولا استعداد لھا بقبول الحیوٰة فکذالک

اھل الجھل بمالیس لھم استعداد بقبول الحیٰوۃ المعرفۃ وروح المحبۃ)

لذالک اَکَّدَ فی حقّ الاصنام بعد قولہٖ امواتٌ بقولہٖ غَیۡرُ اَحۡیَاۤءٍ

قطع الحیٰوۃ الاصلیّۃ عنھا وقطع عنھا ایضاً استعداد قبول الحیٰوۃ

لانّھا جماداتٌ۔

ترجمہ: "(جن کی نسبت یہ حکم وارد ہوا ہے) ان کی مثال بتوں کی مثال ہے کہ ان میں کوئی روح نہیں ہے اور نہ ہی حیات ہونے کی استعداد رکھتے ہیں (ان میں زندگی قبول کرنے کی صلاحیت نہیں ہے) پس ایسی ہی مثال اہل جہالت کی ہے کہ ان میں بھی معرفت کی زندگی اور محبّت کی روح قبول کرنے کی استعداد نہیں۔ اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے بُتوں کے بارے میں اَمۡوَاتٌ فرمانے کے بعد غَیۡرُ اَحۡیَاۤءٍ کے ارشاد سے تاکیداً بُتوں کی حالت بیان فرمائی کہ ان بُتوں سے حیات اصلیہّ قطع کردی گئی ہوئی ہے۔ زندگی قبول کرنے کی استعداد بھی ان میں ودیعت نہیں فرمائی گئی اور یہ اس لئے کہ جمادات ہیں۔"

تفسیر بیضاوی میں ہے

بُتوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ قیامت کب ہوگی اور یہ کب اٹھائے جائیں گے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بتوں کو بھی حشر فرمائے گا جن کے ساتھ شیاطین ہوں گے پس سب کو دوزخ میں ڈال دیئے جانے کا حکم فرمائے گا۔

مشہور و متداول بلند پایہ تفاسیر اور حدیث شریف سے واضح ہُوا کہ...

"مِن دُونِ اللہ" بُت پرست مشرکین و کفار کے معبودان باطل بُت اور ان کی وہ مزعومہ ہستیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لئے وسیلہ مددگار نہیں بنایا۔ ان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے منقطع ہے اور جن انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یا فرشتوں کو کفار نے اپنے زعم فاسد سے از خود معبود بنالیا ہے وہ بھی حقیقتاً من دون اللہ نہیں ہیں بلکہ وہ مقبولانِ بارگاہِ ربّ العزت ہیں اور حضور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے بھی واضح ہے کہ انبیاء و فرشتگان کو معبود ٹھہرا لینے والے درحقیقت شیطان کی پرستش کرتے ہیں لیکن۔ نجدی وہابی کس قدر ظالم ہیں کہ وہ قرآن و حدیث میں تحریف کر کے قرآن و حدیث کے منشا کے خلاف انبیاء علیہم السلام اور فرشتوں اور اولیاء اللہ کو "من دون اللہ" قرار دیتے ہیں۔ انہیں بُتوں کے مقام میں شمار کر کے انبیاء و اولیاء سے توسّل و استمداد کرنے والے مسلمانوں کو مشرک و کافر ٹھہراتے ہیں۔

مشرکین کفّار اور نجدی وہابی دونوں اللہ تعالیٰ کے حکم کو نہ مان کر انکار و بغاوت میں یکساں ہیں

اللہ عزّوجل فرماتا ہے۔ انما ولیّکم اللّٰہ ورسولہٗ والذین آمنوا الذین یقیمون الصّلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون ۝ ومن یتول اللّٰہ ورسولہٗ والذین امنوا فانّ حزب اللّٰہ ھم الغالبون۔ (سورہ المائدہ ع ۸) اے مسلمانو! "تمہارے مددگار نہیں مگر اللہ

اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم رکھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔ (اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں) اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو اپنا مددگار (دوست) بنائے تو بے شک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے" اس آیت مبارکہ میں اللہ و رسول اور نیک بندوں میں مدد کو منحصر فرما دیا کہ بس یہی مددگار ہیں تو ضرور یہ مدد خاص ہے جس پر نیک بندوں کے سوا اور لوگ قادر نہیں ورنہ عام مددگاری کا علاقہ تو ہر مسلمان کو ہر مسلمان کے ساتھ ہے کہ فرمایا ہے والمؤمنون والمؤمنات بعضھم اولیاء بعض ۰ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا محبوب محمد مصطفےٰ صلیّ اللہ علیہ وسلّم اور دیگر انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام اور اولیاء اللہ "من دون اللہ" نہیں میرے اولیاء ہیں۔ میں نے ان کو تمہارے لئے وسیلہ۔ مددگار۔ شفیع مان لیا ہے مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو تسلیم کرتے ہوئے انبیاء و اولیاء اللہ کو وسیلہ، مددگار۔ شفیع بنا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ بُت من دُون اللہ ہیں۔ میں نے ان کو وسیلہ، مددگار، شفیع نہیں بنایا۔ مسلمانوں نے بُتوں کو وسیلہ، مددگار، شفیع نہیں سمجھا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم مان لینا ہی حق اور عین ایمان ہے مسلمان وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں جیسا وہ حکم فرمائے مسلمان سر تسلیم خم کر دے۔ لیکن اس کے برعکس خدا نے مشرکین سے فرمایا بتوں کو وسیلہ، مددگار، شفیع نہ سمجھو۔ انہوں نے بتوں کو وسیلہ، مددگار، شفیع سمجھ کر سرتابی کی خدا کے باغی ہو گئے۔ نجدیہ وہابیہ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو نہ مانا انبیاء و اولیاء کو من دُون اللہ قرار دے کر ان کو وسیلہ،

مددگار، شفیع نہ سمجھا خدا کے باغی ہو گئے۔ پس مشرکین کفار اور نجدی وہابی انکار وبغاوت میں یکساں ہیں۔ "نعوذ باللہ من ذالک"

تفسیر نجدیہ وہابیہ میں بہت بڑا فریب اور دھوکہ

یہ دیا جارہا ہے کہ آیاتِ قرآن مجید میں "من دون اللہ" کفار کے باطل معبودوں بتوں کے لئے وارد ہوا ہے لیکن نجدی تفسیر میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ کو منْ دُونِ اللہ قرار دیا جاتا ہے۔ اور مسلمانوں پر بہتان باندھا جاتا ہے کہ یہ لوگ انبیاء واولیاء اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے دلیل یہ دیتے ہیں کہ مسلمان انبیاء واولیاء۔ سے توسل واستمداد کرتے ہیں ان کی قبروں پر جاتے ہیں ان کے نام کی نذر ونیاز دیتے ہیں یہ سب کام عبادت میں داخل ہیں شرک و کفر ہیں اور نجدی سعودی وہابیہ کی تفسیر پڑھ کر سیدھے سادے کم علم مسلمان ان کے اس فریب میں آکر دھوکہ کھا جاتے ہیں اور بہک کر سیدھی راہ صراط مستقیم سے بھٹک کر جہنم میں جانے والی گمراہی کی راہ پر چل پڑتے ہیں۔ لہذا مسلمانوں کو اس گمراہی اور ایمان کی تباہی سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے

منْ دُونِ اللہ کا صحیح مطلب

واضح کر دیا جائے۔ اس کے بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام قدس اللہ باسرا ہم سے توسّل واستمداد واستغاثہ مزارات مقدسہ پر حاضری اور نذر ونیاز وغیرہ کا اثبات آیات قرآن مجید اور روایات حدیث شریف سے مفصلاً تحریر کیا جائے

واضح رہے کہ مِنْ دُوْنِ اللہ کی دو قسمیں ہیں۔ واقعی اور غیر واقعی۔ واقعی وہ ہیں جن کا تعلق، اللہ تعالیٰ سے حقیقتاً منقطع ہے، معبودان باطل اللہ تعالیٰ نے ان کو مخلوق کے لئے وسیلہ، مددگار، شفیع نہیں بنایا۔ انہیں کچھ اختیار نہیں "دون" کے لغوی معنے ہیں "قصر" (مفردات راغب اصفہانی) یعنی علیحدگی، کٹ جانا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "وَمُقَصِّرِيْنَ" لہٰذا من دُون اللہ وہ ہے جو اللہ سے کٹا ہوا ہو متعلق نہ ہو۔ یہ سب اولیاء اللہ نہیں بلکہ قطعاً اولیاء مِنْ دُوْنِ اللہ ہیں۔ جیسے بُت اور ہندوؤں کے دھرم کے مطابق خدا کے اَوتار۔ رام۔ لچھمن۔ کرشن۔ مہادیو وغیرہم جن کی تردید قرآن حدیث نے فرمائی۔

"غیر واقعی" وہ مقبول ہستیاں جنہیں کفار و مشرکین نے مستقل بالذات متصرف وصاحب قدرت مان لیا اور ان کو بھی معبود جان کر ان کی عبادت کرنے لگے یا انہیں خدا کی بیٹیاں اور بیٹے جان کر انہیں خدائی میں شریک ٹھہرالیا۔ اور ان میں خدائی مان لی جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نصاریٰ نے اور حضرت عزیر علیہ السلام کو یہود نے خدا یا خدا کا بیٹا مان کر معبود ٹھہرالیا یا بعض مشرکین نے ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں بنادیا۔ پس یہ نفوس قدسیہ از روئے عقیدۂ کفار و مشرکین کے "من دُون اللہ" ہیں مگر حقیقتاً اولیاء اللہ ہیں یعنی حقیقتہً "مِنْ دُوْن اللہ" نہیں ہیں۔ اللہ عزّوجل نے ان کی تردید فرمائی جو حقیقتہً "مِنْ دون اللہ" ہیں، مگر نجدی وہابی تفسیر میں جن آیات مبارکہ ہیں۔ ان معبودان باطل بتوں وغیرہ کی

تردید فرمائی گئی ہے جو "واقعی من دون اللہ" ہیں جن کا تعلق اللہ تعالیٰ سے حقیقتاً منقطع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو مخلوق کے لئے وسیلہ، مددگار، شفیع نہیں بنایا۔ انہیں کچھ اختیار نہیں دیا۔ اور ان بُتوں کی عبادت کرنے والے مشرکین کفّار کو بڑے ظالم اور گمراہ ٹھہرا کر تردید و مذمت فرمائی گئی ہے۔ ان آیات مبارکہ سے بذریعہ تحریف محبوبانِ خُدا انبیاء و اولیاء کی تردید کی جارہی ہے جو حقیقتہً من دون اللہ نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں ان کا تعلق محبوبیت ہر آن اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہے۔ جنہیں اللہ عزّوجل نے مخلوق کے لئے وسیلہ۔ مددگار۔ شفیع بنایا ہے۔ اور حسبِ ضرورت و استعداد اختیارات بھی عطا فرمائے ہیں۔ مسلمان ان کو اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے جانتے مانتے ہیں ان کو معبود نہیں ٹھہراتے اور نہ ہی ان کی عبادت کرتے ہیں بلکہ تعلیماتِ قرآن وحدیث کے مطابق ان کو وسیلہ، مددگار۔ شفیع جان کر ان سے توسّل و استمداد کرتے ہیں۔ اور ایصال ثواب کے لئے نذر و نیاز دیتے ہیں۔ تفسیر نجدیہ وہابیہ میں تعلیمات قرآن وحدیث کے برعکس ان جائز، مستحب اور سنّت امور کو شرک و کفر ٹھہرایا گیا ہے۔ اور ان امور پر عمل کرنے والے مسلمانوں کو مشرک کافر قرار دیا گیا ہے۔ وہابیہ خبیثہ تعلیماتِ قرآن وحدیث کی تردید اور مخالفت کر کے کفر کا ارتکاب کرتے تو خود ہیں مگر مشرک کافر ٹھہراتے ہیں تعلیماتِ قرآن و حدیث پر عمل کرنے والے مسلمانوں کو الغرض۔

تفسیر نجدیہ سعودیہ از اوّل تا آخر تحریف اور دجل و فریب پر مشتمل ہے

واضح رہے کہ یہ تفسیر لکھنے لکھانے والے خوارج الاصل ہیں ان کے متعلق مقدمتہ الکتاب "دیباچہ" میں سرکار دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلّم اجمعین کے ارشادات سے مختصر اًتعارف تحریر کیا جا چکا ہے۔ ان نجدیہ سعودیہ وہابیہ کے بارے میں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا ارشاد مبارک ہے۔ یتلون کتاب اللّٰہ رطباً لاتجاوز حناجرھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ (صحیح بخاری ص۶۲۳ اور ص۲۶۴ جلد ۲ اور صحیح مسلم جلد اول ص۳۴۱) میں ہے۔ یتلون کتاب اللّٰہ لیناً رطباً۔ (الحدیث) اس کے تحت حضرت امام نووی شارح مسلم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ومعناہ سھلاً لکثرۃ حفظتھم وقیل لیّاً ای یلوون السنتھم بہ ای یحرفون معانیہ وتاویلہ۔ یعنی حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن کو آسانی سے پڑھ لیں گے اور کثرت سے حافظ ہوں گے نیز یہ معنے بھی بیان کئے گئے ہیں کہ یہ لوگ قرآن کے معنوں اور تاویل میں تحریف کریں گے اور غلط مطلب نکالیں گے۔ اس کی تشریح اور تصدیق اس روایت سے ہو جاتی ہے۔ کان ابن عمر یراھم شرار خلق اللّٰہ وقال انّھم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المومنین (صحیح بخاری ص۱۰۲۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خارجیوں کو اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سے زیادہ بُرا جانتے تھے اور فرماتے تھے یہ لوگ ان آیات قرآن کو جو کفار کے بارے میں نازل ہوئیں مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ نیز رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے۔ تکون بعدی ائمۃ لایھتدون بھدلی ولا یستنون بسنتی وسیقوم فیھم رجال قلوبھم قلوب الشیاطین فی جثمان انس (صحیح مسلم جلد دوم صـــ ۱۲۷) میرے بعد ایسے پیشوا پیدا ہوں گے جو میری ہدایت سے ہدایت نہ پائیں گے اور نہ میرے طریقہ پر چلیں گے ان میں ایسے لوگ کھڑے ہو جائیں گے جن کے دل شیطانوں کے دل ہوں گے انسانی لباس میں "نیز فرمایا۔ دعاۃ علی ابواب جھنّم من اجابھم فیھا قذبوہ فیھا۔ "دوزخ کے دروازوں پر بلانے والے جو دوزخ کی طرف لے جانے والی ان کی باتیں مانے گا اسے دوزخ میں ڈال دیں گے۔ یعنی ایسے پیشوا جو لوگوں کو ہدایت کے لباس میں گمراہی دیں گے، خیر دکھا کر شر دکھائیں گے توحید کی آڑ میں گستاخئ رسُول کی تعلیم دیں گے شربت ظاہر کر کے زہر پلائیں گے یہ لوگ دوزخ میں بھیجنے کا سبب ہوں گے۔ "حضرت حذیفہ بن الیمان نے عرض کی یا رسُول اللہ صفھم لنا یا رسول اللہ آپ ہمیں ان کی پہچان بتا دیں" فرمایا نعم۔ ھم قوم من جلدتنا ویتکلمون یالستنا (صحیح مسلم جلد دوم صـــ ۱۲۷ اور صحیح بخاری جلد اول صـــ ۵۰۹) ہاں۔ وہ ہمارے گروہ مسلمانوں میں) سے ہوں گے اور ہماری زبان میں کلام کریں گے۔ نیز فرمایا۔ یخرج فی آخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضان السنتھم

احلی من السکر و قلوبھم قلوب الذئاب۔ (الحدیث) (ترمذی جلد دوم ص۶۳) آخر زمانہ میں کچھ لوگ ظاہر ہوں گے جو دین کے بہانے دنیا کمائیں گے۔ (دنیا کو دین کے ذریعہ دھوکہ دیں گے) لوگوں کے سامنے بھیڑوں کی کھال پہنیں گے۔ (خود کو صلح پسند اور خوش اخلاق ظاہر کریں گے تاکہ لوگ انہیں پاکباز اور خدا رسیدہ سمجھیں) ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی (حالانکہ) ان کے دل بھیڑیوں کے سے (خونخوار) ہوں گے۔ یعنی دھوکہ سے جھپٹ کر لوگوں کے دین و ایمان لوٹنے والے ہوں گے۔ اور تاریخی واقعات شاہد ہیں کہ یہ تمام باتیں سارے وہابیوں میں بہ تمام و کمال موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو خبردار کرتے ہوئے فرمایا۔ لایزالون یخرجون حتی یخرج آخرھم مع الدجال فاذ القیتموھم شر الخلق والخلیقتہ۔ "یہ نکلتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ ان کی آخری جماعت دجال کے ساتھ ہو گی اگر تم ان سے ملو تو جان لو کہ وہ تمام مخلوق میں بدتر ہیں۔" نیز حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو تاکیداً فرمایا۔ ایاکم وایاھم ان لوگوں کو اپنے قریب نہ آنے دو اور نہ تم ان کے قریب جاؤ انہیں خود سے دور رکھنا اور خود بھی ان سے دور رہنا تاکہ تم ان کی گمراہیوں سے بچے رہو۔"

انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام مِنْ دُونِ اللہ نہیں ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کفار سے مناظرہ

سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم ایک روز کعبۂ معظمہ میں داخل

ہوئے۔ اس وقت قریش کے سردار حطیم میں موجود تھے اور کعبہ شریف کے گرد تین سو ساٹھ بُت تھے۔ نضر بن حارث حضور کے سامنے آیا اور آپ سے کلام کرنے لگا حضور نے اس کو جواب دے کر ساکت کر دیا اور یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّکُمْ وماتعبدون من دُون اللّٰہ حصب جھنّم۔ یہ فرما کر حضور تشریف لے آئے۔ پھر عبداللہ بن زبعری سہمی آیا اس کو ولید بن مغیرہ نے اس گفتگو کی خبر دی۔ کہنے لگا "خدا کی قسم میں ہوتا تو ان سے مباحثہ کرتا"۔ اس پر لوگوں نے حضور کو بلایا۔ ابن زبعری یہ کہنے لگا۔" آپ نے یہ فرمایا ہے کہ تم اور جو کچھ اللہ کے سوا تم پُوجتے ہو سب جہنّم کے ایندھن ہیں؟ حضور نے فرمایا۔ ہاں"۔ کہنے لگا یہود تو عزیر کو پُوجتے ہیں اور نصاریٰ حضرت مسیح کو پوجتے ہیں اور بنی ملیح فرشتوں کو پوجتے ہیں"؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "اِنَّ الّذین سبقت لھم مِنّا الحُسنیٰ اولائک عنھا مبعدون (پ ۷، ع ۷) اور بیان فرمادیا کہ حضرت عزیر اور مسیح اور فرشتے وہ ہیں جن کے لئے بھلائی کا وعدہ ہو چکا اور وہ جہنّم سے دور رکھے گئے ہیں"۔ اور حضور نے فرمایا۔" درحقیقت یہود و نصاریٰ وغیرہ شیطان کی پرستش کرتے ہیں"، ان جوابات کے بعد اس کو مجال دم زدن نہ رہی اور وہ ساکت رہ گیا۔ اور درحقیقت اس کا اعتراض کمالِ عناد سے تھا کیوں کہ جس آیت پر اس نے اعتراض کیا اس میں ماتعبدون ہے اور ما زبانِ عربی میں غیر ذوی العقول کے لئے بولا جاتا ہے۔ یہ جانتے ہوئے اس نے اندھا بن کر اعتراض کیا۔ یہ اعتراض تو اہل زبان کی نگاہوں میں کھلا ہوا باطل تھا مگر مزید بیان کے لئے اس آیت میں توضیح فرما دی گئی۔

(تفسیر خزائن العرفان)

اللہ و رسول کے ارشادات سے کفّار ساکت ہو گئے لیکن نجدی تفسیر میں وہی کفّار والی رٹ لگائی جا رہی ھے

چنانچہ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ ص ۱۲۵۲ پر آیت مبارکہ۔ احشروا الذین ظلموا وازواجھم وما کانوا یعبدون من دون اللّٰہ فاھدوھم الی صراط الجحیم کے تحت لکھا ہے "ما" عام ہے تمام معبودین کو چاہے وہ مُورتیاں ہوں یا اللہ کے نیک بندے سب کو ان کی تذلیل کے لئے جمع کیا جائے گا۔ الخ: واضح رہے کہ وہابیہ کے مذہبِ نامہذب میں مُورتیوں سے مراد کفار کے باطل معبود بُت اور نیک بندوں سے تمام محبوبانِ خدا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام اور صالحین اولیاء اللہ اور شہداء قدسنا اللہ باسرارھم مراد لئے جاتے ہیں۔ اور تمام محبوبانِ خدا کو معبودان باطل قرار دیا جاتا اور "منْ دُون اللہ" میں شمار کیا جاتا ہے۔ اور بہانہ یہ بنایا جاتا ہے کہ مسلمان انبیاء و اولیاء سے توسّل کرتے ہیں استمداد کرتے اور ان کو ایصالِ ثواب کے لئے نذر و نیاز دیتے ہیں یہ کام عبادت میں داخل ہیں۔ اس لئے انبیاء و اولیاء معبودان باطل اور مسلمان ان کی عبادت کرنے والے مشرک کافر ہیں۔ اس آیتِ مبارکہ کی نجدی تحریف اور اس کی تردید گذشتہ صفحات میں لکھی جا چکی ہے۔ یہاں یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ جس طرح کفار مکہ کے نمائندے عبداللہ بن زبعری سہمی کافر نے۔ کمالِ عناد کے تحت ماتعبدون۔ کے لفظ "ما" سے حضرت عزیر اور حضرت عیسیٰ علیہم السّلام کو

معبودان باطل میں شمار کیا تھا اسی طرح تفسیر نجدی سعودیہ وہابیہ میں "ما" سے محبوبانِ خدا انبیاء و اولیاء کو کمالِ بغض و عناد کے تحت معبودان باطل میں شمار کیا جا رہا ہے۔ لیکن کفار مکہ۔ اور نجدی وہابیہ میں فرق یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ارشاد اور نزول آیت کو سن کر کفار مکہ ساکت ولاجواب ہو کر چپ ہو گئے۔ لیکن نجدی سعودی تفسیر لکھنے لکھانے والے اس قدر ڈھیٹ ہیں، محبوبان خدا انبیاء و اولیاء سے ان کا کمالِ بغض و عناد اتنا شدید ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد اور آیتِ قرآن کے سامنے کفار والی ہٹ پر آج تک ڈٹ کر وہی رٹ لگا رہے ہیں جو کفارِ مکہ نے لگائی تھی۔ اور شکست کھائی تھی۔ کفار مکہ۔ ساکت ولاجواب ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنی ہار مان لی تھی لیکن یہ کسی صورت ہار نہیں مان رہے۔ اور اس پر یہ دعویٰ ہے کہ ہم توحید کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ کونسی توحید کی؟ توحید شیطانی کی! لاحول ولا قوۃ فقیر سمجھتا ہے کہ۔ مِنْ دُونِ اللہ۔ کی مذکورہ بحث میں مزید طوالت تحصیل حاصل ہے۔ بفضلہ تعالیٰ وبفضل رسولہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم وبفیضان اولیاء کرام قدسنا اللہ باسرارھم مِنْ دُونِ اللہ کا صحیح مطلب واضح کیا جا چکا ہے۔

اور آیاتِ قرآن مجید میں "مِنْ دُونِ اللہ" کی نجدی وہابیہ تفسیر میں کی گئی تحریفات کی تردید مکمل ہو چکی ہے۔

مُادرَیٰ
مُایفعل بی ولابکم
کی
وضاحت

پ حٰمٓ ۲۶ ع ۱۔ نجدی تفسیر ۱۴۱۷ سورہ احقاف ۴۶

آیئہ مبارکہ: قل ماکنت بدعا من الرسل وما ادری مایفعل بی ولابکم ان اتبع الا مایوحی الیّ وما انا الا نذیر مبین ○

ترجمہ نجدی: وہابی۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں کوئی بالکل انوکھا پیغمبر تو نہیں نہ مجھے یہ معلوم ہے کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا میں تو صرف اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی بھیجی جاتی ہے اور میں تو صرف علی الاعلان آگاہ کر دینے والا ہوں۔

نجدی سعودی تفسیر: یعنی پہلا اور انوکھا رسول تو نہیں ہوں بلکہ مجھ سے پہلے بھی متعدد رسول آ چکے ہیں۔ یعنی دنیا میں مکے میں ہی رہوں گا یا یہاں سے نکلنے پر مجبور ہونا پڑے گا مجھے موت طبعی آئے گی یا تمہارے ہاتھوں میرا قتل ہو گا؟ تم جلد ہی سزا سے دوچار ہو گے یا لمبی مہلت تمہیں دی جائے گی؟ ان تمام باتوں کا علم صرف اللہ کو ہے مجھے نہیں معلوم کہ میرے ساتھ یا تمہارے ساتھ کل کیا ہو گا؟ تاہم آخرت کے بارے میں یقینی علم ہے کہ اہل ایمان جنت اور کافر جہنم میں جائیں گے اور حدیث میں جو آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کی وفات پر جب ان کے بارے میں حسن ظن کا اظہار کیا گیا تو فرمایا۔

واللہ ما ادری وانا رسول اللہ مایفعل بی ولا بکم۔

(صحیح بخاری مناقب الانصار باب مقدم النبی واصحابہ المدینۃ) اللہ کی قسم مجھے اللہ کا رسُول ہونے کے باوجود علم نہیں کہ قیامت کو میرے اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ اس سے کسی ایک معیّن شخص کے قطعی انجام کے علم کی نفی ہے الایہ کہ ان کی بابت بھی نص موجود ہو جیسے عشرۂ مبشرہ اور اصحاب بدر وغیرہ۔

ردِّ تفسیر نجدیہ سعودیہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّابَعْد - بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نجدی سعودی تفسیر کے نام نہاد مفسّر نے اس آیۂ مبارکہ کے ترجمہ میں خیانت اور بد دیانتی سے کام لیتے ہوئے اپنے حسب معمول۔ ترجمہ بگاڑ کر لکھا ہے۔ اس بارے میں۔ آیات قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی تردید کا ارتکاب کیا ہے۔ اُمّت کے مسلّمہ اجماعی عقیدہ کو غلط ثابت کرنے کی شیطانی حرکت کی ہے۔ شیطانی توحید کے زعم باطل میں منسوخ شدہ آیت سے غلط استدلال کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے محبوب دانائے غیوب محمّد رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو معاذاللہ۔ اپنی عاقبت اور اُمّت مسلمہ کے ساتھ پیش آنے والے احوال سے مطلقاً بے خبر، لاعلم۔ جاہل ثابت کرنے کی ناکام کوشش کر کے۔ تحریف قرآن و حدیث کے سنگین جُرم کے ساتھ ساتھ رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی توہین کے ناقابلِ معافی جُرم کا ارتکاب بھی کیا ہے کہ حضور کے خداداد علوم و اختیارات

وقدرت تصرف کا انکار توہینِ رسالت ہے۔

فقیر ابوالحسان حکیم محمد رمضان علی قادری غفرلہ الرحمٰن۔ نجدی سعودی وہابیہ کے نام نہاد مفسّرین لیکن حقیقتۃً محرّف کے مذکورہ جرائم کے اثبات کیلئے آیتِ مبارکہ کا صحیح ترجمہ وتفسیر اور حدیث مبارکہ کی صحیح تشریح درج ذیل کر رہا ہے۔

ترجمہ: تم فرماؤ میں کوئی انوکھا رسُول نہیں اور میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی ہوتی ہے اور میں نہیں مگر صاف ڈر سنانے والا۔

(پ ۲۶۔ رکوع ۱) واضح ہو کہ۔ آیت مبارکہ میں۔ وَمَا اَدْرِیْ۔ فرمایا گیا ہے۔ مفردات القرآن میں امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ۔ تحریر فرماتے ہیں۔ اَلدِّرَایَۃُ۔ اس معرفت کو کہتے ہیں جو کسی قسم کے حیلہ یا تدبیر سے حاصل کی جائے۔ یعنی ہر علم کو درایت نہیں کہا جاتا۔ درایۃ وہ علم ہے جو اٹکل۔ قیاس گمان وغیرہ سے حاصل ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے علم کو "درایۃ" نہیں کہا جاتا۔ حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی وحی بھی "درایۃ" سے وراء ہے۔ اس آیت مبارکہ کا منشا یہ ہے کہ آئندہ کی جو باتیں مجھے معلوم ہیں وہ وحی سے معلوم ہیں نہ کہ درایۃ اور قیاس سے کیونکہ درایۃ کا علم ظنّی ہوتا ہے یقینی نہیں ہوتا۔ یہ مطلب نہیں کہ مجھے خبر ہی نہیں کہ تم سے اور مجھ سے کیا معاملہ ہوگا۔ حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو سارے انسانوں کے انجام کی خبر ہے اس لئے سرکارِ دو عالم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام قیامت میں سب مومنوں۔ منافقوں۔ کافروں۔ ملحدوں

مرتدوں وغیرہم سب کے گواہ ہیں۔ اللہ عزّوجل فرماتا ہے۔ فکیف اذا جئنا

من کل امۃ بشھید وجئنابک علیٰ ھؤلاء شھیدا۔ (پ ۵ ع ۳)

تو کیسی ہوگی جب ہم ہر اُمّت سے ایک گواہ لائیں گے۔ (اُس نبی کو اور وہ

اپنی اُمّت کے ایمان و کفر و نفاق اور تمام افعال پر گواہی دیں گے کیونکہ انبیاء علیہم

الصّلوٰۃ والسّلام اپنی اُمتّوں کے افعال سے باخبر ہوتے ہیں) اور تمہیں ان سب پر

گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں گے کہ تم نبی الانبیاء ہو اور سارا عالم تمہاری اُمّت (خزائن العرفان)

اس بیان سے ثابت ہوا کہ نجدی سعودی وہابی نے آیت مبارکہ "ما ادری"

کے معنے غلط نکالے اور تفسیر لکھتے ہوئے آیتِ مُبارکہ کے اصل مفہوم میں تحریف

کر کے اپنی عاقبت تباہ کی اور مسلمانوں کو بھی گمراہ کر کے صراط مستقیم سے بھٹکا

کر جہنم کی راہ پر لگانے کی کوشش میں ہے۔ بمصداق

ع ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔

آیت مبارکہ: ما ادری مایفعل بی ولا بکم۔ کا صحیح مطلب یہ

ہے کہ جو کچھ میرے ساتھ ہونے والا ہے۔ اور جو کچھ تمہارے ساتھ ہونے والا

ہے اس کو میں اٹکل اور قیاس سے نہیں جانتا کہ اس میں کسی شک وشبہ کی

گنجائش ہو سکے بلکہ ان امُور کو وحیِ الٰہی سے جانتا ہوں یعنی جو کچھ میرے

اور تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ معاملہ کرے گا اس کو میں اللہ تعالیٰ کے دیئے

ہوئے علم کی بناء پر یقینی طور سے جانتا ہوں۔

جواب نمبر ۲

آیتہ مُبارکہ ما ادری ما یفعل بی و لابکم منسوخ ہے

تفسیر جلالین کے حاشیہ پر تفسیر کمالین میں ہے۔ لما نزلت ھٰذہٖ الآیۃ فرح المشرکون والمنافقون وقالوا کیف نتّبع لایدری بہٖ ولابنا وانہٗ لافضل لہٗ علینا ولولا انّہٗ ابتدع الذی یقولہٗ من تلقاء نفسہٖ لاَخبَرَہٗ الذی بَعَثَہٗ بما یفعل بہٖ فنسخت ھٰذہٖ الآیۃ وارغم الیہ انف بنزول قولہ تعالٰی لیغفرلک اللّٰہ ماتقدم من ذنبک وماتاخر الآیہ فقالت الصحابۃ ھنیٔالک یارسُول اللّٰہ لقد بیّن اللّٰہ لک مایفعل بک قلت ماشعرنا ماھوفاعل بنا فنزلت لیدخل المومنین والمومنات جنات تجری من تحتھا الانھار الآیہ ونزلت وبشرالمومنین بان لھم من اللّٰہ فضلاکبیرا فھٰذہ الآیۃ نزلت فی اوائل الاسلام۔

جب یہ آیت نازل ہوئی مشرکین اور منافقین بہت خوش ہوئے اور بولے ہم ایسے شخص کی تابعداری کیونکر کریں جو یہ نہیں جانتا کہ اس کے ساتھ اور ہمارے ساتھ کیا ہوگا اور یقیناً اس کو ہم پر کچھ بھی فضیلت نہیں ہے۔ اور اگر وہ قرآن کو اپنی طرف سے گھڑ کر نہ کہتا ہوتا تو اس کو بھیجنے والا خدا اسے بتا دیتا پس یہ آیت منسوخ کر دی گئی اور منکرین مشرکوں اور منافقوں کی ناک

حضور کے لئے خاک آلود کر دی یعنی حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے سامنے انہیں ذلیل و خوار کر دیا۔ یہ آیت نازل فرما کر۔ لیغفرلک اللّٰہ ماتقدّم من ذنبك وماتأخر۔ الآیۃ۔ پس صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی یارسُول اللہ آپ کو مبارک ہو۔ جو کچھ آپ کے ساتھ ہونے والا ہے وہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا لیکن ہم کو یہ معلوم نہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ کیا کرے گا۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ لیدخل المومنین والمومنات جنات تجری من تحتها الانهار۔ الآیۃ۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔

وبشّر المومنین بانّ لهم من اللّٰہ فضلا کبیرا۔ یہ آیت مایفعل بی ولابکم۔ اوائل اسلام میں نازل ہوئی تھی۔ بعد میں منسوخ کر دی گئی۔

(تفسیر کمالین)

حضرت مُلّا عبدالرّحمٰن دمشقی رحمۃ اللہ علیہ رسالہ "ناسخ و منسُوخ" میں فرماتے ہیں

قولهٗ تعالیٰ ماادری مایفعل بی ولابکم نسخ بقوله تعالیٰ انافتحنالک فتحًا مّبینا لیغفرلک اللّٰہ ماتقدم من ذنبک وما تاخّر یعنی آیت ماادری مایفعل بی ولابکم اس آیت انافتحنالک

الآیۃ سے منسوخ ہوچکی ہے۔

تفسیر خازن میں ہے

لمّا نزلت ھٰذہ الآیۃ فرح المشرکون فقالوا واللاتِ والعُزّیٰ ما امرنا وامر محمد الّا واحداً ومالہٗ علینا من مزیّۃ و فَضْلٍ لولا انّہٗ ما ابتدع مایقولہٗ لَاَخْبَرَہٗ الذی بعثہٗ بما یفعل بہٖ فانزل اللّٰہ عزّوجلّ لیغفرلك اللّٰہ ماتقدم من ذنبك الآیۃ فقالت الصحابۃ ھنیئالك یانبی اللّٰہ قد علمت مایفعل بك فماذا یفعل بنا فانزل اللّٰہ لیدخل المومنین والمومنات جنّٰت الآیۃ وانزل وبشّر المومنین بانّ لھم من اللّٰہ فضل کبیرا وھٰذا قول اَنَسٍ وَ قتادۃ وعکرمۃ قالا انّما ھٰذا قبل ان یخبر بغفران ذنبہٖ عام الحدیبیۃ فنسخ ذالك۔ جب یہ آیتہ (ما ادری مایفعل بی ولابکم) نازل ہوئی تو مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لات وعزیٰ کی قسم ہمارا اور محمّد کا تو یکساں حال ہے ان کو ہم پر کوئی زیادتی اور بزرگی نہیں۔ اگر وہ قرآن کو اپنی طرف سے گھڑ کر نہ کہتا ہوتا تو اس کو بھیجنے والا خدا اس کو بتا دیتا کہ اس سے کیا معاملہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے لیغفرلك اللّٰہ ماتقدم الآیۃ۔ نازل فرمائی پس صحابہ نے عرض کی یا نبی اللہ آپ کو مبارک ہو آپ نے تو جان لیا جو آپ کے ساتھ معاملہ کیا جائے گا اب ہمیں بھی بشارت دیجئے کہ

ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ لیدخل المومنین والمومنات جنّٰتٍ الآیۃ۔ داخل فرمائے گا اللہ مسلمان مرد اور عورتوں کو (جنّتوں میں) اور یہ آیت اتری۔ وبشر المومنین بانّ لھم من اللہ فضلا کبیرا۔ اے میرے حبیب مومنوں کو خوشخبری دیجئے کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہے۔ یہ حضرت انسؓ اور حضرت قتادہ اور حضرت عکرمہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ارشاد ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ آیتہ (ما ادری مایفعل بی ولا بکم) اس سے پہلے نازل ہوئی تھی جب کہ صلح حدیبیہ کے سال میں اللہ تعالیٰ نے لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک الآیۃ نازل فرما کر حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو (بذریعہ وحی) مطلع فرمایا پس یہ آیت (ما ادری مایفعل بی ولا بکم) منسوخ ہوگئی۔

دُنیا و آخرت میں مُسلمانوں اور کفّار کے ساتھ جو کچھ ہونے والا ہے حضُور کو اجمالاً و تفصیلاً بتا دیا گیا

تفسیر صاوی ص۶۳ جلد ۴ میں۔ مندرجہ بالا تفسیر خازن کے بیان کی طرح لکھنے کے بعد فرمایا۔ فما خرج صلّی اللہ علیہ وسلّم من الدنیا حتّٰی اعلمہ اللہ فی القرآن مایحصل لہٗ وللمومنین والکافرین فی الدنیا والآخرۃ اجمالاً وتفصیلاً۔ حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے دنیا سے تشریف لے جانے سے

پہلے آپ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اجمال اور پوری تفصیل کے ساتھ وہ سب بتا دیا جو کہ آپ سے اور مومنین کے ساتھ اور کافروں کے ساتھ دنیا و آخرت میں ہونے والا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر معتبر و متداول تفسیروں میں بھی آیت۔ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم۔ کا یہی مطلب بیان کیا گیا ہے۔ لیکن توحید شیطانی کے حامل نجدی سعودی نام نہاد مفسّر اور حقیقتہً محرفِ قرآن وہابی نے صحابہ کرام علیہم الرضوان، مفسّرین عظام اور علماء اُمت رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کی توحیدِ رحمانی اسلامی کے متفقہ عقیدہ کو رد کر کے یہی لکھا ہے " آپ کہہ دیجئے کہ میں کوئی بالکل انوکھا پیغمبر تو نہیں نہ مجھے یہ معلوم ہے کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا"۔

نعوذ باللہ من شرور الوہابیۃ الخبیثۃ۔ معلوم ہوا کہ نجدیوں سعودیوں وہابیوں کا راستہ ہی صراط مستقیم سے الگ ہے۔ یہ اشقیاء ازلی امّت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام کو بلاوجہ مشرک ٹھہرانے اور محبوب خدا محمّد مصطفٰےؐ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی شان ارفع و اعلیٰ کو گھٹانے، مسلمانوں کے دلوں سے تعظیم رسُول کو مٹانے کی خاطر کس کس طرح پاپڑ بیلتے ہیں آیاتِ قرآن اور روایات کے معانی و مطالب من گھڑت بناتے اور منسوخ شدہ آیات چُن کر تلاش کر کے مسلمانوں کو بہکانے بھٹکانے کی خاطر لاتے ہیں۔

نجدی سعودی وہابی آج تک مشرکین ومنافقین کے طرزِ عمل پر قائم ہیں

جب آیت مبارکہ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم نازل ہوئی تو مشرکین ومنافقین نے کہا کہ جس طرح ہمیں اپنی عاقبت کی خبر نہیں اسی طرح محمّد (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) کو بھی خبر نہیں اور اس امر میں ہم اور محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) برابر ہیں۔ مگر جب یہ آیت مبارکہ انا فتحنا لک فتحا مبینا۔ الآیۃ نازل ہوئی تو دشمنانِ رسول مشرکین ومنافقین کا منہ بند ہو گیا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے خوش ہو کر آپ کو مبارکباد کہہ کر آپ سے اپنی عاقبت کے متعلق سوال عرض کیا تو لیدخل المومنین والمومنات جنّٰت الآیۃ اور بشّر المؤمنین الآیۃ کے نزول کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان مطمئن ہو گئے مگر نجدی سعودی وہابی آج تک مشرکین ومنافقین والے اسی عقیدہ اور طرزِ عمل پر قائم ہیں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نہ اپنی عاقبت کے متعلق علم ہے اور نہ کسی دوسرے کی عاقبت کا علم ہے اور اپنے اس عقیدۂ باطل کے اثبات میں یہی آیت۔ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم۔ (جس کا صحیح ترجمہ وتفسیر قارئین پڑھ چکے ہیں۔) اور صحیح بخاری کے حوالے سے حضرت امّ العلاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں سے اپنی مطلب برآری کے لئے۔ حدیث کا ایک فقرہ۔

"واللہ ما ادری ۔ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰہ ۔ مَا یُفْعَلُ بِی ولا بِکُمْ ۔ اللہ کی قسم مجھے اللہ کا رسول ہونے کے باوجود علم نہیں کہ قیامت کو میرے اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ لکھ کر کم علم مسلمانوں کو بہکانے کی کوشش سے باز نہیں رہ سکا۔ اس کا مفہوم بگاڑ کر لکھا ہے ۔ اس سے کسی معین شخص کے قطعی انجام کے علم کی نفی ہے۔ الا یہ کہ ان کی بابت بھی نص موجود ہو جیسے عشرہ مبشرہ اور اصحاب بدر وغیرہ "۔

حالانکہ آیتِ قرآن مجید کی طرح اس روایت حدیث میں بھی لفظ.... ما ادری۔ ہے جس کے معنے ہیں۔ میں اپنے اٹکل وقیاس سے نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسُول ہوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا بلکہ مجھ کو وحی الٰہی سے اس کا یقینی علم حاصل ہے تو اے ام العلاتم جو عثمان ابن مظعون کے جنّتی ہونے کی گواہی محض قیاس سے دے رہی ہو یہ معتبر نہیں اس غیب کی خبروں میں تو انبیاء کرام بھی قیاس نہیں فرماتے۔ واضح رہے کہ قرآن مجید کی آیتہ ما ادری مایفعل بی ولا بکم۔ کے منسوخ ہو جانے کے بعد بھی اس سے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو معاذ اللہ۔ بے خبر، لا علم ثابت کرنے کے لئے استدلال وہابیہ خبیثہ کی فریب کاری دھوکہ دہی اور ابلیسانہ حرکت ہے۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث رحمتہ اللہ علیہ بھی مشکوٰۃ کی شرح اشعتہ لمعات جلد ۴ صہ ۲۷۵ پر اس حدیث مبارکہ کی شرح کے آخر میں فرماتے ہیں ۔

"وحق آنست کہ ورود ایں قول پیش از نزول قول حق سبحانہٗ ہست

لیغفرلک اللّٰہ ماتقدم من ذنبک وماتاخّر۔ حق یہ ہے کہ اس قول (ماادری) کا ورود حق سبحانہٗ کے قول لیغفرلک اللّٰہ ماتقدم من ذنبک وماتاخّر۔ نازل ہونے سے پہلے کا ہے"۔ یعنی منسوخ ہوچکا ہے۔

نجدی سعودی تفسیر میں آیتہ مبارکہ: قل ماکنت بدعامن الرسل وماادری مایفعل بی ولابکم سے توہین رسالت کی تردید بدلائل قاہرہ مکمل ہوچکی۔ فالحمد للّٰہ علی ذالک والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہٖ سیدنا محمد رسول اللّٰہ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔ اب روایت حدیث مبارکہ کے حوالہ سے جو

حدیث میں تحریف اور توہینِ رسالت کا شیطانی ارتکاب

کیا گیا ہے اس کی تردید اور وضاحت ملاحظہ ہو۔ نجدی نام نہاد مفسّر لکھتا ہے "اور حدیث میں جو آیا ہے کہ نبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم نے بعض صحابہ کی وفات پر جب ان کے بارے میں حسنِ ظن کا اظہار کیا گیا تو فرمایا۔ واللّٰہ ماادری وانارسول اللّٰہ مایفعل بی ولابکم۔ (صحیح بخاری مناقب الانصار باب مقدم النبی واصحابہ المدینۃ) اللہ کی قسم مجھے اللہ کا رسول ہونے کے باوجود علم نہیں کہ قیامت کو میرے اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ اس سے کسی ایک معیّن شخص کے قطعی انجام کے علم کی نفی ہے۔ اِلّا یہ کہ ان کی بابت بھی نص موجود ہو جیسے عشرہ مبشرہ اور اصحاب بدر وغیرہ "۔

شقئ ازلی نجدی نام نہاد مفسر نے معمول وہابیہ کے مطابق غلط بیانی اور تحریف کرتے ہوئے رسُول دشمنی کا بدترین مظاہرہ کیا ہے۔

اوّل یہ کہ: اس خبیث نے "بعض صحابہ کی وفات پر" لکھا۔ یہ صریح غلط بیانی ہے کہ روایت حدیث میں بعض صحابہ کی وفات پر۔ ایسا واقعہ ہونے کا ذکر تو کیا اشارہ تک نہیں ہے۔ چند صحابہ کی وفات پر یہ واقعہ ہر گز نہیں ہوا۔ یہ واقعہ صرف حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر ہوا۔

دوم یہ کہ: صحیح بخاری کے جس حوالہ سے روایت ان الفاظ سے واللہ مادری وانا رسول اللہ مایفعل بی ولا بکم۔ نجدی مفسر نے لکھی ہے اس میں لفظی تحریف کردی ہے۔ اور معنی بھی تحریف کر کے وہی لکھے جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو اپنے اور دوسروں کے انجام سے لاعلم قرار دیا جاسکے۔ جب کہ اس باب کے تحت صحیح بخاری کی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ واللہ مادری وانا رسول اللہ مایفعل بہٖ ولا بکم۔ اللہ کی قسم جب کہ میں اللہ کا رسول ہوتے ہوئے اندازہ اور اٹکل سے یہ نہیں جانتا کہ عثمان بن مظعون اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ صحیح بخاری کی اس روایت کا پس منظر یہ ہے کہ جب مشہور صحابی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور ان کو کفن پہنایا گیا تو رسول اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلّم نے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا (ان کی پیشانی کو چُوما) جس پر ایک صحابیہ حضرت اُمّ العلاء انصاری رضی اللہ عنہا نے کہا۔

"اے عثمان تجھے جنّت مبارک ہو یقیناً تیری عاقبت بالخیر ہے"۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی موجودگی میں ایک غیبی بات پر اتنے یقین اور وثوق کے ساتھ اس طرح کہنا کمالِ ادب کے بھی خلاف تھا اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے فرمان مبارک کا انتظار کئے بغیر اس طرح کہدینا ٹھیک بھی نہیں تھا اس لئے رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس صحابیہ کو تنبیہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

وما ادری وانا رسول اللّٰہ ما یفعل بہٖ ولا بکم۔ (ملاحظہ ہو۔ صحیح بخاری ص ۱۴۷۴ حدیث نمبر ۷۰۱۸ مطبوعہ ریاض۔ باب عین الجاریہ فی المنام) میں اللہ کا رسول ہوتے ہوئے قیاس واٹکل سے یہ نہیں جانتا کہ عثمان بن مظعون کے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔" تو اے اُمّ العلاء تُو نے جزم ویقین کے ساتھ اپنے قیاس واٹکل سے کیوں کہدیا کہ: اے عثمان تجھے جنّت مبارک ہو یقیناً تیری عاقبت بالخیر ہے۔ شارحین حدیث محدّثین عظام علیہم الرحمتہ نے اس روایت حدیث کی شرح میں اسی طرح لکھا ہے۔ چنانچہ شیخ المحققین عبدالحق محدّث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں" درحقیقت مضمون ایں زجرو منع است بطریق مبالغہ برسوء ادب درحضرت نبوّت وحکم برغیب وجزم بداں ظاہر ایں حدیث آنست کہ عاقبت مبہم است وہیچ کس نہ مے داند کہ چہ خواہد شد۔ وایں درباب انبیاء ورسل خصوصاً درحق سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ وعلیہم اجمعین منفی است بدلائل قطعیہ کہ دلالت دارند برجزم ویقین بحسن عاقبت ایشاں"۔ (شرح مشکوٰۃ اشعتہ اللمعات ص ۲۵۳ جلد ۴)

ترجمہ: دراصل اس حدیث کے مضمون سے یہ واضح ہوتا ہے کہ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس صحابیہ (اُمّ العلاء) کو نبی اللہ کی موجودگی میں ایک غیبی بات پر بطریق مبالغہ اتنے یقین کے ساتھ حکم لگانے سے جھڑک کر منع فرمایا کہ اس کا یُوں کہنا۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی شان میں بے ادبی ہے۔ اس حدیث کے ظاہری معنے یہ ہیں کہ عاقبت مبہم ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ کیا ہوگا۔ لیکن یہ بات انبیاء ورُسل خصوصاً سیّد المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کے بارے میں نہیں کہی جاسکتی اس لئے کہ دلائل قطعیہ کے ساتھ ان کی حُسنِ عاقبت بجزم ویقین ثابت ہے"۔

(اشعتہ اللمحات شرح مشکوٰۃ۔ ص۲۵۳ جلد چہارم۔ اس کے علاوہ علامہ طیبیؔ محدّث شارح مشکوٰۃ نے بھی۔ "شرح طیبیؔ ص۱۸ جلد ۱۰" پر اور شارح مشکوٰۃ علاّمہ محدّث علی قاری نے بھی "مرقات ص۷۶ جلد ۱۰") پر اس حدیث کی تشریح اسی طرح کی لکھی ہے۔ علیہما الرحمتہ والغفران۔

نجدی سعودی تفسیر میں توہین رسالت کے لئے بددیانتی کا شرمناک مظاہرہ

حدیث مذکورہ:۔ "واللہ ما ادری۔ الخ صحیح بخاری میں چھ مختلف مقامات پر مختلف الفاظ سے مروی ہے۔

وہ مختلف چھ مقامات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ باب القرعۃ فی المشکلات ۔ میں یہ حدیث ان الفاظ سے مروی ہے۔ واللّٰہ ما ادری وانا رسول اللّٰہ ما یفعل بہٖ ولا بکم ۔" اللہ کی قسم میں اللہ کا رسول ہوتے ہوئے قیاس و اٹکل سے یہ نہیں جانتا کہ عثمان بن مظعون کے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا"

۲۔ باب مقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ المدینۃ میں بھی حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔" واللّٰہ ما ادری وانا رسول اللّٰہ ما یفعل بہٖ ولا بکم۔" ترجمہ وہی ہے جو اوپر لکھا جاچکا ہے۔

۳۔ باب العین الجاریۃ فی المنام میں بھی حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔" واللّٰہ ما ادری وانا رسول اللّٰہ ما یفعل بہٖ ولا بکم"۔

۴۔ باب الدخول علی المیت بعد الموت اذا ادرج فی اکفانہ۔ اس باب میں یہ حدیث دو مختلف الفاظ سے مروی ہے ۔ ۱۔" واللّٰہ ما ادری وانا رسول اللّٰہ ما یفعل بہٖ ولا بکم"۔

۵۔ ۲۔" واللّٰہ ما ادری وانا رسول اللّٰہ ما یفعل بی ولا بکم"۔

۶۔ باب رؤیا النساء ۔ اس باب میں اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ "واللّٰہ ما ادری وانا رسول اللّٰہ ماذا یُفعَلُ بی ولا بکم"۔ یعنی صحیح بخاری میں اس روایت کے الفاظ چار مقامات میں ۔ ما یُفعَلُ بہٖ۔ عثمان بن مظعون کے ساتھ کیا کیا جائے گا منقول ہیں۔ اور دو مقامات میں ۱۔ ما یفعل بی ۲۔ ماذا یفعل بی ۔ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا منقول ہیں

ان مختلف الفاظ کے بارے میں شارحین حدیث محدثین کرام فرماتے ہیں کہ۔ مایفعل بی ۔ اور ماذا یفعل بی۔ کے الفاظ کہنے والے راوی سے غلطی ہوئی ہے۔ چنانچہ حضرت ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ شارح بخاری ۔ فرماتے ہیں۔ فی روایۃ الکشمیھنی بہ وھو غلط منہ فان المحفوظ فی روایۃ اللیث ھٰذا ولذالک عقبہ المصنف بروایۃ نافع بن یزید عن عقیل التی لفظھا مایفعل بہٖ (فتح الباری ص۹۰ جلد ثالث) کشمیھنی کی روایت سے ثابت ہے کہ اس حدیث کے الفاظ میں راوی سے غلطی ہوئی ہے۔ حدیث کے وہ الفاظ زیادہ صحیح اور محفوظ ہیں جن کو لیث نے اپنی روایت میں ذکر کیا ہے۔ لیث والی روایت کے الفاظ امام بخاری نے نافع بن یزید سے۔ "مایفعل بہٖ" روایت فرمائے ہیں۔

نیز صحیح بخاری کے قدیم شارح ابن بطال نے لکھا ہے۔ وقد روی فی ھٰذا الحدیث مایفعل بہٖ وھو الصواب (شرح بخاری لابن البطال ص۲۴۲ جلد ثالث)

اس حدیث میں صحیح الفاظ "مایفعل بہٖ ۔ روایت شدہ ہیں"۔ یعنی مایفعل بی اور ماذا یفعل بی ۔ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ غلط ہیں راوی کی غلطی سے ہیں۔ حدیث کے صحیح الفاظ مایُفعَلُ بِہٖ ۔ ہیں عثمان بن مظعون سے کیا کیا جائے گا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

مولای صلّ وسلّم دائمًا ابدًا ٭ علی حبیبک خیر الخلق کلّھمٖ

نجدی سعودی وہابیہ کا یہ کس قدر بڑا ظلم اور سنگین جرم ہے کہ یہ صحیح بخاری میں منقول ان چار روایات کو جن میں صحیح لفظ "بہٖ" ہے۔ "عثمان بن مظعون کے ساتھ کیا کیا جائے گا"۔ ان کو تو مانتے نہیں اور جن دو روایات کو جن میں راوی کی غلطی سے غلط لفظ "بی" وارد ہے۔ "میرے ساتھ کیا کیا جائے گا"۔ چونکہ ان سے تنقیص شانِ رسالت کا اظہار ہوتا ہے۔ ان کو نہ صرف یہ کہ مانتے ہیں بلکہ نجدی سعودی تفسیر میں شامل کر کے دوسروں سے منوانے کی کوشش کرتے ہیں کہ کم علم مسلمان نجدیہ سعودیہ وہابیہ کی تحریفِ قرآن وحدیث کو سمجھ نہ سکنے کی وجہ سے وہابیہ کے عقیدۂ باطل کو تسلیم کرلیں گے کہ (معاذ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلّم کو نہ اپنی عاقبت کی خبر ہے اور نہ ہی دوسروں کی عاقبت کے بارے میں کچھ جانتے ہیں۔ حالانکہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نہ صرف یہ کہ اپنی عاقبت سے مفصّلاً واقف ہیں بلکہ ہر انسان کے بارے میں یقینی طور پر جانتے ہیں کہ فلاں جنّت میں جائے گا اور فلاں جہنّم میں داخل ہوگا۔ لیکن نجدی سعودی وہابی تفسیر لکھنے لکھوانے والے اشقیاء ازلی ان آیات قرآن مجید اور روایات حدیث شریف کو نہیں مانتے۔ ان میں تحریف معنوی ولفظی کر کے نہ صرف یہ کہ اس حقیقت کا صاف انکار کر دیتے ہیں بلکہ تاویلات فاسدہ کے ذریعہ شرک وکفر ٹھہراتے ہیں۔ وہابیوں کے اس طرز عمل سے صاف ظاہر ہے کہ

رسول دشمنی کی پاداش میں انکا ایمان سلب کیا جاچکا ہے اور ان کے دل اندھے کر دیئے گئے ہیں

یہی وجہ ہے کہ نجدی سعودی تفسیر میں تحریف و تلبیس کی انتہا کر دی گئی ہے۔ چنانچہ نجدی مفسّر نے اللہ تعالیٰ کے محبوب دانائے غیوب محمّد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم کو اپنی اور دوسروں کی عاقبت سے بے خبر ثابت کرنے کے لئے تفسیر نجدی میں صحیح بخاری "باب مقدم النبی واصحابہ المدینۃ" کے حوالہ سے جو روایت نقل کی اس میں تحریف معنوی بھی کی اور تحریف لفظی بھی کر دی ہے۔

اس باب کے تحت۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بہٖ ولا بکم ۔ اللہ کی قسم میں اللہ کا رسول ہوتے ہوئے قیاس واٹکل سے یہ نہیں جانتا کہ عثمان بن مظعون کے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ لیکن خبیث نجدی مفسّر نے "بہٖ" کو "بی" کر کے لکھا ہے یعنی لفظ کو بھی بدل کر تحریف لفظی کا سنگین جُرم کیا اور ترجمہ اس طرح بگاڑ کر لکھا۔ "اللہ کی قسم مجھے اللہ کا رسول ہونے کے باوجود علم نہیں کہ قیامت کو میرے اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔" ترجمہ بگاڑ کر تحریف معنوی بھی کر کے توہینِ رسالت کا مرتکب ہوا۔ کوئی صاحبِ ایمان ایسی کمینہ و ذلیل ترین حرکت

کرنے کا تصور تک نہیں کرسکتا فقیر انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ صفحات میں آیات قرآن مجید اور روایات حدیث درج کرے گا جن سے دشمنانِ خدا ورسول خدا نجدیہ وہابیہ کی تمام خرافات وہفوات وتحریف وتلبیس اور مکروفریب کی قلعی اُتر جائیگی اور نجدی سعودی تفسیر پڑھنے والوں پر روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ نجدی سعودی وہابی توحید شیطانی کے پرستار ہیں۔

نجدی وہابیہ کو قرآن وحدیث کی وہ آیات و روایات کیوں دکھائی نہیں دیتیں جن سے ان کے عقائد باطلہ کی مکمل تردید ہوتی ہے؟

کیا ان اشقیاء ازلی کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک حدیث کی کسی کتاب میں نظر نہیں آیا؟ انا اوّل الناس خروجاً اذا بعثوا وانا قائدھم اذا وفدوا وانا خطیبھم اذا انصتوا وانا شفیعھم اذا حبسوا وانا مبشّرھم اذا ایئسوا الکرامۃ والمفاتیح یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ بیدی۔ (سنن دارمی وترمذی شریف جلد۲ ص۲۰۱ اور مشکوٰۃ شریف ص۵۰۶)

ترجمہ: میں سب سے پہلے روضۂ انور باہر تشریف لاؤں گا جب لوگ اٹھائے جائیں گے اور میں ان کا پیشوا ہوں جب وہ حاضر بارگاہ ہوں گے۔ میں ان کا خطیب ہوں جب وہ دم بخود ہوں گے اور میں ان کا شفیع ہوں۔

جب وہ محبوس ہوں گے اور میں ان کو خوشخبری دینے والا ہوں جب وہ ناامید ہوں گے۔ عزت اور کنجیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہیں اور لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ ہوگا۔ شارح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی قدس سرہ العزیز اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد چہارم صـ۲۷۷ پر۔ الکرامۃ والمفاتیح یومئذ بیدی کے ترجمہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے۔ بزرگی دادن وکلید ہائے بہشت وابواب رحمت آں روز بدست من است۔ بزرگی دینا اور جنّت اور رحمت کے دروازوں کی چابیاں اس (حشر کے) دن میرے ہاتھ (یعنی قبضہ) میں ہیں۔ اور حافظ الحدیث ابن حجر مکّی محدّث نے۔ "الجواہر المنظم صـ۵۲" میں فرمایا۔ انہٗ صلی اللہ علیہ وسلم خلیفتہ اللہ الذی جعل خزائن کرمہٖ وموائد نعمہٖ طوع یدیہ وتحت ارادتہٖ یعطی منہا من یّشاء ویمنع من یشاء "۔ بے شک حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانوں اور اپنی نعمتوں کے خوان آپ کے دستِ کرم (یعنی آپ کے قبضہ واختیار) میں دے دیئے ہیں اور آپ کے ارادہ کے تحت کر دیئے ہیں آپ (ان خزانوں اور نعمتوں میں سے) جس کو چاہیں عطا فرمائیں اور جسے چاہیں محروم رکھیں"۔ ترمذی شریف صـ۲۰۱ جلد دوم میں ایک روایت کے آخر میں ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے۔ "اذا کان یوم القیامۃ کنت امام النبیّین وخطیبھم وصاحب شفاعتھم غیر فخر۔ جب قیامت کا دن ہوگا۔

میں تمام انبیاء (علیہم السلام) کا پیشوا ہوں گا اور ان کی شفاعت کرنے والا ہوں بغیر فخر کے یعنی میرا یہ ارشاد فخریہ نہیں بلکہ اظہار حقیقت اور تحدیث نعمت کے لئے ہے۔ نیز ترمذی جلد ۲ صـ۲۰۱ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انا اوّل من تنشق عنه الارض فاکسیٰ الحُلّة من حلل الجنّة ثمّ اقُوم عن یّمین العرش لیس احدٌ مِن الخلائق یقوم ذالك المقام غیری۔ "میں وہ پہلا ہوں جس کے لئے زمین شق ہو گی اور مجھے جنتی حُلّہ پہنایا جائے گا پھر میں عرش کے دائیں جانب کھڑا ہوں گا اور اس مقام پر میرے بغیر مخلوقات میں سے کوئی نہ پہنچے گا"

نیز بخاری شریف جلد ۲ صـ۱۱۸ اور ترمذی شریف جلد ۲ صـ۱۴۳۔ اور دیگر کتب احادیث میں بھی اس مضمون کی احادیث نام نہاد مفسر نجدی سعودی وہابی اور اس کے ہمنوا نجدی وہابیوں کو دکھائی نہیں دیتیں کہ سرکار دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے "قیامت کے دن جب لوگ پریشان اور غمگین ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت کرانے کی خاطر حضرت آدم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی حالت بیان کر کے طالب شفاعت ہوں گے آپ جواب میں فرمائیں گے لَستُ هُناکُم۔ میرا یہ مقام نہیں کہ تمہارے لئے شفاعت کروں اور فرمائیں گے نُوح (علیہ السّلام) کی خدمت میں جاؤ۔ حضرت نُوح (علیہ السلام) بھی جواب میں فرمائیں گے لَستُ هُناکُم اور فرمائیں گے ابراہیم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی بارگاہ میں حاضر ہو۔ لوگوں کو یہاں سے بھی یہی

جواب ملے گا۔ لَسْتُ هُنَاكُمْ اور انہیں حضرت موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کے پاس جانے کا ارشاد فرمائیں گے وہاں سے یہی جواب پاکر آپ کے ارشاد کے مطابق حضرت عیسیٰ (علیہ السّلام) کی خدمت میں حاضر ہوکر طالب شفاعت ہونگے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی یہی فرمائیں گے۔ لَسْتُ هُنَاكُمْ۔ میرا یہ مقام و منصب نہیں ہے لیکن تم لوگ (حضرت) محمد (رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی بارگاہ میں حاضر ہوکر طلب شفاعت کرو۔ حضور اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فرماتے ہیں۔ پھر لوگ میری خدمت میں حاضر ہوں گے تو میں فرماؤں گا۔ آنَا لَهَا۔ "ہاں میرا منصب ہے میں تمہاری شفاعت کرتا ہوں پھر باذن تعالیٰ بارگاہِ الٰہی میں لوگوں کی شفاعت کروں گا اور لوگوں کو پریشانی اور مصیبت سے نجات دلاؤں گا اور دوزخیوں کو دوزخ سے نکال کر جنّت میں داخل کروں گا۔"

معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو تمام مخلوق کے حالات اور احوال کا علم ہے اور معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بہرہ ور ہونے کے لئے مخلوقِ خدا محمّد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے فضل وکرم کی محتاج ہے۔ ورنہ غور کیجیئے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہوگا کہ مخلوق مصیبت میں گرفتار اور پریشان ہے مگر انہیں مصیبت سے نجات نہ دے گا یہاں تک کہ لوگ جلیل القدر انبیاء کرام علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کی بارگاہوں میں پھرتے پھراتے اللہ تعالیٰ کے محبوب محمّد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر آپ سے توسّل واستمداد نہ کرلیں اور آپ سے فریاد کرکے شفاعت نہ کرالیں۔ پھر جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ان پر رحم فرماکر بارگاہِ الٰہی میں شفاعت فرمائیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی شفاعت قبول فرماکر لوگوں کو مصیبت اور پریشانی سے رہائی بخشے گا اور یہ اس لئے کہ سرکار دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی ارفع واعلیٰ شان کا اچھی طرح مظاہرہ ہوجائے۔

ے فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا: کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

منکرین غور کریں کہ۔ اگر رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے توسل و استمداد اور فریاد واستغاثہ بقول نجدیہ وہابیہ شرک ہے تو حشر کے دن کیونکر جائز ہوسکتا ہے ؟ کیونکہ شرک بہرحال۔ بہر وقت۔ بہر مقام شرک ہے۔ ناقابل معافی جُرم ہے۔ تو ثابت ہوا کہ انبیاء واولیاء توسّل واستمداد اور فریاد واستغاثہ شرک نہیں بلکہ یہ عمل عند اللہ مقبول ومحبوب اور سنّتِ رسول وصحابہ ہے۔ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلّم اجمعین۔ حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔ "بحقیقت دراں روز ظاہر گردد کہ وے صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم محبوب الٰہی وسرورِ کائنات ومظہرِ فیوضِ نامتناہی اوست جل وعلا وخلیفۂ رب العلمین ونائب مالکِ یوم الدین اوست ومقامیکہ اور اباشد ہیچ یکے رانہ باشد وجاہے کہ اور است کسے رانہ بود روز روزِ اوست وحکم حکمِ او بحکم ربّ العالمین،، (مدارج النبوۃ جلد اوّل ص۳۱۸) ترجمہ بہ حقیقت اس (قیامت کے) دن ظاہر ہوگا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم محبوب الٰہی اور کائنات کے سردار اور اللہ تعالیٰ کے فیوضِ نامتناہی کے مظہر ہیں اور ربّ العالمین کے خلیفہ اور نائب مالک یوم الدین آپ ہی ہیں روز قیامت

جو مقام آپ کا ہوگا اور کسی کو حاصل نہ ہوگا اور جو جاہ و مرتبہ آپ کا ہے اور کسی دوسرے کا نہیں روزِ قیامت آپ کا ہی دن ہے اس دن باذن اللہ تعالیٰ آپ کا ہی حکم چلے گا۔ مندرجہ بالا ارشادات نبوی سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نہ صرف یہ کہ اپنے ساتھ ہونے والے معاملات سے بخوبی واقف ہیں بلکہ تمام مخلوق کی عاقبت کو جانتے اور آئندہ پیش آنے والے تمام واقعات و احوال سے باخبر ہیں۔ یہی عقیدہ قرآن و حدیث سے بالوضاحت ثابت ہے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اور مفسّرین و محدّثین، علماء دین اور صلحائے اُمّت اولیاء اللہ اسی عقیدہ پر متفق اور قائم ہیں۔

تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ لکھنے لکھانے والوں کی ناک خاک میں رگڑنے کے لئے مزید چند ایسی روایاتِ حدیث درج ذیل کی جاتی ہیں جن سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے انجام و عاقبت کو جانتے ہیں اور کائنات پر حکمران ہیں۔

حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اَنَّ رسُول اللّٰہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کان علی ثبیر مکة ومعہ ابوبکر و عمر وانا فتحرّک الجَبَلُ حَتّٰی تَساقطت حجارةٌ بالحَضِیضِ فرکزہٗ برجلہ

قال اُسْکُنْ ثَبِیْرُ فَاِنَّمَا عَلَیْكَ نَبِیٌّ وَصَدِیْقٌ وَشَهِیْدَانِ۔ الحدیث۔ رواۃ الترمذی والنسائی والدارقُطْنِیّ۔ (مشکوٰۃ باب فضائل عثمان) رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مکہ ثبیر پہاڑ پر تھے اور حضور کے ساتھ ابوبکر اور عمر اور میں تھا تو پہاڑ ہلا حتیّٰ کہ اس کے پتھر نیچے گر گئے تو اسے حضور نے اپنے پاؤں سے ایڑی ماری فرمایا اے ثبیر ٹھہر جا کہ تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

ثابت ہوا کہ حضور کو سب کے انجام کی خبر ہے کہ کس طرح اور کس حال میں کس کی موت ہوگی۔ کہ فرمایا کہ ایک صدیق ہوکر اور دو (عمر و عثمان) شہید ہوکر وفات پائیں گے۔ ایمان عرفان۔ محبّتِ رحمان عشق رسول میں دنیا سے جائیں گے۔ نیز واضح ہوا کہ۔ آیتہ مادری ما یفعل بی ولا بکم۔ منسوخ آیت سے نجدی وہابی استدلال کر کے کہتے ہیں کہ رسول اللہ کو نہ اپنی عاقبت کی خبر ہے نہ اور کسی کی عاقبت کی خبر ہے۔ نعوذ باللہ من ھفوات النجدیتہ الوہابیہ۔

عن اَنَسٍ اَنَّ النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلم صَعِدَ اُحُدًا و ابوبکر و عمر و عثمان فَرَجَفَ بِهِمْ فضربَهٗ بِرِجلهٖ فقال اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا علیك نبیٌّ وصدیقٌ وشهیدانِ رواہ البخاری۔ (مشکوٰۃ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم اور ابوبکر صدیق اور عمر اور عثمان احد پر چڑھے تو وہ ان سب پر کانپا (پہاڑ خوشی میں وجد کرنے اور دہلنے لگا۔) حضور نے اسے اپنے پاؤں سے مارا۔ فرمایا۔ اے احد ٹھہر جا کہ

تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ اسی قسم کا واقعہ جبل شبیر۔ جبل حراء پر بھی گزرا ہے۔ جبل حراء پر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ ابو بکر صدیق۔ عمر فاروق عثمان غنی۔ علی مرتضےٰ۔ طلحہ۔ زبیر تھے وہ وجد میں آگیا تو حضور نے فرمایا۔ تجھ پر نبی۔ صدیق اور شہداء ہیں۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ۔ از علاّمہ ملّا قاری)

عن ابی موسیٰ الاشعریّ قال کُنتُ مع النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم فی حائطٍ مِنْ حِیتان المدینتہ فجاء رجل فاستَفتَحَ فقال النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم افتح لہٗ وَبَشِّرہُ بالجنّۃ فَفَتَحتُ لہٗ فَاِذَا ابوبکر فَبَشَّرتُہٗ بما قال رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فَحَمِدَ اللہ ثمّ جاءَ رَجُلٌ فاستَفتَحَ فقال النبُّی صلّی اللہ علیہ وسلّم اِفتَح لہٗ وَبَشِّرہُ بِالْجَنَّۃِ فَفَتَحتُ لہٗ فَاِذا عُمَرُ فَاَخبَرتُہٗ بما قال النبُّی صلّی اللہ علیہ وسلّم فَحَمِدَ اللہ ثُمّ اسْتَفتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِی اِفْتَحْ لہٗ وَبَشّرہُ بِالْجَنَّۃِ علیٰ بلوائے تُصِیْبُہٗ فَاِذا عثمانُ فَاَخبَرتُہٗ بما قال النبُّی صلّی اللہ علیہ وسلّم فَحَمِدَ اللہ ثُمّ قال اللہ المُستَعَانُ۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں تھا۔ (حائط اس باغ کو کہتے جو چہار دیواری سے گھرا ہو۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اس باغ کے دروازے پر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دربان بن کر بیٹھے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وسط باغ میں جلوہ افروز تھے) کہ ایک صاحب آئے اس نے کہا دروازہ کھولئے

میں نے عرض کی یارسُول اللہ کوئی صاحب دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں کیا کھول دوں؟ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ان کے لئے دروازہ کھول دو اور انہیں جنّت کی بشارت دے دو۔ حضور انور نے نور نبوّت سے یہ بھی دیکھ لیا کہ دروازہ کھلوانے والے ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) ہیں اور یہ بھی کہ وہ قطعی جنتی ہیں) میں نے دروازہ کھول دیا تو دیکھا کہ وہ ابوبکر ہیں میں نے ان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی بشارت دے دی تو انہوں نے اللہ کا شکر کیا (کہ اب میں رجسٹری شدہ جنتی ہوگیا کہ مالک جنّت نے مجھے اپنی زبان مبارک سے جنتی فرمادیا) پھر ایک اور صاحب آئے اور انہوں نے دروازہ کھولنے کو کہا۔ تو نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ان کے لئے بھی دروازہ کھول دو اور انہیں بھی جنّت کی بشارت دے دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو وہ جناب عمر تھے میں نے ان کو نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فرمان کی خبر دی۔ تو انہوں نے اللہ کا شکر کیا۔ پھر ایک اور صاحب آئے انہوں نے دروازہ کھولنے کو کہا۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ سے فرمایا۔ ان کے لئے بھی کھول دو اور انہیں بھی جنّت کی بشارت دو ایک مصیبت پر جو انہیں پہنچے گی۔ (یہاں علیٰ بمعنی مع ہے یعنی۔ انہیں جنّت کی بشارت دو مگر ایک بڑی مصیبت کی بھی خبر سُنا دو جو انہیں پہنچے گی۔ واضح رہے کہ مومن کی تکالیف اور مصیبتیں بھی اللہ کی رحمتیں ہوتی ہیں اس لئے اس مصیبت کی بشارت دی گئی۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ از ملا علی قاری محدث علیہ الرحمتہ) دروازہ کھولا تو میں نے دیکھا کہ وہ حضرت عثمان ہیں میں نے انہیں نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم

کے فرمان کی خبر دی تو انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور کہا۔ اللہ مدد گار ہے۔ (مُسلم۔ بُخاری۔ مشکوٰۃ) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دونوں چیزوں پر اللہ کا شکر ادا کیا مگر بلاء و فتنہ پر اللہ سے مدد مانگی کہ مجھے صبر کی توفیق ملے۔ خیال رہے کہ ایسے موقعہ پر مصیبت کے دفعیہ کی دعا مانگنا ممنوع ہے کہ اس میں ایک طرح کی بے صبری سی ہے۔ عبدیت کے اظہار کے لئے ہر وقت دعائیں مانگو مگر امتحان کے موقعہ پر دفعیہ کی دعا نہ کرو بلکہ صبر کر کے امتحان میں پاس ہونے کی کوشش کرو۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی تفصیلی خبر دی تو فرمایا۔ اللّٰہم اعط حسینً صبراً جمیلاً و اجراً جزیلاً۔ "خدایا: میرے حسین کو صبر جمیل دے اور اجر جزیل یعنی بڑا ثواب دے۔ شہادت اور مصائبِ کربلاء کے دفعیہ کی دعا نہ فرمائی۔ بچے کو امتحان سے بچاتے نہیں بلکہ محنت کرا کے کامیاب کراتے ہیں۔"

(مرآت شرح مشکوٰۃ)

مقام شکر ہے کہ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں آیت مبارکہ ما ادری مایفعل بی ولا بکم۔ اور روایت حدیث میں حسب معمول نجدیہ وہابیہ تحریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے محبوب دانائے غیوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کو اپنی اور دوسروں کی عاقبت سے بے خبر لکھا گیا ہے ان کی اس شیطانی حرکت کی بدلائل قاہرہ تردید مکمل ہو چکی۔ بطور تتمہ ذیل ہیں۔

عقیدۂ وہابیہ کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دینے کے لئے

ایک حدیث مبارکہ درج کی جاتی ہے جو وضاحت کی محتاج نہیں۔

ع۔ آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اِنَّ رَبِّی اِستشارنی فی اُمَّتی ماذا اَفعلُ بِهِمُ فقلت ماشئتَ یاربِّ ہم خلقک وعبادک فاستشارنی الثّانیۃَ فقلت لہٗ کذالک فاستشارَنِیَّ الثالثۃَ فقلت لہٗ کذالک فقال تعالیٰ اِنّی لَن اُخْزِیَکَ فِی اُمَّتِکَ یا اَحْمَدُ و بَشَّرَنی اَنَّ اَوَّلَ مَنۡ یَدۡخُلُ الجنّۃَ مَعِیَ مِنۡ اُمَّتِی سَبۡعُوۡنَ الفًا مَعَ کُلِّ الفٍ سَبۡعُوۡنَ الفًا لَیۡسَ عَلَیۡهِمۡ حِسَابٌ۔ الحدیث (ابن عساکر وابونعیم ومسندِ امام احمد جلد ۵ مطبوعہ مصر صفحہ ۳۹۳ وکنز العمال جلد ۶ ص ۱۱۲ حدیث ۱۷۳۵۔ وخصائص کبریٰ جلد دوم ص ۲۱ وابوبکر الشافعی فی الغیلانیات)

ترجمہ: "بے شک میرے رب نے میری اُمّت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں؟ میں نے عرض کی اے میرے رب جو تُو چاہے کر کہ وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ مجھ سے مشورہ لیا۔ میں نے وہی جواب دیا۔ اس نے تیسری دفعہ مجھ سے مشورہ طلب فرمایا میں نے پھر وہی عرض کی۔ پھر ربّ عزّوجل نے فرمایا۔

اے احمد بے شک میں ہر گز تجھے تیری اُمّت کے معاملہ میں رُسوا نہ کروں گا اور مجھے بشارت دی کہ میرے ستّر ہزار (۷۰۰۰۰) اُمتّی سب سے پہلے میری ہمراہی میں جنّت میں داخل ہوں گے ان میں ہر ہزار (۱۰۰۰) کے ساتھ (۷۰۰۰۰) ستّر ہزار ہوں گے جن سے حساب تک نہ لیا جائے گا۔ آگے یہ حدیث مبارکہ طویل ہے جس میں سرکارِ دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم نے اپنے اور اپنی امّت مکرّمہ کے بہت سے فضائل ومحامد بیان فرمائے ہیں۔ ہم نے قدرِ ضرورت پر اکتفا کیا ہے۔ بحمد اللہ یہی معنیٰ ہیں اس حدیث کے کہ ربّ العزّت روزِ قیامت حضرت رسالت علیہ افضل الصّلوٰۃ والتحیتہ سے مجمع اوّلین وآخرین میں فرمائے گا۔" كُلُّهُمْ يَطْلُبُوْنَ رِضَائِیْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَاكَ يَا مُحَمَّدُ۔ یہ سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں اے محمد میں نے اپنا ملک عرش سے فرش تک تجھ پر قربان کر دیا۔

صلّی اللہ تعالیٰ علیک وعلیٰ آلک وبارک وسلّم۔

(الامن والعلیٰ ص۱۰۷، ص۱۰۸)

ے خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم ؛ خدا چاہتا ہے رضائے محمّد!

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ۔

رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم

کے نسب پاک میں

پلید مشرک کو داخل کرنے کی

ناپاک حرکت کی تردید

آیت مبارکہ: واغفرلابی انہٗ کان من الضالین ٥ ولا تخزنی یوم یبعثون ٥

نجدی ترجمہ: "اور میرے باپ کو بخش دے یقیناً وہ گمراہوں میں سے تھا اور جس دن کہ لوگ دوبارہ جلائے جائیں گے مجھے رسوا نہ کر۔"

نجدی تفسیر: یہ دعا اس وقت کی تھی جب ان پر یہ واضح نہیں تھا کہ مشرک (اللہ کے دشمن) کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں ہے جب اللہ نے یہ واضح کر دیا تو انہوں نے اپنے باپ سے بھی بیزاری کا اظہار کر دیا (التوبہ) یعنی تمام مخلوق کے سامنے میرا مواخذہ کر کے یا عذاب سے دوچار کر کے۔ حدیث میں آتا ہے کہ قیامت والے دن جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے والد کو برے حال میں دیکھیں گے تو ایک مرتبہ پھر اللہ کی بارگاہ میں ان کے لئے مغفرت کی درخواست کریں گے اور فرمائیں گے۔ یا اللہ! اس سے زیادہ میرے لئے رسوائی اور کیا ہوگی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے جنّت کافروں پر حرام کر دی ہے۔ پھر ان کے باپ کو نجاست میں لتھڑے ہوئے بجو کی شکل میں جہنّم میں ڈال دیا جائے گا۔ (صحیح بخاری سورۃ الشعرآء و کتاب الانبیاء باب قول اللہ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا)

ردِّ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمْ

اَمَّا بَعْد ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ

نجدی وہابی نام نہاد مفسّر نے آیتہ مبارکہ اور حدیث شریف میں تحریف معنوی کر کے اولوا العزم رسُول حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی شان رفیع میں بڑی بے باکی سے جس طرح تنقیص و توہین کا ارتکاب کیا اس سے صاف ظاہر ہے کہ

محبُوبانِ خُدا انبیاء و اولیاء کی توہین کرنا نجدیہ وہابیہ کا شعار ہے

توحید شیطانی کے علمبردار نجدی وہابیہ کی سرشت میں ہی انبیاء و اولیاء کی توہین رچی بسی ہوئی ہے۔ یہ بدبخت لوگ قرآن و حدیث میں تحریف و تلبیس کے ذریعہ محبوبانِ خُدا کے خُداداد فضائل و اعلیٰ اوصاف کا انکار کر دینے کے بڑے ماہر ہیں۔ اس کا مکمل ثبُوت "تفسیر نجدیہ سعودیہ" کی صورت میں قارئین کے سامنے موجود ہے۔ نام نہاد مفسّر نجدی وہابی نے آیت مبارکہ واغفر لابی انہٗ کان من الضالین۔ اور میرے باپ کو بخش دے یقیناً وہ گمراہوں میں سے تھا

لکھ کر "لِاَبِی" سے حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا حقیقی باپ مراد لیا جو صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس آیت مبارکہ میں "لِاَبِی" سے مراد۔ ان کا چچا آذر ہے۔ اور۔ ولاتخزنی یوم یبعثون (پ ۱۹۔ ع ۹) کا ترجمہ یہ لکھا۔ "اور جس دن کہ لوگ دوبارہ جلائے جائیں گے مجھے رسوانہ کر" یہ بھی صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ قرآن وحدیث سے صریحاً ثابت ہے کہ نہ صرف انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام قیامت کے دن معزز و مکرّم ہوں گے بلکہ ان پر ایمان لانے والے صالحین، مومنین بھی انشاءاللہ۔ اعزاز واکرام سے نوازے جائیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی یہ دعا ولاتخزنی یوم یبعثون۔ لوگوں کی تعلیم کے لئے ہے۔ مگر نجدی وہابی مفسّر اس سے غلط مفہوم نکال کر یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے یہ دعا اپنے لئے کی کہ روز محشر تمام مخلوق کے سامنے میرا مواخذہ کر کے یا عذاب سے دوچار کر کے رسوانہ کر۔ یعنی میرے باپ کو عذاب سے دوچار کر کے تمام مخلوق کے سامنے مجھے رسوانہ کرنا۔ اور اپنے اس خبث باطن کی تائید کے لئے صحیح بخاری کے حوالہ سے روایت حدیث کے ظاہری الفاظ کا سہارا لے کر حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی توہین کا جو پہلو نکالا ہے۔ اس کی تردید ملاحظہ ہو۔ قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السّلام تا حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب ورسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے والد اور سب دادا، دادی، مؤحد رہے۔ علیہم السّلام۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدین بھی مؤحد مومن تھے

قرآن مجید میں آپ کی یہ دُعا مذکور ہے۔ ربّ اغفرلی ولوالدیّ وللمومنین یوم یقوم الحساب یہاں والدیّ سے آپ کے باپ تارح اور والدہ متلی بنت نمر مراد ہیں لیکن نجدی سعودی تفسیر میں آپ کی اس دعا رب اغفرلابی انہٗ کان من الضالین۔ میں" اَبْ" سے آپ کا حقیقی باپ آذر کو مراد لیا گیا ہے۔ جو حقیقتہً تحریف معنوی ہے۔ قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ قرآن و حدیث سے ثابت یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے حقیقی باپ کا نام تارح ہے۔ اور آپ کے چچا کا نام آذر ہے۔ جو مشرک تھا۔

تفسیر مظہری صـــ۲۵۶ جلد ۳ میں ہے۔ وکان آذر علی الصحیح عما لابراھیم علیہ السلام والعرب یطلقون الاب علی العم کما فی قولہٖ تعالیٰ نعبد الاھک والہ اٰبائک ابراھیم واسماعیل واسحاق الاھا واحداً"۔ صحیح یہی ہے کہ" آذر" حضرت ابراہیم کا چچا تھا۔ عرب لوگ اَب کا لفظ چچا کے لئے عام طور پر استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں ہے۔" نعبد الاھک والہ اٰبائک ابراھیم واسماعیل واسحاق الاھا واحداً"۔ حضرت یعقوب کے چچا اسماعیل کو" اَب" فرمایا گیا ہے"۔

پوری آیت ملاحظہ ہو۔ ام کنتم شھداء اذ حضر یعقوب الموت اذ قال لبنیہ ما تعبدون من بعدی قالوا نعبد الاھک والہ آبائک ابراھیم واسماعیل واسحاق۔ (پ۱ آلم ع ۱۶) بلکہ تم میں کے خود موجود تھے جب یعقوب کو موت آئی جب کہ اس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا کس کی پوجا کرو گے؟ بولے ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے آباء ابراہیم واسماعیل واسحاق کا۔" حضرت اسماعیل علیہ السّلام کو حضرت یعقوب علیہ السّلام کے آباء میں داخل کرنا تو اس لئے ہے کہ آپ ان کے چچا ہیں اور چچا بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں بھی لفظ اَبْ، چچا کے لئے بکثرت مستعمل ہے۔ وکان اسماعیل عمًا لھم والعرب یسمیٰ العم ابًا کما یسمیٰ الخالۃ اُمًا۔ (تفسیر مظہری ص ۱۲۵ جلد اوّل)

ترجمہ: "اسماعیل علیہ السّلام ان کے چچا تھے اور عرب لوگ چچا کو اَبْ بھی کہتے ہیں جیسے خالہ کو ماں کہتے ہیں"۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے چچا اسماعیل علیہ السّلام کے لئے لفظ "اب" فرمایا ہے۔ تو کیا نجدی وہابی حضرت اسماعیل علیہ السّلام کو یعقوب علیہ السّلام کا حقیقی باپ قرار دیں گے یا یوں کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے غلطی سے چچا کو "اب" کہدیا ہے؟ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ کے محبوب دانائے غیوب محمد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم نے۔ یقرؤن القرآن لایجاوز حناجرھم۔ یہ نجدی خوارج الاصل۔ قرآن کے قاری ہوں گے

لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔

تفسیر کبیر میں واضح طور پر فرمایا۔ انّ والد ابراھیم علیہ السلام کان تارح وآذر کان عمّالہ (تفسیر کبیر ص۳۸ جلد ۱۳) بلاشبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ تارح تھا۔ آذر۔ آپ کا چچا تھا۔ نیز فرمایا "یجب القطع بان والد ابراھیم علیہ السلام کان مسلمًا" قطعی طور پر یہ عقیدہ رکھنا واجب ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے والد مسلمان تھے۔ (تفسیر کبیر ص۳۸ جلد ۱۳) نیز فرمایا "ثبت بما ذکرنا ان والد ابراھیم علیہ السلام ما کان مشرکا وثبت ان آذر کان مشرکا فوجب القطع بان والد ابراھیم کان انسانًا آخر غیر آذر" (تفسیر کبیر ص۳۹ جلد ۱۳) ہم نے جو کچھ بیان کیا اس سے ثابت ہوگیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے والد مشرک نہ تھے اور ثابت ہوگیا کہ بے شک آذر مشرک تھا پس قطعی طور پر یہ عقیدہ رکھنا واجب ہوگیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے والد آذر کے علاوہ دوسرا انسان تھا۔

نیز تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "آذر سماہ اللہ اَبًا لکونہٖ عمًّا و مُربِّیًا لَہٗ" (تفسیر مظہری ص۷ جلد ہفتم) آذر کو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السّلام کا اَب۔ اس لئے فرمایا ہے کہ "وہ ان کا چچا اور مُربّی تھا"۔ نیز حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا ارشاد ہے عمّ الرجل صنو ابیہ۔ ترمذی عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ آدمی کا چچا بمنزلہ باپ ہی کے ہوتا ہے۔ ایک اور مقام پر حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: رُدّوا علیّ اَبی

مجھے میرا باپ (چچا عباس) لوٹا دو۔" (تفسیر کبیر ۲۴، ۱۷۴)

نام نہاد مفسر نجدی وہابی نے بخاری شریف کی جس حدیث کے حوالے سے لکھا ہے کہ روزِ قیامت جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام اپنے والد کو بُرے حال میں دیکھیں گے۔ الخ اس کے بارے میں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ" قال الرازی انہٗ کان عما ولم یکن ابوہ " (تفسیر مظہری ص ۲۵۶ جلد ۳) حضرت امام رازی فرماتے ہیں وہ ان کا چچا تھا والد نہیں تھا"۔ لیکن چونکہ نجدی وہابی خوارج الاصل ہیں محبوبانِ خدا کے دشمن ہیں۔ اس لئے قرآن و حدیث میں تحریف کر کے حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی شانِ اقدس میں تنقیص و توہین کا بار بار ارتکاب کرتے ہیں۔ بفضل اللہ تعالیٰ و بفضل رسولہ الاعلیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم بیان مندرجہ بالا سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ تفسیر نجدی سعودیہ وہابیہ میں آیات قرآن مجید اور روایات حدیث شریف کی کُھلم کُھلا بے حیائی کے ساتھ تحریف کی جا رہی ہے۔ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے مختلف زبانوں میں شایع کر کے مُفت تقسیم کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرّم نور مجسّم سرکارِ دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے صدقے میں مسلمانوں کو نجدیہ سعودیہ وہابیہ کے اس فتنۂ عظیم سے بچائے۔ آمین۔

مسلمانوں کو تفسیر نجدی سعودی وہابی پڑھ کر گمراہ ہونے سے بچانے کی خاطر ذیل میں صاحبِ قرآن۔ جانِ ایمان محمّد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چند ایسے ارشادات اور شارحین حدیث کی تصریحات درج کی جا رہی ہیں جن سے

قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضور سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے سلسلہ آباء واُمہات میں کوئی بھی مشرک اور بدکار نہ تھا سب کے سب مؤحد، مومن. پرہیزگار صالح تھے۔ اور تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں جو لکھا گیا ہے کہ حضرت ابراھیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا باپ آذر مشرک تھا قطعاً غلط ہے شیطان کے گوز مارنے کے مترادف ہے۔

حضُور کے آباؤ واُمّہات از آدم تا عبداللہ علیہم السّلام شِرک اور بدکاری سے پاک وصاف رہے

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انّ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کانت روحہ، نوراً بین یدی اللہ تعالیٰ قبل ان یخلق آدم بِالْفَیْ عام یسبّح ذالِک النور وتسبح الملائکہ بتسبیحہ فلمّا خلق اللہ آدم اَلْقیٰ ذالک النور فی صُلبِہٖ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاھبطنی اللہ الی الارض فی صلب آدم وجعلنی فی صلب نوح و قدفبی صلب ابراھیم ثم یزل اللہ تعالیٰ ینقلنی من الاصلاب الکریمۃ والارحام الطاھرۃ حتیّٰ اَخْرَجَنی ابوی فلم یلتقیا علیٰ سِفاحٍ قطُّ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلیّ اللہ علیہ وسلّم

مؤلفۂ قاضی عیاض من علماء قرن السادس الھجری رحمۃ اللہ علیہ جلد اول صـ ۴۸) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی روح بحیثیتِ نُور، اللہ تعالیٰ کے حضور پیدائش آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال قبل موجود تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا نور ما اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا تھا اور ملائکہ حضور کی تسبیح کی اتباع کرتے ہوئے تسبیح کرتے تھے پس جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السّلام کو پیدا کیا تو حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے نور کو اس کے صُلب میں ودیعت فرمایا پس رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے صلب آدم میں زمین پر اتارا اور مجھے حضرت نوح علیہ السّلام کی صلب میں منتقل فرمایا اور پھر مجھ کو صلب ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام میں منتقل کیا پھر اللہ تعالیٰ مجھے اصلاب کریمہ سے ارحام طاہرہ میں منتقل کرتا رہا حتیٰ کہ مجھ کو میرے ماں باپ سے نکالا آدم علیہ السّلام سے لیکر میرے والدین (حضرت عبداللہ و حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) تک تمام مرد و عورت بدکاری سے قطعاً محفوظ رہے"۔ شارح مشکوٰۃ حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات جلد ۴ صـ ۴۹۱ میں تحریر فرماتے ہیں۔ "اما آباء کرام آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پس ہمہ ایشاں از آدم تا عبداللہ طاہر و مطہر اند از دنسِ کفر و رجسِ شرک چنانکہ فرمود بیروں آمدہ ام از اصلاب طاہرہ بارحام طاہرہ"۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے آباء کرام حضرت آدم تا عبداللہ سب کے سب کفر کے میل اور شرک کی پلیدی سے پاک صاف ہیں جیسا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں اصلابِ طاہرہ اور ارحام طاہرہ

سے باہر آیا ہوں ،، یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے والدین اور دادا، نانا سب کے سب مؤمن مؤحد اور پرہیز گار تھے۔ نیز چند سطور کے بعد تحریر فرماتے ہیں "وحاشا للہ کہ ایں نورِ پاک را در جائے ظلمانے پلید نہند و در عرصات آخرت بہ تعذیب و تحقیر آباء او را مخزوے و مخذول گردانند" اور پاکی ہے اللہ کے لئے کہ اس نورِ پاک کو پلید۔ اندھیری جگہ میں رکھیں اور عرصاتِ آخرت میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آباء کو عذاب دے کر حقیر کر کے۔ حضور کو شرمسار و خوار کریں "۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور تو نور ہوں حضور کے آباء و اجداد نار والے ہوں؟ حضور اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلّم تو فرماتے ہیں کہ

روز محشر بزرگی دینا اور جنّت اور رحمت کے دروازوں کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ الکرامۃ والمفاتیح یومئذ بیدی رواہ الترمذی والدارمی۔ مشکوٰۃ

"بزرگی دادن و کلید ہائے بہشت و ابواب رحمت آں روز بدست من ست" اشعۃ اللمعات (جلد ۴ صـ ۵۰۲) یعنی نبیوں ولیوں کو عزّت گنہگاروں کو بخشش،

سیہ کاروں کو معافی میرے ذریعہ سے ملے گی۔ اللہ تعالیٰ کے لاکھوں خزانے ہیں ہر خزانہ میں کروڑوں رحمتیں ان سب خزانوں کی کنجیاں حضور انور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ ہوں گی۔ مرآت شرح مشکوٰۃ جلد ۸ صـ ۲۹) یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ نجدی سعودی وہابی تفسیر میں اس اعلیٰ شان والے محبوب خدا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے نسب پاک میں ردّوبدل کرنے کی شیطانی حرکت کی گئی ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے سلسلۂ آباء میں حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے حقیقی والد حضرت تارح کے بجائے ان کے چچا آذر کو ان کا حقیقی والد لکھا گیا ہے اور یہ بتانا چاہا ہے کہ محمّد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے نسب میں مشرک جہنّمی بھی شامل ہیں۔ نجدیہ سعودیہ وہابیہ کی اس شرارت وتحریف قرآن وحدیث کی تردید واضح طور پر کی جاچکی ہے۔ اس مضمون کے آخر میں بطور تتمہ حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم کا فیصلہ کن ارشاد نقل کیا جاتا ہے جس میں صاف طور پر فرمایا گیا ہے کہ

از آدم علیہ السلام تا حضرت عبد اللہ میرا نور جس خاندان میں رہا وہ ہمیشہ دنیا بھر میں تمام خاندانوں سے بہتر تھا۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بُعِثْتُ مِنْ خَیْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰی کُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ

كُنْتُ مِنْهُ - رواہ البخاری - مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہٗ علیہ فصل اول) روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ ”میں اولاد نبی آدم میں بہترین گروہ میں بھیجا گیا یکے بعد دیگرے گروہ حتیٰ کہ میں اس گروہ سے ظاہر ہوا جس میں سے میں پہلے تھا“ (صحیح بخاری)

یعنی آدم علیہ السّلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک میرا نور جس قبیلہ و خاندان میں رہا وہ ہمیشہ دنیا بھر میں تمام خاندانوں سے بہتر تھا اس میں اچھی خصلتیں، شرافت، نجابت تھی اور جن کے بیٹھوں یا پیٹوں میں یہ نور رہا وہ زنا اور کفر و شرک سے محفوظ رہے از آدم علیہ السلام تا حضرت عبداللہ حضور انور کا کوئی دادا، دادی کافر نہ ہوئے سب مُوحد مومن رہے حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے والدین مومن تھے خود جناب خلیل نے فرمایا رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَالِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۔ یہاں والدیّ سے آپ کے باپ تارح اور والدہ متلی بنت نمر مراد ہیں اور واغفر لِاَبِیْ اِنَّہٗ کَانَ مِنَ الضَّالِّیْنَ میں ”اَبْ“ سے مراد چچا آذر ہے۔ والد اور اَبْ کا فرق خیال میں رہے۔ (مرآت شرح مشکوٰۃ) والد۔ حقیقی باپ کو کہتے اور اَبْ حقیقی باپ کے لئے بھی مستعمل ہے اور قرآن و حدیث کے مطابق اور عربوں میں رواج کے مطابق چچا کے لئے بھی استعمال کیا جاتا لیکن چونکہ نجدی وہابیہ کے خمیر میں خارجیت اور ان کے دل و دماغ میں شیطان لعین کی شیطنت غالب ہے۔ لہٰذا وہ محبوبانِ خُدا

انبیاء علیہم السلام اور اولیاء سے بغض و عناد کے سبب ان کی تنقیص و توہین کے حیلوں بہانوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ آیات قرآن کریم اور روایات حدیث میں ایسے الفاظ جن کے معانی مختلف ہوں ان الفاظ سے تاویل و تحریف کے ذریعہ وہی معنے نکالتے ہیں جن سے تنقیص و توہین کا پہلو نکال سکیں۔ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں از اول تا آخر یہی طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تفسیر نجدیہ وہابیہ کے پڑھنے والے مسلمانوں کو اپنے فضل و کرم اور اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل و کرم سے صراط مستقیم سے ہٹ جانے بھٹک جانے سے بچائے۔ آمین

مقام تعجب ہے کہ نجدیہ وہابیہ دُنیا و آخرت میں ملعون اور جہنمی بننے کے لئے اسقدر بے چین کیوں ہیں؟

اللہ عزّ اسمہٗ و اعظم شانہٗ فرماتا ہے۔ اِنّ الذین یُؤذون اللّٰہ ورسولہٗ لعنھم اللّٰہ فی الدنیا والاخرۃ واعدّ لھم عذابًا مُّھِینًا (پ ۲۲ ع ۴) ”بے شک جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے“۔ واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ ایذاء سے پاک ہے اسے کوئی ایذاء نہیں دے سکتا مگر رسول اللہ کی شان میں گستاخی و توہین کو اپنی ہی ایذاء فرمایا ہے۔ اس آیتِ مبارکہ سے واضح ہوا کہ جو کوئی کسی بھی طرح شانِ رسالت میں تنقیص و توہین کرتا ہے۔

اس سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایذاء پہنچتی ہے جس کی وجہ سے وہ دنیا و آخرت میں ملعون اور ذلّت کے عذاب کا سزاوار بن جاتا ہے۔

محدّث ابن مردویہ علیہ الرحمتہ نے حضرت عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان فرمائی ہے۔" ابولہب کی بیٹی درّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب مہاجر ہو کر مدینہ منورہ آئی تو عورتوں نے انہیں کہا۔ انت درۃ بنت ابی لھب الذی یقول اللّٰہ تبت یدا ابی لھب تُو ابولہب کی بیٹی درہ ہے جس کے بارے میں اللہ فرماتا ہے۔ "ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو جائیں" حضرت درہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے اس بارے میں شکایت کی تو حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم نے لوگوں سے فرمایا۔ "ایھا الناس مالی اوزی فی اھلی فواللّٰہ ان شفاعتی لتنال بقرابتی حتی ان حکما وحاء وصدا وسلبھا" (ابن مردویہ) "اے لوگو میں یہ پسند نہیں کرتا کہ تم میرے خاندان کے حوالے سے مجھے ایذاء دو۔ اللہ کی قسم میری شفاعت میرے قریبی رشتہ داروں کو پہنچے گی یہاں تک کہ "حکم"۔ "حاء" "صدا" (یہ تینوں قبائل کے نام ہیں) اور ان کے پیچھے آنے والوں کو بھی قیامت کے دن میری قرابت کی وجہ سے میری شفاعت حاصل ہوگی" واضح ہوا کہ۔ اس موضوع پر یہ حدیث مبارکہ "نص" کا درجہ رکھتی ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے لوگوں کو ابولہب کے حوالے سے عار دلانے کی تردید کرتے ہوئے فرمایا۔ "تم میرے خاندان کے

حوالے سے مجھے ایذاء نہ دو۔" جب سرکار دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ابولہب کے حوالے پر اتنی ناراضگی فرمائی حالانکہ وہ قطعی طور پر کافر ہی مرا۔ تو تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ لکھنے لکھانے والوں پر کتنے ناراض اور رنجیدہ ہوں گے جنہوں نے سرورِ کائنات محبوبِ خدا محمّد مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلّم اجمعین کے نسبِ پاک کو عمداً بدلنے۔ یعنی سلسلۂ آباءِ کرام علیہم السّلام میں ایک قطعی مشرک کافر "آذر" کو داخل کرنے۔ چچا کو حقیقی والد بتانے کی شیطانی حرکت کی ہے۔ قرآن وحدیث کے ان واضح ارشادات کی تردید کی ہے جن میں از حضرت آدم علیہ السّلام تا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے جملہ آبائے کرام واُمہات علیہم السّلام کو کفر وشرک اور بدکاری سے پاک اور منزہ فرمایا گیا ہے۔ لازمی بات ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو سعودیہ نجدیہ وہابیہ کی اس ناپاک شیطانی حرکت سے شدید ایذاء پہنچی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی لعنت دنیا میں بھی بارش کی طرح برس رہی ہے اور آخرت میں بھی برستی رہے گی اور یہ خوارج الاصل بدبخت لوگ ذلّت کے عذاب میں گرفتار ہوں گے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے تیار کر رکھا ہے تاہم تعجب اس بات پر ہے کہ نجدی وہابیہ دنیا وآخرت میں ملعون بننے اور جہنّم میں ذلّت کے عذاب میں گرفتار ہونے کے لئے اس قدر بے چین کیوں ہیں؟ کہ محبوبانِ خدا جل وعلا انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام واولیاء کرام قدسنا اللہ باسرارہ العزیز کے خداداد برتر واعلیٰ تر فضائل وخصوصی صفات مقدسہ

میں تنقیص وتوہین کے لئے قرآن وحدیث میں تحریف کی خاطر اتنے پاپڑ بیلتے ہیں، بفضلہ تعالیٰ وبفضل رسولہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نجدی سعودی تفسیر میں آیت مبارکہ واغفرلابی انہٗ کان من الضالین ۞ ولاتخزنی یوم یبعثون۔ اور حدیث شریف کی روایت میں کمال بے حیائی و بے شرمی کے ساتھ کی گئی تحریف کی بدلائل قاہرہ تردید مکمل ہوگئی۔

فالحمدللّٰہ علیٰ ذالك والصّلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہٖ سیّدنا محمّد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ اب بطور تتمہ۔

وہابیہ خبیثہ کی ناک خاک میں مزید رگڑنے کیلئے

قرآن مجید کی چند آیات مبارکہ درج کی جاتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نسب کو تمام انساب سے افضل، اعلیٰ اور پاکیزہ فرمایا ہے۔ قال اللہ عزوجل۔ وتوّکل علی العزیز الرحیم الذی یرایک حین تقوم وتقلبك فی الساجدین۔ (پ ۱۹ ع ۱۵) "اور اس پر بھروسہ کرو جو عزت والا مہر والا ہے۔ جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو" اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو۔

اس آیت میں ساجدین سے مومنین مراد ہیں اور معنی یہ ہیں کہ زمانہ

حضرت آدم وحواء علیہما السلام سے لے کر حضرت عبد اللہ و آمنہ خاتون تک مومنین کی اصلاب وارحام میں آپ کے دورے کو ملاحظ فرماتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے تمام آباؤ اجداد حضرت آدم علیہ السّلام تک سب کے سب مومن ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان۔ تفسیر مدارک اور تفسیر جمل وغیرہ)

تفسیر خازن میں ہے

کہ سیّدنا حضرت عبد اللہ ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔ "اراد "تقلّبك" فی اصلاب الانبیاء من نبی الی نبی حتّی اخرجتک فی ھٰذہ الامۃ۔ (تفسیر خازن جلد ۵ ص ۱۰۷) "یہاں گردش سے مراد انبیاء علیہم السلام کی مبارک پشتوں میں یکے بعد دیگرے منتقل ہونا ہے یہاں تک کہ آپ اس اُمّت میں مبعوث ہوئے" سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک اور تفسیر میں یہ الفاظ منقول ہیں۔ ای تقلبك من الاصلاب الطاھرۃ من اب الی اب الی ان جعلك نبیّا۔ (مسالک الحنفاء ص ۴۰) یعنی گردش سے مراد پاکیزہ پُشتوں سے پاکیزہ پُشتوں میں منتقل ہونا ہے۔

تفسیر جمل میں ہے

ای یرالك متقلباً فی اصلاب وارحام المومنین من لدن آدم وحوا الی عبد اللّٰہ و آمنہ فجمیع اصولہٗ رجالاً ونساءً مومنون۔

(تفسیر جمل جلد ۳ صفحہ ۲۹۶) اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت آدم و حوّا سے لے کر حضرت عبد اللہ اور حضرت آمنہ تک جن جن مؤمن مردوں کی پشتوں اور جن جن عورتوں کے رحموں میں آپ منتقل ہوئے انکو آپ کا رب تعالیٰ ملاحظہ کر رہا ہے پس آپ کے تمام آباء واجداد خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں تمام مومن ہیں۔

تفسیر صاوی علی الجلالین میں ہے

المراد بالساجدین المومنون والمعنی یراک متقلبا فی اصلاب وارحام المومنین من لدن آدم الیٰ عبد اللّٰہ فاصولہٗ جمیعاً مومنون۔ (تفسیر صاوی جلد ۳ صفحہ ۲۸۷) "ساجدین سے مراد اہل ایمان ہیں اور آیت کا معنےٰ یہ ہے کہ حضرت آدم سے لے کر حضرت عبد اللہ تک آپ نے جن مومنین پشتوں اور رِحموں میں گردش کی اللہ تعالیٰ نے اسے ملاحظہ فرمایا"

انبیاء علیہم السّلام کے آباء کافر نہیں ہو سکتے

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ انّ آباء الانبیاء ماکانوا کفارا یدل علیہ قولہٗ تعالیٰ۔ الذی یراک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین قیل معناہ ینتقل نورکا من ساجد الیٰ ساجد۔ (تفسیر کبیر)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان الذی یراک حین تقوم و تقلبک فی الساجدین؛ اس بات کی دلیل ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے آباء کافر نہیں ہو سکتے علمائے مفسّرین نے اس آیت کے معنے ایں فرمایا ہے کہ حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا نور ساجد سے ساجد میں منتقل ہوتا رہا ہے۔ یعنی حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے نسب پاک میں کوئی کافر نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ کا حضور اور حضورؐ کے آباء کی قسم کھانا ان کی طہارت و کرامت کی گواہی ہے

اللہ عزّوجل کا ارشاد ہے۔ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ۔ (پ ۳۰ ع ۱۵)

اس آیت مبارکہ میں ہر اُس والد گرامی کے بارے میں قسم کھائی گئی ہے جس کے صلب میں نور محمّدی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم نسلاً بعد نسل منتقل ہوتا ہوا حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے دادا حضرت عبد المطلب اور پھر آپ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ کی پُشت مُبارک میں مستقر ہوا اور پھر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے صورت انسانی میں ظہور پذیر ہوا گویا وہ تمام افراد جو نسبِ محمّد مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم میں شامل ہیں مورِدِ قسم ٹھہرائے گئے کہ فرمایا وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ۔ قسم ہے والد کی اور قسم ہے مولود کی۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں۔ المراد بالوالد

آدم وابراہیم علیہما السّلام اوای والدکان وما وَلَدَ محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ (تفسیر مظہری جلد ۱۰ ص ۲۶۴) اس آیت میں لفظ "والد" سے مراد یا تو حضرت آدم وابراہیم علیہما السلام ہیں یا ہر والد مراد ہے اور ما وَلَدَ سے مراد حضرت محمّد صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی ذات اقدس ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور کا نسب تمام انساب سے اعلیٰ قرار دیا ہے

اللہ جلّ جلالہٗ فرماتا ہے۔ لقد جاءکم رسول من اَنفُسِکُمْ عزیز علیہ ما عَنِتُّمْ حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم (پ ۱۱ ع ۵) بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان، مہربان محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم عربی قریشی جن کے حسب نسب کو تم خوب پہچانتے ہو کہ تم میں سب سے اعلیٰ نسب ہیں اور تم ان کے صدق وامانت زہد وتقویٰ طہارت وتقدس اور اخلاق حمیدہ کو بھی خوب جانتے ہو۔ اور ایک قرأت میں اَنفَسِکُمْ بفتح فا آیا ہے اس کے معنے ہیں کہ تم میں سب سے نفیس تر اور اشرف وافضل (خزائن العرفان) حضرت علی مرتضیٰ کرّم اللہ وجہہٗ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک دفعہ اس آیت کی تلاوت میں اَلفُسِکُمْ کی بجائے اَنفَسِکُمْ۔ "فا" کی زبر کے ساتھ اسم تفضیل کے طور پر پڑھا ہے قَرَءَ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم لقد جاءکم رسول

من انفسکم بفتح الفاء وقال انا انفَسِکُمْ نسبًا وصهرًا وحسبًا لیس من آبائی من لدُنْ آدم سفاح۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اَنْفَسِکُمْ کو فا کی زبر کے ساتھ اَنْفَسِکُمْ تلاوت فرمایا اور فرمایا کہ میں حسب ونسب میں تم سب سے زیادہ پاکیزہ ہوں میرے آباء واجداد میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک کسی نے بدکاری کا ارتکاب نہیں کیا۔ محدث ابن مردویہ رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی قرأت کے بارے میں نقل کیا ہے۔

اس موضوع پر بہت سی معتبر تفسیروں کے حوالے اور احادیث کی روایات موجود ہیں لیکن بخوف طوالت فقیر اسی پر اکتفاء کر رہا ہے۔ اور امید کرتا ہے کہ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں حضور سرکار دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم اجمعین کے نسب پاک میں ایک پلید مشرک "آذر" کو جو حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا چچا تھا حقیقی والد قرار دے کر انتہائی بدنیتی کے ساتھ جو تحریف کی گئی ہے قارئین اس کو بخوبی سمجھ گئے ہوں گے۔ اور ضلالت وکفر سے بچ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے طفیل نجدیہ سعودیہ وہابیہ کی غلط بیانیوں، ایمان سوز تحریفات، اور جہنّم کی طرف لے جانے والی توحید شیطانی سے بچائے۔

آمین یارب العالمین

مولای صلّ وسلّم دائمًا ابدًا علیٰ حبیبك خیر الخلق کلّھم